بسم الله الرحمن الرحيم

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

____

Tuesday, the 16th June, 2026

____

TABLE OF CONTENTS

1. RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN 1
2. RECITATION OF HADITH 1
3. RECITATION OF NAAT 2
4. NATIONAL ANTHEM 2
5. LEAVE OF ABSENCE 2
6. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 3
7. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF A GROUP OF EDUCATIONISTS, VICE CHANCELLORS AND HIGHER EDUCATION OFFICIALS FROM BANGLADESH IN THE SPEAKER'S BOX 13
8. POINT OF ORDER 13
9. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 14
10. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF SYED NEHAL HASHMI, GOVERNOR OF SINDH IN THE PM BOX 23
11. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 23
12. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF A DELEGATION OF M. PHIL SCHOLARS OF JAMIA AL-MARKAZ ISLAMI, BANNU IN THE GALLERY 63
13. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 63

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

———————

Tuesday, the 16th June, 2026

———————

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at 11:00 a.m. with the honourable Speaker (Sardar Ayaz Sadiq) in the Chair.

———————

RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا
الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

(سورۃ الاحزاب، آیات: 70 تا 73)

[ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔ اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے در گزر فرمائے گا۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے ہیں مگر انسان نے اسے اٹھالیا۔ بیشک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ اس بار امانت کو اٹھانے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول کرے، اللہ در گزر فرمانے والا اور رحیم ہے۔]

RECITATION OF HADITH

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لَا يَهْتَمُّ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ
فَلَيْسَ مِنْهُمْ, وَمَنْ لَا يُصْبِحُ وَيُمْسِي نَاصِحًا لِلَّهِ
وَلِرَسُولِهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِإِمَامِهِ وَلِعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ
فَلَيْسَ مِنْهُمْ» (رواه الطبراني في الاوسط)

[ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہہ; جس کو مسلمانوں کے مسائل و معاملات کی فکر نہ ہو وہ ان میں سے نہیں ہے اور جس کا یہ حال ہو کہ وہ ہر دن اور ہر صبح و شام اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پاک قرآن مجید اور اس کے امام (یعنی خلیفہ وقت) کا اور عام مسلمانوں کا مخلص و خیر خواہ اور وفادار ہو (یعنی جو کسی وقت بھی اس اخلاص اور وفاداری سے خالی ہو) وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔]

RECITATION OF NAAT

ہے جن کی خاکِ پا رخِ مہ پر لگی ہوئی
اُن کی لگن ہے دل کو برابر لگی ہوئی
شاہِ اُمم لُٹائے چلے جا رہے ہیں جام
پیاسوں کی بھیڑ ہے سرِ کوثر لگی ہوئی
تکتے ہیں جس کو شمس و قمر رات دن نصیرؔ
اپنی نظر بھی ہے اُسی در پر لگی ہوئی

NATIONAL ANTHEM

جناب سپیکر: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Speaker: Leave applications.

Mr. Speaker: Mr. Faisal Amin Khan has requested for the grant of leave for 15th and 16th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ch. Muhammad Shahbaz Babar has requested for the grant of leave from 10th to 13th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Syed Abrar Ali Shah has requested for the grant of leave from 16th to 20th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Khan Daha has requested for the grant of leave for 13th and 20th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Asma Alamgir has requested for the grant of leave for 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Dr. Shazia Sobia Aslam Soomro has requested for the grant of leave for 13th and 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Mobeen Arif has requested for the grant of leave for 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Dr. Nikhat Shakeel Khan has requested for the grant of leave for 14th and 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب سپیکر: اب discussion پر آنے سے پہلے آپ کو position بتادوں۔ PML-(N) کے 16 گھنٹے تھے جس میں سے 4 گھنٹے 25 منٹ بات کر چکے ہیں، ساڑھے 11 گھنٹے رہتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے 9 گھنٹے تھے جس میں سے 5 گھنٹے بات کر چکے ہیں، 4 گھنٹے ان کے رہتے ہیں۔ ایم کیوایم کے 2 گھنٹے 40 منٹ تھے، ایک گھنٹہ 40 منٹ بات کر چکے ہیں اور ایک گھنٹہ 14 منٹ رہ گئے ہیں۔ PML-(N) کے 24 ممبران بولے ہیں، پیپلز پارٹی کے 24 اور ایم کیوایم کے 4 ہیں۔ عامر ڈوگر صاحب، آپ لوگوں کے 9 گھنٹے 2 منٹ تھے جس میں 8 گھنٹے 2 منٹ آپ لوگوں نے بات کی ہے اور تقریباً 50 منٹ رہ گئے ہیں۔ JUI-P کا ایک گھنٹہ 5 منٹ تھا، وہ 3 منٹ excess کر گئے ہیں، یہ غلط لکھا ہوا ہے، اس کو ٹھیک کر لیتے ہیں۔ انشاءاللہ ہم 40 گھنٹے achieve کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اب یہ کرنا پڑے گا کہ ایک آپ کو اور دو کو ادھر سے دینا پڑے گا۔ وہ بھی مانگتے ہیں، ان کو موقع ملنا چاہیئے کہ حلقے کی بات کریں۔ جنید اکبر صاحب۔

جناب جنید اکبر: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر! اس اسمبلی میں ان لوگوں کو موقع ملنا چاہیئے اور ان لوگوں کا حق ہوتا ہے جو ووٹ سے اسمبلی میں آئے ہیں۔

جناب سپیکر: میری نظر میں سب ووٹ سے آئے ہیں، الیکشن کمیشن نے notify کیا ہے۔

جناب جنید اکبر: آپ کے 17 ممبران الیکشن جیت کے آئے ہیں۔ اسی تناسب سے آپ ان کو موقع دیں اور جس طرح ہم الیکشن جیت کے آئے ہیں تو ہمیں بھی اسی تناسب سے موقع دیں۔ میں 2013 سے مسلسل MNA بنتا آرہا ہوں۔ اگر میں کسی کا حق کھا کے اسمبلی میں آیا ہوں تو مجھ پر بھی لعنت اور میرے بچوں پر بھی لعنت ہے۔ ہمت کر کے ہر بندہ تقریر میں یہ الفاظ دہرائے۔

سپیکر صاحب ! Average growth اگر ہم دیکھیں تو 2.3 فیصد growth ہے۔ آبادی میں اضافہ 2.5 فیصد ہے۔ اندازہ کر لیں کہ ملک ترقی کر رہا ہے یا پیچھے جا رہا ہے؟ ہماری حکومت تھی جس میں Covid کے باوجود 6% تک growth تھی۔

وزیر اعظم صاحب کہتے تھے کہ جس کی تنخواہ 30,000 سے کم ہوگی، اس کو غریب مانا جائے گا۔ جب پیٹرول کی 135price روپے لیٹر تھی، تو ڈالر کی قیمت 107 روپے تھی۔ موجودہ منسٹر صاحب نے فرمایا کہ جس کی تنخواہ 8400 سے زیادہ ہوگی، اس کو ہم غریب نہیں مانیں گے۔ اندازہ کر لیں۔ یہ بدقسمتی ہے اس ملک کی۔ ان کا ایک ہی ایجنڈا ہے اور باتیں اتنی بڑی بڑی کرتے ہیں۔ کل وزیر اعظم صاحب سے میں نے درخواست ہے کہ وزیر اعظم صاحب، آپ نے تو آج سب سے desk بجوائے، اپنی تعریفوں کے گن گائے۔ جب عمران خان صاحب وزیر اعظم تھے تو ایران اور امریکہ کے درمیان اس نے کوشش کی تھی، اس نے کردار ادا کیا تھا۔ ایران اور سعودی عرب کے جو تعلقات خراب تھے، اس وقت کے وزیر اعظم نے اس میں کردار ادا کیا تھا اور ہم سب کو فخر ہے۔

آپ ہمیں چھوڑیں۔ جس کی تصویر آپ نے الیکشن میں اپنے ساتھ لگائی ہے، اس کو تو انصاف دلا دیں۔ وہ بے چارہ آج تک کہہ رہا ہے کہ مجھے کیوں نکالا؟ میاں صاحب، یہ نہ پوچھیں کہ مجھے کیوں نکالا، یہ پوچھیں کہ مجھے کیوں لے کے آئے ہو اس ملک میں، جب وزیر اعظم بنانا ہی نہیں تھا۔ کل یہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں ایران کی قوم پر فخر ہے، ہمیں ایران کی حکومت پر فخر ہے کہ اس نے ایک super power کا مقابلہ کیا اور اس کو مجبور کیا کہ اس کو agreement پہ لے کے آئے۔ صرف cypher پاکستان میں نہیں آیا ہوگا، cypher ایران میں بھی آیا ہوگا، لیکن اس وقت کے opposition leader نے cypher پر عمل نہیں کیا۔ ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ جن لوگوں نے امریکہ کے کہنے پہ ایک منتخب حکومت کو گرایا تھا، آج وہ یہاں پر مزے کر رہے ہیں اور جنہوں نے Absolutely Not کہا تھا، وہ آج جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہیں۔ اگر ایران میں شہباز شریف جیسا opposition leader ہوتا تو آپ سوچیں اس کا کیا ہوتا؟

یہاں پر ہم نے سنا تھا کہ اگر cypher صحیح نکلا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ تو میں جناب سے پوچھتا ہوں کہ اپنی بات پہ تو قائم رہیں۔ آج دنیا کو پتا چلا کہ cypher آیا تھا اور آپ اپنی بات پر کیوں نہیں ٹکے رہتے۔ Finance Minister صاحب نے، کیونکہ اس کا عوام سے تو کوئی تعلق ہی نہیں، انہوں نے 15 ٹریلین روپے کا ٹارگٹ دیا۔ بھائی جان، آپ کی export نہیں بڑھ رہی، بھائی جان، آپ کا Tax net نہیں بڑھ رہا، آپ کی ترقی نہیں ہو رہی، تو 15 ٹریلین روپے آپ کہاں سے دیں گے؟ اس کا ایک حل اس نے نکالا۔ FBR کے ایک بندے سے میری بات ہوئی تو اس نے کہا MNA صاحب، ہم مجبور ہیں۔ ہمیں ٹارگٹ دیا جاتا ہے کہ آپ یہ ٹارگٹ پورا کریں، چاہے جس طریقے سے پورا کریں۔ اس سے کیا ہوگا؟ آج اگر کسی کے account میں پیسے پڑے ہیں، اس کے account block کیے جاتے ہیں۔ آج اگر کوئی business کرتا ہے، اس کی دکانیں بند کی جاتی ہیں۔ اس سے بھتے کی شکل میں FBR والے پیسے لے رہے ہیں۔ آپ ہمیں بتائیں کہ 15 ٹریلین کا ٹارگٹ آپ نے کس طرح دیا ہے؟ آج ہی کہتا

ہوں کہ منی بجٹ آئے گا۔ میں آج کہتا ہوں کہ یہ ٹارگٹ پورا نہیں کر سکیں گے۔ میں آج کہتا ہوں کہ اس کی تیاری کوئی ہے ہی نہیں، جب ملک میں امن نہیں ہے، جب ملک میں investment نہیں ہے تو یہ target کہاں سے achieve کریں گے؟

جناب سپیکر! مالا کنڈ ڈویژن اور ex-FATA جو تھا آج بھی وہاں پر دہشت گردی ہے، آج بھی وہاں پر امن وامان کے حالات بد سے بد تر ہیں۔ لیکن موجودہ حکومت نے وہاں پر tax نافذ کیا۔ آپ بتائیں جہاں پر امن نہیں ہے، جہاں پر کاروبار نہیں ہے، تو کیا investor پاگل ہے کہ وہاں پر investment کریں؟ آپ نے وہاں کے لوگوں کی زندگی مزید اجیرن کر دی ہے۔ آپ بتائیں کہ وہاں کے لوگ tax کہاں سے دیں گے؟ Already ہمارے جتنے بھی پیسے والے تھے، جتنے بھی investors تھے وہ پنجاب چلے گئے۔ آپ اگر ہمیں دے نہیں سکتے، ہمارا NFC کا share آپ ہمیں نہیں دے سکتے، FATA کی commitment کسی حکومت کی نہیں تھی وہ ریاست کی ذمہ داری تھی، ریاست نے commitment کی تھی کہ FATA کی ترقی سارا پاکستان مل کر کریں گے، آپ اس میں ہمارا حصہ نہیں دیتے۔ آپ PSDP بناتے ہیں تو KP کو کچھ نہیں دیتے۔ آپ بتائیں اگر KP میں آپ کا ووٹ نہیں ہے، اگر KP کے لوگوں نے آپ کو مسترد کیا ہے تو آپ کیا اس طرح کا سلوک کریں گے، آپ کی تو ذمہ داری زیادہ بنتی ہے، KP کے حالات کو دیکھو، KP کے امن وامان کو دیکھو، KP سارے پاکستان کے لیے قربانی دے رہا ہے، KP کو آپ نے اس حالت میں چھوڑ دیا۔ آپ نے افغانستان کا border بند کیا، جس پر ہمارے کاروبار کا انحصار تھا، آپ غریب کے پیچھے تو آتے ہیں جو ایک بوری گندم کی وہاں لے کر جاتا ہے آپ اس کو تو پکڑتے ہیں، جو ایک چھوٹا سا لوٹا بھی لے کر جاتا ہے اس کو پکڑتے ہیں۔

جناب سپیکر صاحب! اس ملک پر رحم کریں۔ اس حکومت نے اداروں کو بے توقیر کر دیا، اس حکومت نے آئین کو بے توقیر کیا، اس حکومت نے قانون کو بے توقیر کیا۔ آپ لوگوں میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ جواب دیں۔ آپ لوگ ہمارا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ میرے بھائی انجنیئر صاحب منسٹر تھے گلگت بلتستان میں، ماشاءاللہ دو مہینے رہے ہیں۔ سرکاری protocols میں رہے ہیں، سرکاری rest house میں رہے، لیکن وہاں کے Chief Election Commissioner میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ انجنیئر صاحب سے پوچھے کہ بھائی جان آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔

میں بیس گھنٹے وہاں رہا اور مجھے وہاں سے نکالا گیا اور پھر کہتے ہیں کہ elections آپ نے جیتے۔ بھائی ہمت ہے تو آؤ، ہمت ہے تو مقابلہ کرو، ہمت ہے تو اکٹھے ہو کر مقابلہ کرو، یہ جو آپ لمبی لمبی تقریریں کریں گے پھر محسن نقوی صاحب ہاتھ سے پکڑ کر زبردستی لیکر آئے گا، پتہ نہیں ہاتھ سے پکڑے گا یا کان سے پکڑے گا، زبردستی آپ سے ووٹ لے گا۔ یہ ڈرامہ ختم ہو جانا چاہیئے، آپ لوگ اکٹھے ہیں، آپ لوگ ساتھ ہیں اس ملک کو بگاڑنے میں، جمہوریت کا بیڑہ غرق کرنے میں۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز wind up کریں۔ آپ چودہ پندرہ منٹ پر چلے گئے ہیں۔ آپ کے allocated seven minutes تھے۔

جناب جنید اکبر: ہم باہر بات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: باہر تو آپ کرتے ہیں، جلدی ختم کریں۔

جناب جنید اکبر: یہاں پر تو بیٹھنے دیں ناں۔

جناب سپیکر: یہاں بیٹھیں ضرور۔ مگر آپ کے allocated time سے زیادہ time نہیں ملے گا۔ Please wind up کریں۔

جناب جنید اکبر: آپ ہمیں اتنا موقع تو دیں میں ہر وقت ایک بات کرتا ہوں، ہم جب یہاں حکومت میں ہوتے تھے تو سعد رفیق اکثر آتا تھا اور ہمیں کہتا تھا کہ ہم تو بھگت رہے ہیں، آپ بھی بھگتیں گے، شاید ہمیں سمجھ نہیں تھی، اگر اس دن ہم سمجھ جاتے تو یہ آج نہ بھگتتے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ عمران خان پر 200 FIRs ہوں اور شہباز شریف پر جب ہماری حکومت آئے گی تو 300 FIRs نہ ہوں یہ ہو نہیں سکتا کہ عمران خان صاحب کی بیوی جیل میں ہو اور شہباز شریف صاحب کی دو ہو، تین ہو یا چار بیویاں ہوں، چاروں کی چاروں قید میں نہ ہوں، یہ ہو نہیں سکتا۔ آپ نے جو روایت رکھی ہے ان شاء اللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہم اس سے آگے جائیں گے۔ مجھے اپنی تکلیف نہیں ہے، لیکن انجینئر صاحب میرے بھائی ہیں، میں رات کو سوتا ہوں تو مجھے اس کی چیخیں سننے میں آتی ہیں کہ یہ بیچارا کب جیل میں آئے گا۔

جناب سپیکر: آپ امیر مقام صاحب کی طرف بار بار اشارہ کر رہے ہیں۔

جناب جنید اکبر: ہم تو بھگت رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جنید صاحب آپ امیر مقام صاحب کی طرف اشارے نہ کریں، مائیک کھولیں۔

جناب جنید اکبر: جو بڑی بڑی باتیں کر رہے ہیں یہ کس طرح رو رہے تھے، ہمارا لیڈر بھی نہیں رو رہا تھا، وہ فریاد بھی نہیں کر رہا ہے۔ لیکن آپ برداشت نہیں کر سکیں گے، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ آپ چیخیں اتنی نکلیں گی کہ آپ کی کچھ برداشت نہیں کر سکیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جو آپ بار بار انگلی کا اشارہ امیر مقام صاحب کی طرف کر رہے تھے، وہ میں expunge کروں گا۔ انگلی کا اشارہ۔ جناب عبدالقادر پٹیل صاحب۔ نہیں آپ کی طرف نہیں، امیر مقام صاحب کی طرف اشارہ کر رہے تھے، نام نہیں لیا تھا تو personal explanation نہیں بنتی۔ لاء منسٹر صاحب۔

وزیر برائے قانون وانصاف وانسانی حقوق (سینیٹر اعظم نذیر تارڑ): سپیکر صاحب! On the lighter side صرف اتنا عرض کروں گا اپوزیشن کے دوستوں سے کہ تقریر کے متن میں کچھ دس بیس فیصد تبدیلی کر لیا کریں۔ یہ وہ تقریریں ہیں، میں باہر بھی بیٹھا ہوں، آکے بتا سکتا ہوں کہ تقریر کیا کی ہے۔ تین دن سے وہی چل رہی ہے۔ کچھ دس پندرہ فیصد تو change کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: جناب عبدالقادر پٹیل صاحب۔

جناب عبدالقادر پٹیل: سر! میں بات اپنی شروع کروں۔ یہ 2026 کے بجٹ پر، اس سے پہلے ایک بات جو بھی ہمارے دوستوں کی طرف سے ہوئی، اس میں کہا گیا کہ جی، پہلے میرے معزز دوست جو Chief Whip بھی رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ یہ اپوزیشن کا حق بنتا ہے کہ وہ بجٹ میں

زیادہ سے زیادہ تقاریر کریں۔ مجھے یاد ہے ان کے تین چار سالہ دور میں ایک ممبر، ہر ممبر، جتنی سیاسی جماعتیں تھیں، ان کے ہر ایک ممبر کے بعد ان کا ایک ممبر بولتا تھا، پھر پانچ چھ جماعتوں میں سے ایک ممبر بولتا تھا، پھر ان کا ایک ممبر بولتا تھا۔ تو وہ روایت تو تقریباً نہیں ہے۔ اس سے زیادہ آپ کو بولنے کا موقع مل رہا ہے۔

اور میرے بھائی نے ایک بات کی اور انہوں نے کہا کہ آپ اداروں کی تعریف بہت زیادہ کر رہے ہیں۔ سر! اب کیا کریں؟ عالمی حالات میں واقعی جس نے جو role نبھایا ہے، اس کو accept تو کرنا پڑے گا۔ ہم کم از کم اپنے اداروں کی تعریف میں یہ تو نہیں کہہ رہے کہ یہ ہمارے باپ ہیں۔ اب یہ کس نے کہا تھا؟ اور یہ کس نے کہا تھا کہ فلاں Chief General جیسا میں نے ایماندار، جمہوریت پسند آدمی نہیں دیکھا؟ اور اس کو باپ دادا بنانا، کم از کم ہم اس حد تک نہیں گئے۔

سر! بجٹ پہ کوئی زیادہ digital گفتگو مجھ سے نہیں ہو گی۔ اعداد و شمار میں نے دیکھے، ہمیشہ نہ کبھی پورے ہوئے ہیں نہ کبھی پورے ہوں گے شاید۔ لیکن آج جب ہم اس بجٹ پہ بات کر رہے ہیں تو کچھ اہم حالات جو پچھلے دنوں گزرے، اس کا ذکر کیے بغیر اگر ہم آگے چلے جائیں تو یقیناً زیادتی ہو گی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ، آج پاکستان نے، پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت نے وہ کام کر دکھایا جو صدیوں یاد رکھا جائے گا۔ ہو سکتا ہے اس حکومت سے کسی کو بغض ہو، کسی شخصیت سے کسی کو حسد ہو، جلن ہو، لیکن اگر آپ larger picture میں اس کو دیکھیں گے تو پاکستان کا یہ وہ کارنامہ ہے، تیسری ایٹمی جنگ عظیم سے بچانے والا پاکستان اس دنیا کو یہ صدیوں یاد رکھا جائے گا۔ آپ کو شخصیات سے اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن اب میں کیا کروں کہ اس فلم کا ہیرو جو ہے وہ ہیرو ہے۔ اس فلم میں جو ہیرو بن گیا وہ ہیرو ہے ہم کچھ کر نہیں سکتے۔ آپ کتنا بھی چاہیں زور لگا لیں لیکن جس کا مرکزی کردار ہے، وہ چیف ہے، وہ CDF ہے، آپ کو وہ اچھا لگے، برا لگے، وہ ہمارا چیف ہے، عاصم منیر صاحب اس فلم کے ہیرو ہیں، تو وہ رہیں گے، آپ چاہیں نہ چاہیں۔

سر! اس سے پہلے الحمدللہ، ثم الحمدللہ پھر کہوں گا کہ ہم نے اپنے روایتی دشمن کو بھی دھول چٹائی اور اگر آپ دیکھیں تو گزشتہ ایک ڈیڑھ سال میں پاکستان ایک نئی، نئی پہچان لے کے اُبھر رہا ہے۔ ایک نیا پاکستان emerge ہو رہا ہے جس کا نعرہ کوئی اور لگاتا تھا کہ نیا پاکستان، یہ ہے اصل میں نیا پاکستان جو انڈیا کو بھی شکست دے سکتا ہے، جو دنیا کو بھی جنگ سے بچا سکتا ہے، یہ ہے نیا پاکستان۔

تو بہر حال مبارکباد دوں گا اپنی عسکری قیادت کو، سیاسی قیادت کو کہ سب نے مل کے اس ملک کو اس کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اب سر! یہ پہلے آپ اور ہم دیکھ رہے تھے کہ گھنٹوں بحث ہو رہی تھی اور شاید کچھ موقع پرست اس میں ہر بار کی طرح ایک درمیان کا راستہ بھی ڈھونڈنے کے چکر میں تھے کہ کوئی جھگڑا ہو گا۔ کوئی اٹھائیسویں ترمیم کوئی، انتیسویں ترمیم کوئی، تیسوئیں کچھ تو اکتالیسویں ترمیم تک چلے گئے۔

لیکن again میں salute کروں گا اس ایوان میں موجود سیاسی پارٹی کے قائدین کو کہ بغیر کسی ترمیم اور بغیر کسی جھگڑے، بغیر کسی این ایف سی کو چھیڑے، بغیر کسی صوبائی حقوق کو چھیڑے، آج پاکستان اس بجٹ کو یہاں پر پاس کرنے جا رہا ہے اور بغیر کسی آئینی ترمیم۔

یہ بات گھنٹوں ٹی وی پر آپ دیکھیں سر! آج کل پتہ نہیں 200 چینل ہیں، 200 چینل پہ 400 اینکر ہیں اور 400 اینکر پہ 800 تجزیہ نگار ہیں 800 تجزیہ نگاروں کے ساتھ جو فون پہ لیتے ہیں وہ دو ہزار ہیں۔ تو 15 ہزار لوگ جو یہ باتیں کر رہے تھے وہ تو کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ آج تو ہم تھوڑا بہت بس یہ لے دے کر کے یہ بجٹ پاس کر رہے ہیں۔

اور پاکستان پیپلز پارٹی پہ ایک الزام لگایا جارہا تھا کہ جی آپ لوگ سودے بازی کریں گے، یہ کریں گے، وہ کریں گے۔ ہمارا بڑا واضح مؤقف ہے کہ ملک کے مفاد میں yes ہم سارے سودے کریں گے۔ کسی پارٹی کے مفاد میں no ہم کوئی سودا نہیں کریں گے۔ یہ روز اول سے ہمارا slogan تھا، ہمارا stance تھا اور آج بھی ہے۔ اور الحمدللہ میں اپنی قیادت جناب آصف علی زرداری اور بلاول بھٹو صاحب کو مبارک دیتا ہوں کہ انہوں نے اس کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

اب سر! یہ growth, GDP, reserve بڑھ گئے، ہمارا ہدف یہ تھا، یہ اس سال کا ہدف ہے، یہ ہم ہر سال باتیں کرتے ہیں۔ نہ کبھی ہدف پورا ہوا، نہ کبھی جی ڈی پی صحیح ہوتی ہے، اور نہ کبھی reserves کی صحیح نشاندہی کی جاتی ہے۔ سر! میرے نزدیک یہ تمام چیزیں بے معنی ہیں، اگر غریب عوام کو کھانے پینے کی اشیاء مل رہی ہیں، بچے سکول جارہے ہیں، گھر میں بجلی، گیس موجود ہے، روزگار ہے، غریب کھانا کھا رہا ہے، تو آپ کی جی ڈی پی کا کوئی بھی figure ہو سر وہ ملک ٹھیک ہے، سب کچھ ٹھیک ہے، reserve بھی ٹھیک ہے۔ اگر یہ چیزیں نہیں ہیں جو کہ بد قسمتی سے آج نہیں ہیں۔ تو آپ کوئی بھی figure ہمیں دے دیں اس کا مطلب ہے آپ کا معاشی نظام ٹھیک نہیں چل رہا، آپ کی figure کوئی بھی ہو۔

اور پھر ہدف یہ بڑا ایک مزاحیہ کام ہوتا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ جی ہمارا ہدف فلاں ہے اور فرض کر لیجئیے آپ کہتے ہیں کہ ہمارا ہدف جو ہے وہ 100 کلو میٹر دوڑنا ہے پھر آپ سال کے آخر میں کہتے ہیں جی میں ایک کلو میٹر دوڑا پھر گر گیا تھا 99 کلو میٹر باقی ہے ان شاءاللہ اگلے سال بھاگوں گا۔ او بھائی جب تم سے چلا ہی نہیں جاتا۔ تو ہدف اتنا بڑا کیوں رکھتے ہو۔ تو یہ ہدف وغیرہ جو ہے سر یہ کچھ بھی نہیں ہم سارا ٹیکس، وہ غریب جو بیچارہ ٹی وی دیکھ رہا ہے، ہماری بحث و تکرار سن رہا ہے۔ وہ سمجھ رہا ہے کہ اس پہ ٹیکس لگ رہا ہے، اس پہ نہیں لگ رہا، اس پہ کم ہو رہا ہے، اس پہ زیادہ ہو رہا ہے اس کو یہ پتہ نہیں ہے کہ لیوی کی صورت میں indirect tax کی صورت میں موبائل کارڈ، ماچس یا سگریٹ خریدے ہم اس ٹیکس کا سب سے بڑا حصہ اس غریب سے لے لیتے ہیں۔ جس بیچارے کو نہ return file کرنا آتا ہے نہ اپنا ٹیکس reclaim کرنا آتا ہے جو non-filer ہے، اس کا سب سے بڑا حصہ ہم اس غریب سے draw کر لیتے ہیں جس بیچارے کو اس نظام کا کوئی پتہ ہی نہیں۔ یقیناً یہ سارا ظلم ہے۔

اب سر! 60 پرسنٹ آپ نے تنخواہ بڑھائی ہے۔ وزیر خزانہ صاحب ابھی تشریف لے گئے، آجائیں گے تھوڑی دیر میں۔ یہ کس طرح الہام ہوا آپ کو کہ 60 پرسنٹ، 25 پرسنٹ بڑھائی جاتی تھی، 50 پرسنٹ بھی بڑھائی گئی۔ یہ 7% کیا lucky number آپ نے اس کی لاٹری نکالی ہے۔ مہنگائی تو اس سے کئی گنا زیادہ بڑھی۔ تو یہ 7% کس طرح نکالا گیا؟ کس چیز کا نچوڑ ہے؟ مہربانی فرما کے ہمیں یہ بتایا جائے۔ اگر آپ 25% or 50% نہیں کر سکتے تو کم از کم کوئی round figure 10، 15، 20 تک تو چلے جائیں۔ یہ 7% کہیں بھی exist نہیں کرتا۔

اور آپ نے تنخواہ دار کی تنخواہ 39 ہزار سے 41 ہزار کر دی۔ تو سر! ساتھ میں ان سب کو ایک ایک الماری، تجوری بھی تو دیں اتنا پیسہ یہ رکھیں گا کہاں؟ یہ جو خزانہ جمع کریں گے اس دور میں۔ تو ان سارے سرکاری ملازمین کو کچھ نہ کچھ جمع کرنے کے لیے تجوریاں بھی ضرور فراہم کی جائیں۔

اب ایک وزیر صاحب ہمارے پروفیسر ٹائپ ابھی موجود تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ انتشار مت پھیلائیں عوام کو سمجھائیں کہ مہنگائی کیوں ہو رہی ہے؟ اب یہ وہی بات ہے کہ بکرے کو سمجھاؤ کہ تمہیں ذبح کیوں کیا جا رہا ہے؟ اب آپ اس کو بولو کہ سنت ابراہیمی ہے۔ تو کیا بکرا خود ہی لیٹ جائے گا یا آپ بولو عید کا دن ہے مجھے گوشت چاہیئے۔ بھائی اس کو تو اپنی جان کی پڑی۔ اب غریب کو کہتے ہیں آپ سمجھاؤ کہ مہنگائی کیوں ہو رہی ہے؟ مجھے سر یہ بات بالکل سمجھ نہیں آتی اگر کسی اور کو سمجھ آتی ہے تو میں ان کا طالب علم رہوں گا۔

سر یہ IPPs کی بجلی تو آپ خرید نہیں پا رہے۔ آپ کے پاس surplus ہے۔ آپ اس کے پیسے دے رہے ہیں، ملک خسارے میں جا رہا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی آپ نے اتنے پیسے یہ سارے ڈیمز پر کیوں رکھے ہیں؟ یعنی اس وقت جو بجلی موجود ہے اس کے تو آپ بغیر استعمال کیے پیسے دے رہے ہیں اور سارے پیسے آپ نے ڈیمز پر رکھے، ہو سکتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی آپ کا عقل ہو، کوئی آپ کی پلاننگ ہو تو مجھے بتایا جائے کہ شاید وہ جب IPPs کے contract ختم ہو جائیں گے تو پھر آپ ڈیم سے بجلی لیں گے یا آپ water reservoir بنا رہے ہیں تو سمجھ میں آتا ہے۔

اب سر ایک اور عجیب انہوں نے مذاق کیا ہے کہ سولر پینل پہ کہتے ہیں ٹیکس ہم نے کم کر دیا، ختم کر دیا۔ لیکن inverter پر ٹیکس رہے گا۔ اب سر بلب پر ٹیکس ختم کر دیں، تار پر ٹیکس لگا دیں بغیر تار کے بلب کیسے جلے؟ یہ کونسا کام ہے۔ مطلب اگر آپ نے لگانا ہے تو لگائیں۔ لیکن ہمیں بے وقوف بنانے کی تو کوشش نہ کریں ناں۔ ہم مانتے ہیں کہ ملکی حالات کے تحت دفاع اور داخلہ پہ کوئی سمجھوتہ نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہی ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور سر ریکارڈ پہ ہے کہ last Budget speech میں میں نے کہا تھا کہ ہم کوئی معیشت دان نہیں۔ لیکن فکس ٹیکس آپ لگائیں آپ کو فائدہ ہو گا اور اس بار آپ نے چھوٹے دکانداروں پر لگایا اور دیکھیں آپ کو فائدہ ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اس فکس ٹیکس کا دائرہ کار جو ہے وہ مزید اوپر لے جائیں۔ شاید آپ کو فائدہ ہو۔

جناب عالی! سکولوں کی فیس بھی مہربانی کر کے فکس کی جائے۔ خیر یہ صوبوں کا مسئلہ ہے وہاں بھی بات کریں گے۔ لیکن جو وفاق کے تحت ادارے آتے ہیں یہ غریب آدمی کا بڑا مسئلہ ہے اس کو بھی فکس کیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ اور سر یہ BISP کو بار بار نہ چھیڑا جائے اس کو سیاسی ایشو نہ بنایا جائے۔

دیکھیں سر! پانی ہمارے صوبے کو حصے سے ہمیں کم مل رہا ہے۔ Gas produce ہم زیادہ کرتے ہیں ہمیں کم مل رہی ہے۔ محترمہ کے نام کی ایک scheme سر وہ اس دنیا کی بہت بڑے لیڈروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ اور اگر آپ کو ان کے نام سے ہی نفرت ہے جس طرح آپ نے ایئرپورٹ کا نام change کر دیا۔ تو آپ سیدھی بات کہیں، لیکن خدا کے واسطے اس کو سیاسی issue نہ بنائیں۔ اور بار بار Benazir Income Support Programme، جو کہ لاکھوں خواتین کو اپنے گھر میں عزت سے رہنے کی وجہ بنا ہوا ہے، اس کو بار بار نہ چھیڑا جائے،

جس کو عالمی طور پر accept کیا گیا ہے، مانا گیا ہے، تعریف کی گئی ہے، اور اس کی بنیاد پر دوسرے ملکوں میں ایسے models بنائے گئے ہیں جو BISP سے مشابہت رکھتے ہیں۔ تو خدا کے واسطے ایک اچھی بھلی چیز کو نہ چھیڑا جائے۔

سر! یہ Chairman FBR کا ایک statement کل میں دیکھ رہا تھا۔ Bureaucracy کو اول تو TV پر نہیں جانا چاہیئے۔ تمام Secretaries, Chairmen, DGs کے وزیر یہاں موجود ہوتے ہیں، ان کو policy statements دینی چاہئیں۔ اور اتفاق سے بھی 6,8,10 یا 12 محکموں کے ہمارے Ministers of State بھی تشریف لے آئے ہیں، including Finance, Bilal Kiyani صاحب۔ میں ہمیشہ کہتا ہوں، ننھی سی جان اور سارا پاکستان، سارا کام انہوں نے کرنا ہے۔

کل لنگڑیال صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ جو دو پیر پر چلنے والے ہیں، یہ کبھی خوش نہیں رہتے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ ان کا ایک statement TV پر آیا ہے کہ یہ دو پیروں پر چلنے والے جو ہیں، یہ کبھی خوش نہیں رہتے۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے، آخری بار جب میں Cabinet میں تھا، میں نے ان کو دیکھا تو خود بھی دو پیروں پر چل کر آئے تھے۔ آج کل وہ کتنے پیروں پر چلتے ہیں، مجھے نہیں پتا۔ لیکن میری درخواست ہے کہ Bureaucracy کو TV پر جا کر الٹی سیدھی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ ترجمان موجود ہیں، وزراء موجود ہیں، policy makers موجود ہیں، بیان دینے والے موجود ہیں۔ لہٰذا خدا کے واسطے ان کو TV سے دور رکھا جائے، ورنہ یہ اس طرح کی الٹی سیدھی باتیں کریں گے، جو کہ ہمارے لیے باعثِ شرم ہوں گی اور اسمبلی کے لیے بھی باعثِ شرم ہوں گی۔

سر! اب ذرا اہم بات کر لیتے ہیں جو گزشتہ کچھ عرصے میں elections ہوئے ہیں۔ Opposition کچھ بھی کہے، ان کا حق ہے، ٹھیک ہے، تنقید کریں، لیکن پورے پاکستان نے دیکھا کہ گلگت میں Pakistan People’s Party نے clean sweep کیا۔ اب چاہے کسی کو اچھا لگے یا نہ لگے، وہ کوئی بھی ہو، لیکن جو حقیقت ہے، حقیقت تھی، وہ حقیقت رہے گی، اور اس سے ہم ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ یہ Pakistan People’s Party کا فیصلہ ہے کہ گلگت بلتستان میں ہماری اکثریت ہے، ہمیں وہاں پر حکومت بنانے دی جائے، کوئی hurdle پیدا نہ کیا جائے، ورنہ ساری چیزیں sabotage ہو سکتی ہیں۔

آگے کشمیر کا بھی آ رہا ہے، ہم اس کے لیے بڑے فکر مند ہیں۔ ہم کہنا چاہتے ہیں کہ جو بات کرتا ہے، اس سے بات کریں۔ اگر کوئی لڑائی کرتا ہے تو ٹھیک ہے، آپ کے پاس لڑائی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے، لیکن جو بات کرتا ہے، مہربانی فرما کر اس سے بات کریں، کیونکہ اس سے ہمارے دشمن کافی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور اٹھا بھی رہے ہیں۔ تو ہم سمجھتے ہیں، ہماری پارٹی کا یہ موقف ہے کہ کشمیر کو تھوڑا سا دوسرے جو ہمارے علاقائی مسائل ہیں، ان سے ہٹ کر دیکھا جائے اور اس پر کوئی واضح حکمتِ عملی کی جائے۔

سر! اب مجھے اندازہ ہے کہ اس سے پہلے کہ آپ مجھے ٹوکیں، میں خود side پر ہونا شروع کر دیتا ہوں۔ اب بھائیوں نے بات کی کہ فلاں شخص بند ہے، ان کے لیڈر بند ہیں، اور سب کچھ بند ہے۔ یہ جو senior لوگ وہاں بیٹھے ہیں، سمجھتے ہیں اس بات کو کہ ایک وقت تھا کہ وہی آپ کا لیڈر

کہتا تھا،اس کو بھی بند کر دوں گا، یہ بھی چور ہے، وہ بھی ڈاکو ہے،اس کو بھی بند کر دوں گا،اس کا بھی TV نکال دوں گا،اس کا Radio توڑ دوں گا۔اس وقت دوسرے بند تھے، آج باقی سارے باہر ہیں، وہ بند ہیں۔کل اس سے الٹی صورتحال ہو سکتی ہے۔تو یہ بدقسمتی سے پاکستان کی politics میں چلتا رہتا ہے۔تو اس کو bear کریں،اس کو آگے بڑھائیں،اور 2018ء کا election بھی نظر میں رکھیں کہ آپ کو بھی بڑی مدد ملی، کھلے عام ملی،اور آپ کو لایا گیا۔

سر! ہمارے کچھ پاکستانی یرغمال ہیں۔ میں چوتھی بار آپ کے سامنے یہ گزارش رکھ رہا ہوں۔ابھی تک دو ماہ ہو گئے، صومالیوں نے دس پاکستانیوں کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔میں چوتھی بار آپ کے سامنے عرض کر رہا ہوں،ابھی تک کوئی واضح policy statement Ministry of Foreign Affairs کی طرف سے نہیں آئی۔وہ بھی کسی کے بھائی، بچے ہیں،ان کی families بھی ہیں۔وہ بہت پریشان ہیں۔ان میں 6 کا تعلق کراچی سے ہے اور باقی کا تعلق کہیں اور سے ہے۔میں چاہوں گا کہ اس سلسلے میں آپ اپنا کردار ادا کریں اور Ministry of Foreign Affairs کو کم از کم اتنا تو کہیں کہ آپ نے ابھی تک کیا کیا ہے؟آپ کس stage پر ہیں؟آپ ان 10 پاکستانیوں کو چھڑانے کے لیے کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟اور اب تک آپ نے کیا کیا ہے؟کم از کم پتا تو چلے۔اس پر چوتھی بار میرے بات کرنے کے باوجود، کوئی بھی بات سامنے نہیں آئی۔

سر! کراچی کا ایک بڑا افسوسناک واقعہ تھا،اس پر عدالتی فیصلہ آگیا۔جن پر الزام تھا،ان کو رہا کر دیا گیا۔یقیناً عدالتوں نے ثبوت و شواہد ضرور دیکھے ہوں گے۔260 لوگ اس میں جل کر مر گئے۔اب اگر جن پر الزام تھا،ان کو بری کر دیا، ٹھیک ہے، یہ فیصلہ تو ادھورا ہوا۔اب کم از کم یہ تو بتایا جائے کہ وہ 260 لوگ جو جل کر مر گئے، اگر یہ ملزمان بری ہو گئے تو ان کو کس نے جلایا؟اگر آپ یہ نہیں بتائیں گے تو پھر میں کہوں گا کہ کیا اُن 260 لوگوں نے اجتماعی خودکشی کی تھی؟انہوں نے خود کو جلایا تھا؟ہمیں بری ہونے والوں پر کوئی اعتراض نہیں، لیکن ہمیں کم از کم بتایا تو جائے کہ اگر یہ نہیں تھے تو کون تھا؟یہ واقعہ کیسے اور کیوں پیش آیا؟یہ 260 لوگ جان سے کیوں گئے؟

صرف یہ آدھے ادھورے فیصلے تاریخ میں ابہام رہیں گے، چاہے ذوالفقار علی بھٹو کیس ہو، محترمہ بینظیر بھٹو کی شہادت ہو، سانحہ کارساز ہو یا پھر بلدیہ فیکٹری ہو۔جب تک ملزمان کا تعین نہیں ہوتا، یہ تشنگی باقی رہے گی۔

سر! آخر میں اتنا کہوں گا کہ ہم جن حلقوں سے چل کر آتے ہیں، معافی کے ساتھ، ہمارے وزیر خزانہ بھی اور ہمارے وزیر قانون، جو مجھے بہت اچھے لگتے ہیں، یہ بھی،اور ہمارے جو Deputy Prime Minister ہیں، جو مجھے کبھی اچھے لگتے، کبھی برے لگتے ہیں، تو یہ سارے Senatorsہیں۔میرا ایک اندازہ رہا ہے،ان ساری اسمبلیوں میں کہ Senators کی toneالگ ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے ووٹ لیے نہیں ہوتے، انہوں نے حلقوں میں جانا نہیں ہوتا اور انہوں نے جواب دینا نہیں ہوتا۔تو یہ بنے بنائے دانشور ہوتے ہیں۔یہ بنے بنائے دانشور اپنی ہی بات کرتے ہیں۔یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عقل کل ہیں اور انہیں سب پتہ ہیں۔

جناب سپیکر: رانا تنویر صاحب ذرا سنیے please، آپ کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔

جناب عبدالقادر پٹیل: تو یہ جو Senators ہیں یہ بنے بنائے دانشور ہیں۔ جب یہ اسمبلی میں آتے ہیں تو جب ان سے پوچھو، تو یہ کہتے ہیں England میں یوں ہوتا ہے، America میں یوں ہوتا ہے، میں Italy گیا تھا، وہاں تو یہ ہو رہا تھا۔ او بھائی، یہ پاکستان ہے۔ یہاں petrol چوری کرنے کے چکر میں ڈیڑھ سو لوگ جل کے مر جاتے ہیں، تم England اور Italy کی بات کرتے ہو۔ تو Senators کو، چاہے وہ وزیر خزانہ ہوں، Deputy Prime Minister ہوں، میرا پسندیدہ Law Minister ہو، ان کو election لڑوائیں۔ ہر Senator کو ایک بار ضرور election لڑائیں۔ انہیں لگ پتا جائے کہ عوام جوتے کیسے مارتی ہے، عوام حساب کیسے لیتی ہے، عوام کیسے احتساب کرتی ہے۔

جناب سپیکر: پٹیل صاحب، ہمارے honourable Senators سارے قابل احترام ہیں۔ ہمارے colleagues ہیں۔

جناب عبدالقادر پٹیل: میرے لیے بھی ہیں۔ میں نے کہا، مجھے بہت اچھے لگتے ہیں، اور جس کے لیے کہا کبھی اچھے کبھی برے لگتے ہیں، میں دل میں تو رکھتا نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو MNAs زیادہ اچھے لگتے ہیں۔

جناب عبدالقادر پٹیل: جو عوام سے elect ہو کر آتے ہیں اور عوام کو جواب دہ بھی ہوتے ہیں۔ سر! یہ یہاں پر آتے ہیں، وہی suit کے ساتھ گھر چلے جاتے ہیں۔ نہ کسی سے ملنا ہے، نہ کسی کو جواب دینا ہے۔ پھر صبح suit پہن کے ہمارے پاس آجاتے ہیں۔ یہ کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ ہمارا ابھی تک احتساب تو قیامت تک ہی ہو چکا ہے۔ جب حلقے میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں، petrol کا کیا ہوا؟ gas کا کیا ہوا؟ تم تو گاڑی میں گھوم رہے ہو، ہمارے cycle خراب ہو گئے، ہماری تو حالت ہی خراب ہو گئی۔

جناب سپیکر: Wind up کریں please ۔

جناب عبدالقادر پٹیل: چلیں ٹھیک ہے، آپ کہتے ہیں تو میں wind up کر لیتا ہوں۔ کل کی تقریریں جو ہیں، خدا کو گواہ و حاضر و ناظر کر کے، سب بھائی یہاں بیٹھے تھے۔ کل وزیر دفاع صاحب نے اور Prime Minister نے ایران کی بڑی تعریف کی، اور ایرانی سفیر بھی وہاں موجود تھے۔ مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کر دیا، کیا لڑائی کی امریکہ سے، گھٹنے ٹیکنے پہ مجبور کر دیا، مجھے آج وہ دن یاد آرہا ہے جب یہ جنگ شروع ہوئی تھی، ایک ہو کا عالم تھا دونوں جانب پہ پورے ایوان کو پتہ ہی نہیں تھا کہ ہم لوگوں امریکہ کی حمایت کر رہے ہیں یا ایران کی، اور اگر کسی کی غلط حمایت کر دی تو پھر سوٹی کون کھائے گا باہر جا کے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ میں نے کھڑے ہو کے کہا تھا کہ آج اسلام کے سب سے باکردار شخص سید خامنائی کو شہید کر دیا گیا اور پاکستان کو ایران کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے کیونکہ ہم منافق نہیں ہمارے دوست کا دوست ہمارا دوست، ہمارے دوست کا دشمن یعنی اسرائیل ہمارا دشمن ،الحمدللہ ہم نے پہلی تقریر ببانگ دہل کی تھی، اور اس کے بعد میڈیا میں بھی یہ بات چلی پھر میڈیا نے بھی اپنی line draw کی سوشل میڈیا نے بھی اپنی line draw کی اور یہ سب بڑے بڑے مقرر سینیٹر اور وزیر جو میں ابھی کہہ چکا یہ بات کرنے سے ڈر رہے تھے کہ بولیں کیا، کس

کی طرف جائیں، جب تک پوچھ نہ لیں کہ right چلنا ہے یا leftچلنا ہے لیکن انسان کی clarity ہونی چاہیئے یہ بجٹ pass ہو جانا ہے جو بھی الٹا سیدھا کر کے ہم نے ووٹ تو دینا ہے، لیکن اس کو جلدی پاس کریں۔ کیونکہ اب یہ کہوں گا کہ آخر میں۔

شب سو گوار شام و سہر ہے بجی بجی

کیا چاند محرم کا کہیں آس پاس ہے

شہادت امام حسین کے دن شروع ہونے والےہیں میری آپ سے گزارش ہے کہ تقریریں کم کر کے ویسے بھیpass ہو جانا ہے تو بجٹ کوpass کر لیں ،مولا کی شہادت ہے،بڑی مہربانی بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: پٹیل صاحب،Chairman Finance Committee نوید قمرصاحب کو request کی ہے کہ ہمارے honourable colleaguesجانا بھی چاہیں گے اپنے حلقوں اورعلاقوں میں اور مجالس وغیرہ attendکرنے کے لئے، تو ان شاءاللہ جلدیreportدیں گے مگر آج ہمارے2 سینیٹر صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایکLaw Minister صاحب جو آپ کو بہت پسند ہے ایک ہمارے Climate Change کے Ministerہیں۔دونوں نے شلوار کُرتے پہنے ہوئے ہیں،Tieاتاری ہوئی ہے ان کو پتا تھا آپ کیا گفتگو کریں گےاور ہمارے رانا تنویر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ سردار اویس لغاری صاحب، مصطفیٰ کمال صاحب جنید صاحب تشریف رکھتے ہیں، سردار یوسف صاحباور بلال صاحب تشریف رکھتےہیں، یہ سارےMinisterصاحبان National Assemblyسے ہیں اور مذہبی امورکےوزیرصاحب، میں یہ بتا دوں ہمارےMinisterمذہبی امور کو اس دفعہ awardsملے ہیں پوری دنیا سے حج کی arrangement کےلئے، وہ قابل ستائش ہیں تو اس لئے آپ فکر نہ کیجئے گا۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF A GROUP OF EDUCATIONISTS, VICE CHANCELLORS AND HIGHER EDUCATION OFFICIALS FROM BANGLADESH IN THE SPEAKER'S BOX

جناب سپیکر:میں ایک announcementکرنا چاہوں گا آج ایک بڑا خوشی کا دن ہے کہ انگریزی میں کر دیتا ہوں تاکہ ہمارے دوستوں کو پتہ چل جائے but I am sureکہ وہ اردو بھی جانتے ہیں تو میں اردو میں کر دوں تاکہ یہ live coverageبھی جائے گی آج ہمارے پاس educationist, Vice Chancellors, Officers from the Higher Education of the brotherly Republic of Bangladesh, Visitor's galleryمیں تشریف رکھتے ہیں۔ہم ان کوخوش آمدید کہتے ہیں۔

POINT OF ORDER

جناب سپیکر:جی! اعظم نذیر تارڑصاحب جو صومالیہ والاissueہےاس پہkindlyذرا بتادیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: مجھے یاد ہے جناب قادر پٹیل صاحب نے یہ پہلے بھی بات کی اسی روز معاملہ take up کیا Deputy Prime Minister سے جو کبھی انہیں اچھے لگتے ہیں کبھی برے لگتے ہیں، کبھی کم اچھے لگتے ہیں۔ دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا اچھا ہی کہہ دیں انکو کچھ نہیں ہو گا۔ انہوں نے رابطہ کیا تھا counterpart کے ساتھ طاہر اندرابی کے ساتھ جو ہمارے ترجمان ہیں انہوں نے اس کے اوپر presser بھی کیا۔ پھر میری سیکرٹری خارجہ آمنہ بلوچ صاحبہ کیساتھ بات ہوئی۔ Sir! They are in constant contact with Somalian Government. وہ اگر Government کے پاس ہوتے تو ہم لے آتے۔ معاملہ یہ ہے کہ وہ بحری قزاقوں کے پاس ہیں انکی جگہ disclose نہیں ہوتی، تو problems ہیں بہر کیف وہاں ہمارے Mission کا کچھ issue تھا پھر ہمسایہ میں وہاں جبوٹی کا Mission ہے وہ یہ سارا کچھ دیکھ رہے تو ان شاءاللہ العزیز سر ہم آپ کو بھی update رکھیں گے اور ایوان کو بھی وہ ہمارے شہری ہیں اور ہمارے لیے یہ بہت ایک سنگین مسئلہ ہے Government اس پہ غافل نہیں ہے اور جناب سپیکر! آخری بات یہ کہ آئین میں لکھا ہوا ہے کہ Article 25 میں سب برابر ہیں discrimination ہم نہیں کرنے دیں گے یہ قانونی معاملہ ہے۔ قادر پٹیل صاحب کو lighter sight میں میں یہ ضرور کہہ دوں گا کہ کاش آپ میرے طبقے سے ہوتے وکیلوں کے الیکشن جو میں 25 سال سے لڑ رہا ہوں وہاں پہ ایک لڑتے لگ پتا جاتا آپ کو۔

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب سپیکر: جی ثناء اللہ مستی خیل صاحب۔ ثناء اللہ مستی خیل صاحب، چلیں ہم تب تک دے دیتے ہیں مصطفیٰ کمال صاحب۔ جی عاطف خان صاحب، ثناء اللہ مستی خیل صاحب کا نام end میں چلا گیا۔ Rule یہ کہتا ہے۔ Rules میں quote کر کے دکھا دیں۔ جی عاطف خان صاحب۔

جناب محمد عاطف: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بہت شکریہ سپیکر صاحب! Budget پہ بات ہے لیکن بہر حال ساری چیزیں related ہوتی ہیں، Budget economy اور politics الگ نہیں ہو سکتی۔ پہلے تو میں یہ Budget جو پیش ہوتا ہے عموماً ہر سال تھوڑا بہت کوئی 4 % زیادہ کر لیا، کوئی 2 % کم کر لیا، اور یہی jugglery چلتی رہتی ہے ہر سال، اور لوگوں کو یہ امید ہوتی ہے کہ جی ہمیں کوئی relief ملے گا، لیکن practically لوگوں کو کوئی relief نہیں ملتا۔ ان کی زندگی، ان کے حالات اسی طرح رہتے ہیں۔

ہر دفعہ ہم سنتے ہیں کہ جی یہ آخری دفعہ ہے ہم IMF کے پاس گئے ہیں، اور کوئی 21,22 دفعہ ہم IMF کے پاس گئے ہیں۔ بہت سے ملکوں نے IMF سے loans لیے ہیں لیکن اس کو proper جگہ پہ لگا کے economy کو grow کر کے، بہت سی مثالیں ہیں دنیا میں، لیکن پاکستان کا بد قسمتی سے یہی financial history رہی ہے۔

اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم یہاں پہ جب سنتے ہیں کہ جی جو بھی مسئلہ ہو، کہیں پہ گرمی سے خدانخواستہ لوگ مر جائیں، تو یہ جی Imran Khan کی حکومت تھی، اس کی وجہ سے یہ ہوا ہے۔ جو بھی مسئلہ یہاں پہ بیان کریں، یہ Imran Khan کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہاں پہ جو بیٹھے ہوئے ہیں دوسری side پہ حکومتی اراکین اور ان کے اتحادی جو ہیں، 1982 میں پہلی دفعہ Nawaz Sharif اقتدار میں آئے، Finance Minister رہے، اور پھر اس کے بعد وہ دو دفعہ Chief Minister، اور دو دفعہ Prime Minister رہے، اسی طرح ان کے بھائی دو دفعہ Chief Minister، اور دو دفعہ Prime Minister رہے ہیں۔ اسی طرح People's Party کا تو یہ total ملا کے 35-40 سال ان کی حکومت رہی ہے۔

اب 35-40 سال، ہماری حکومت صرف ساڑھے 3 سال رہی ہے، اور 35-40 سال کا یہ ملبہ ہمارے اوپر ڈالتے ہیں کہ جو بھی برائی ہے پاکستان میں، یہ Tehreek-e-Insaf کی وجہ سے اور Imran Khan کی وجہ سے۔ یہ عوام کو بھی پتا ہے، یہ ساری دنیا کو پتا ہے کہ کس کی وجہ سے ہے، اور پھر یہاں آ کے بھاشن دیے جاتے ہیں۔

تو مقصد میرا کہنے کا یہ ہے کہ پاکستان تو بہتر نہیں ہوا، پاکستان تو پیچھے گیا ہے۔ جو کوئی کہتا ہے کہ ہم پاکستان کو آگے لے کے جائیں گے، میں کہتا ہوں جی پاکستان کو آگے لے کے نہ جائیں، پاکستان کو واپس 1960 کی دہائی میں لے جائیں، وہ پاکستان بہتر تھا۔ کوئی عزت تھی، کوئی economy تھی، کچھ تھا۔ آج کل تو نہ عزت ہے نہ economy ہے۔ ہر جگہ پاکستانیوں کو نکالا جا رہا ہے، اور یہ کہتے ہیں کہ ہماری عزت بڑی ہے۔

UAE میں دیکھ لیں، England میں دیکھ لیں، US میں دیکھ لیں، ہر جگہ سے پاکستانیوں کو جہازوں سے اتارا جاتا ہے، وہاں سے واپس بھیجا جاتا ہے۔ تو یہ کون سی عزت ہے؟ ہماری بھکاری کی کون عزت کرتا ہے؟ دنیا میں کوئی بھکاری کی عزت نہیں کرتا۔

اور سب سے زیادہ افسوس اس چیز کا مجھے ہوتا ہے سپیکر صاحب، تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے، سپیکر صاحب۔ اگر پاکستان کی حالت بری ہوتی اور اگر یہ صاحبان جو بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے حالات برے ہوتے، تو ہم کہتے ہیں کہ چلیں ٹھیک ہے۔ لیکن 1982 سے، اور پھر جب سے People's Party کی حکومت آئی، یہ 2 خاندانوں کی اگر ایک factory تھی تو 30 factories ہو گئی ہیں، ایک sugar mill تھی تو 14 sugar mills ہو گئی ہیں، ایک بجلی کا کارخانہ تھا تو 10 بجلی کے کارخانے ہو گئے ہیں۔ تو ان کی زندگیاں تو بہتر ہو رہی ہیں اور عوام کی زندگی تباہی کی طرف جا رہی ہے، اور پھر یہ کہتے ہیں کہ جی ہم بڑے اچھے financial managers ہیں۔ ہم ملک کو تباہی سے بچا رہے ہیں۔ ملک کو تو آپ مزید تباہی کی طرف لے کر گئے ہیں۔ یہ میرے خیال میں عوام کا بجٹ نہیں ہے۔ یہ جب تک elite capture ہے۔ یہ ایک mindset ہے، کچھ لوگ ہیں۔ جب تک آپ اس mindset کو change نہیں کریں گے، جب تک حقیقی نمائندوں کو آپ اسمبلی میں نہیں لے کر آئیں گے۔ اس وقت تک پاکستان اسی طرح رہے گا یہ ہر دفعہ بجٹ آئے گا، ہر دفعہ ہمیں قصّے، کہانیاں سنا دی جائیں گی۔ اور اس کا result یہی ہو گا، کچھ نہیں بہتر ہو گا، ہم مزید دلدل میں پھنستے جائیں گے۔ جب تک جدید elite mindset change نہیں ہو گا۔

سپیکر صاحب! Provincial rights کی میں بات کرتا ہوں، یہاں پر ابھی ایک منسٹر صاحب نے کہا کہ بغیر NFC کو چھیڑے، NFC کیا ہے، NFC پیسوں کی division ہے۔ جو صوبوں میں تقسیم ہوتے ہیں اور وفاق تقسیم کرتا ہے۔ اس دفعہ زبردستی صوبوں سے 1200 ارب روپے لیے جا رہے ہیں۔ کٹوتی کی جا رہی ہے اور وجہ اس کی کیا بتائی جا رہی ہے کہ وفاقی حکومت کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ تو اگر آپ کا ہر ایک Minister آپ کے نمائندے TV پر جاتے ہیں میڈیا پہ جاتے ہیں، جلسوں میں تو آپ جا نہیں سکتے، وہاں بیٹھ کر ہمیں ایسی باتیں سننی پڑتی ہیں کہ economy یہ ہو گئی، poverty اتنی کم ہو گئی، ملک میں یہ بہتری آ رہی ہے، لیکن یہ ایسا ہے کہ بندہ چیونگم کھا رہا ہو اور معدہ confuse ہو کہ کچھ کھایا تو جا رہا ہے، لیکن معدے میں کچھ نہیں آ رہا، اب یہی حالت اس حکومت کی ہے کہ جو تقریریں ہم سنتے ہیں، economy بہت بہتر ہو گئی ہے، support کو یہ ہو گیا ہے اور پھر آخر میں آپ کو صوبوں سے زبردستی کٹوتی کرنی پڑ رہی ہے تو یہ کیسی economy آپ بہتر کر رہے ہیں، یہ آپ کیسے claim کر سکتے ہیں کہ پاکستان بہتری کی طرف جا رہا ہے اور پھر اس کے علاوہ اسد قیصر صاحب نے بات کی، کہ بجلی کی production تربیلہ ڈیم سے ہوتی ہے، میں مردان سے belong کرتا ہوں، adjacent district ہے ہمارا صوابی، نہ مردان میں بجلی ہوتی ہے، نہ صوابی میں بجلی ہوتی ہے۔ 18، 18 گھنٹے، 12، 12 گھنٹے پہلے لوگ کہتے تھے کہ بجلی چلی گئی ہے۔ اب جب بجلی آتی ہے تو لوگ خوش ہوتے ہیں کہ اچھا ہوا بجلی آ گئی ہے۔ اور وجہ کیا بتائی جا رہی ہے کہ بجلی چوری ہو رہی ہے، تو اگر چوری ہو رہی ہے تو چوری روکنا کس کا کام ہے، واپڈا وفاق کا محکمہ ہے یہ PESCO وفاق کے under ہے یا صوبوں کے under نہیں ہے، جب آپ اپنے محکمے کو ٹھیک نہیں کر سکتے، جب آپ کے اپنے employees چوری میں ملوث ہیں اور اس کا نقصان آپ عوام سے نکال رہے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بجلی میں چوری کر رہا ہوں اور میری پوری گلی میں بجلی بند کر دی جاتی ہے کہ اس میں چوری ہو رہی ہے، آپ چوری والے کو تو نہیں پکڑتے، آپ چوری والے کو پکڑیں یہ پرانے FCR قانون کی طرح collective punishment جو ہوتی تھی کہ ایک گرڈ میں چوری ہو رہی ہے، پورے گرڈ کی بجلی بند کر دیں، یہ نامناسب ہے اور عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے، ضروری چیز ہے، بجلی اور گیس کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے اور یہ بات میں نے پہلے بھی کی، یہ میں بار بار کرتا رہوں گا کہ بجلی کا جو مسئلہ ہے excess production ہے اور اس کے چوروں کو نہیں ڈاکوؤں کو identify کر کے سزا دینی پڑے گی۔ جنہوں نے یہ agreements کیے۔

جب آپ کی ضرورت نہیں تھی تو آپ نے کیوں agreements کیے۔ 12000 میگاواٹ آپ کی excess ہے یا 10000 ہے۔ اس کے پیسے آپ دے رہے ہیں۔ آپ کیوں agreements کر رہے تھے، آپ ڈیمز کیوں نہیں بنا رہے تھے۔ آپ تیل import کر کے، furnace oil import کر کے، کوئلہ import کر کے، آپ foreign currency باہر بھیج رہے ہیں۔ اور اس سے آپ ماحول کو خراب کر کے مہنگی بجلی بنا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ مجبوری ہے، sovereign guarantees ہیں، ہمیں یہ payment کرنی پڑے گی اور عوام اگر اپنے لیے کوئی solar system لگاتی ہے جو 70 روپے یونٹ نہیں برداشت کر سکتی، کوئی نہیں برداشت کر سکتا، نہ غریب آدمی برداشت کر سکتا ہے نہ industrialists کر سکتا ہے، نہ کمرشل کر سکتے ہیں۔ اور آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے غلط agreements کیے تھے۔ جس

کی وجہ سے ہمیں بجلی مہنگی پڑ رہی ہے۔ اس وجہ سے چوری ہم آپ سے نکالیں گے۔ وہ اگر سولر لگاتے ہیں تو آپ سولر پر ٹیکس لگا دیتے ہیں۔ کبھی inverter پر ٹیکس لگا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے غلط agreements کیے تھے ، ہم نے اپنے commissions, kickbacksاوران بجلی کے کارخانوں میں کسی کا کوئی دوست ہے، کسی کا کوئی سمدھی ہے اور وہ چوری ساری عوام سے نکلتی ہے۔

اس طرح ملک نہیں چلتے ، سپیکر صاحب! اس کے لیے آخری بات میں کہوں گا۔ ہم سنتے ہیں کہ foreign direct investmentآرہی ہے، SIFCمیں 70ارب ڈالر آرہے ہیں۔ کہاں ہیں وہ 70ارب ڈالر، کبھی 100ارب ڈالر، ایک ایک ارب ڈالر کے لیے ہم IMFکے پیروں میں پڑتے ہیں اوران کی مرضی کا بجٹ بناتے ہیں اور ہم کہہ رہے ہیں کہ 70ارب ڈالر اور 100ارب ڈالر آرہا ہے۔ پچھلے سال میں foreign direct investment 31% کم ہوئی ہے، مجھے یہاں پر کوئی بھی ممبر بتا دے کہ جس ملک میں قانون نہ ہو، آئین نہ ، judiciaryآزاد نہ ہو، جس ملک میں ایک آدمی عمران خان کو دبانے کے لیے اسمبلی کے قوانین بنائے جاتے ہیں، آئین میں ترامیم کی جاتی ہیں اور اپنی 1200 ارب کی کرپشن کے لیے قوانین بدلے جاتے ہیں ، اس ملک میں کوئی خاک investment کرے گا۔ اس میں آپ لوگ investmentکریں گے۔ اپنے پیسے باہر بھیج رہے ہیں اور باہر جا کر کہتے ہیں کہ ہمارا ملک investmentکے لیے بہت اچھا ہے، آپ یہاں آکر investmentکریں۔ کون investmentکرے گا۔ یہ ساری چیزیں relatedہوتی ہیں، آپ کے rule of lawسے، آپ کے میڈیا سے، آپ کی judiciaryسے اس کے علاوہ اگر یہ چیزیں سمجھ رہے ہیں تو یا تو آپ خود بے وقوف ہیں، یا ہمیں بے وقوف بنا رہے ہیں۔ ہم کم از کم بے وقوف نہیں ہیں، ہمیں یہ پتہ ہے کہ جب تک اس ملک میں rule of lawنہیں ہوگا، آئین اور قانون پر عمل نہیں ہوگا، عدلیہ آزاد نہیں ہوگی، میڈیا آزاد نہیں ہوگا۔ اس وقت تک پارلیمنٹ آزاد نہیں ہوتی، اس وقت تک کوئی investmentنہیں آئے گی اور یہ سب کچھ اس وقت ہوگا، جب political stabilityآئے، اور political stabilityکب آئے گی، جب عمران خان اس ایوان میں ان شاءاللہ واپس آکر وزیراعظم بنے گا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی، ایک آدمی کی تصویر سے آپ اتنا ڈرتے ہیں، وہ آپ نے banکی ہوئی ہے۔ ایک آدمی کے نام سے آپ ڈرتے ہیں۔ آپ اس کا نام نہیں لے سکتے، اور پھر آپ کہتے ہیں، کہ عمران خان کی popularityختم ہوگئی ہے۔ میں challengeکرتا ہوں اگر آپ کے حساب سے عمران خان کی popularityختم ہوگئی ہے اور موجودہ حکومت کی بڑی جے جے ہوگئی ہے اور وہ پورے پاکستان میں بہت مقبول ہوگئے ہیں۔ آئیں اعلان کریں، کل الیکشن کا، کہ کون الیکشن جیتتا ہے، عمران خان جیتتا ہے یا آپ لوگ جیتتے ہیں۔ جب اس کی popularityختم ہوگئی ہے، کرائیں الیکشن آپ جیت جائیں گے۔

آخری بات جنید خان نے بات کی judiciaryکی کہ بند کر دیں ان عدالتوں کو میں کہتا ہوں کہ جمہوریت کی سب سے بنیادی چیز وہ ووٹ ہے، عوام کا ووٹ اور پیسے تو ان سے ویسے بھی چوری کر رہے ہیں۔ باہر کے ملکوں میں لے کر جا رہے ہیں۔ پانچ سال میں ایک دفعہ ایک citizenکو موقع ملتا ہے، ایک ووٹ کا، خدا کے لیے ان سے یہ ووٹ تو نہ چوری کریں۔ پیسے جتنے چوری کرنے ہیں کرلیں ووٹ چوری نہ کریں۔ اس کو ملک کو نقصان

ہو گا۔ تباہی ہو رہی ہے۔ آخر میں یہی ہو گا جب تک عمران خان نہیں آئے گا اس وقت تک نہ stability آئے گی اور نہ یہ حکومت بہتر ہو گی۔ بہت شکریہ جی۔

جناب سپیکر: مصطفیٰ کمال صاحب۔

وزیر برائے قومی صحت خدمات، ضوابط و معاونت (سید مصطفیٰ کمال): اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ (عربی) جناب سپیکر صاحب، شکریہ، بجٹ انسانوں کے لئے بنایا گیا ہے، اس ملک میں رہنے والے لوگوں کے لئے۔ تو ذرا ملک میں رہنے والے لوگوں کی تعداد تو معلوم کر لیں کہ کتنی ہو گئی ہے اور کہاں جا رہی ہے۔ تو اس وقت ملک میں جن لوگوں کے لئے بجٹ بنایا گیا ہے، ان کی تعداد 26 کروڑ ہو گئی ہے، اور ہر سال ہم 6.7 ملین نئے لوگ، newborn، ہمارے سسٹم میں add ہو رہے ہیں۔ ہم ہر سال ایک New Zealand سے بڑی آبادی اپنے ملک میں شامل کر رہے ہیں۔

2.55 percent ہماری growth rate ہے، 3.6 ہمارا fertility rate ہے، اور اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو سر! 2030 تک ہم دنیا کے پانچویں بڑے ملک سے چوتھے بڑے ملک بن جائیں گے، اور 2035 میں ہماری population جو ہے وہ 30 کروڑ 51 لاکھ لوگوں کی ہو جائے گی، اور 2050 تک ہم تقریباً 40 کروڑ لوگ ہوں گے اس ملک میں۔

اب اتنے لوگ ہوں گے and just for your knowledge اور اس تمام قوم کے سامنے ہے کہ ہم ہر سال گیارہ ہزار ماؤں کو during pregnancy مارتے ہیں۔ دنیا میں یہ ratio during pregnancy مرنے کا، جو ہے، وہ 0.1% بھی نہیں ہے۔ گیارہ ہزار، تین لاکھ پندرہ ہزار ایک سے پانچ سال کے بچوں کی death ہوتی ہے۔ یہ گیارہ ہزار مائیں بچائی جا سکتی ہیں۔ اس ملک میں کوئی واقعہ ہو جائے، terrorism کا، کوئی آفت آ جائے، کوئی سانحہ ہو جائے، بیس، پچیس، پچاس لوگ جب شہید ہوتے ہیں، پورا ملک سوگ مناتا ہے، پورا ملک افسردہ ہو جاتا ہے، پورا ملک، TV channels، media، سب، وہ غم اور افسردگی کا ماحول پیش کرتے ہیں۔ ہمیں اس کی realization ہی نہیں ہے کہ ہم گیارہ ہزار ماؤں کو ایک سال میں مار رہے ہیں، اور pregnancy کے دوران دنیا میں اس کا 1% percentage بھی نہیں ہے۔ ایسا نہیں کہ اگر ہمارے ہاں گیارہ ہزار مائیں مر رہی ہیں تو دنیا میں کوئی آٹھ ہزار، پانچ ہزار، سات ہزار مائیں مر رہی ہوں۔ دنیا میں during pregnancy ایک ماں کی بھی death نہیں ہوتی، ہمارے ہاں اس کا یہ ratio ہے۔ ہمارے ہاں 40% بچے stunted ہیں، اور ہمارے ہاں سر دو کروڑ باسٹھ لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں۔

بجٹ تو سر! انسانوں کے لئے ہے ناں، اور ہم اگر صرف کاغذوں پر نمبر لکھ کر، اور ہم اگر اپنے House کو in order نہیں کریں گے، یہ ہمارے surrounding countries ہیں، سب نے اپنی population کو control کر لیا۔ ایران، Bangladesh، اور India جیسے ممالک نے اپنی population کو control کرنے کے بعد growth کی ہے۔

اگر یہ سلسلہ اس طرح جاری رہا ہمارے ہاں تو 66 ہزار نئے primary schools کی ضرورت ہے۔ ہے بجٹ میں پیسہ 66 ہزار primary schools کے لئے؟ ہمیں 6 لاکھ 80 ہزار teachers چاہئیں، ہے ہمارے پاس بجٹ میں اس کا پیسہ؟ ہمیں 6 کروڑ 50 لاکھ نوجوانوں کو نوکری دینی پڑے گی، ہے بجٹ میں پیسہ اس کا؟ ہماری economy ہے؟ ہمیں 3 ہزار 600 نئے primary hospitals چاہئیں، اور ہمیں تقریباً ایک لاکھ 65 ہزار hospital کے beds چاہئیں۔ ہے ہمارے اس بجٹ میں، جو بجٹ پیش کیا گیا، اس میں اتنی سکت؟ اور ہمیں تقریباً دو کروڑ نئے گھر چاہیں، دو کروڑ نئے گھر چاہئیں۔ تو سر! ہر سال ہم ان نمبروں کو chase کرتے ہیں، پاکستان میں بسنے والے انسانوں کے لئے۔ اگر ہم نے، میں ادھر ادھر کی بات نہیں کر رہا، اور سارے بجٹ پر بات ہو نہیں سکتی، mother of all evils، اگر ہم نے اس کو control نہیں کیا تو یہ سارے نمبر زرائیگاں ہو جائیں گے۔

ہماری problem کیا ہے؟ ہمارے ملک کی problem کیا ہے؟ اس کام کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ ایک حکومت کے کرنے کے کام ہیں، اور ایک عام انسان، پاکستانی، کے کرنے کے کام ہیں۔

حکومت کی بات آ جاتی ہے۔ حکومت کا جو distribution of wealth کا نظام ہے، سب سے بڑی بات، آپ NFC Award کے ذریعے ملک میں بٹوارہ کرتے ہیں پیسوں کا، wealth کا۔ آپ کا جو NFC Award کا formula ہے، وہ 82 % population-based ہے۔ یعنی کون سا صوبہ ہے جو اپنی آمدنی کم کرے گا population کو کم کرکے؟

آج اگر بلوچستان سب سے چھوٹا صوبہ ہے، کم پیسے ملتے ہیں، تو اگر بلوچستان کو پنجاب جتنے پیسے چاہئیں، تو اس کو اپنی population پنجاب جتنی کرنی پڑے گی۔ سر! اگر ہمارے ملک میں NFC Award کا جو formula ہے، وہ 82% population-based ہے، اس کا formula weightage کا 82% population ہے۔ میں یہ کہہ رہا تھا، کہ اگر بلوچستان، جو کہ ہمارا سب سے چھوٹا صوبہ ہے اگر اس کو پنجاب جتنی آمدنی چاہیئے تو اس کو اپنی population پنجاب جتنی کرنی پڑے گی۔ پنجاب جتنی آبادی کرنے میں لگے پڑے ہیں، پیسے زیادہ چاہیئے۔ تو یہ سب سے بڑا flaw ہے۔ میں دو سال سے propose کر رہا ہوں کہ ہمارے neighbouring country کا نام نہیں لینا چاہتا کہ NFC Award میں population weightage وہ 17 فیصد ہے۔ 17 فیصد پیسے population base پر دیتے ہیں۔ Rest all وہ revenue پر اور backwardness پر اور income پر اور دوسری چیزوں پر۔ ہم 82% population پر دے رہے ہیں۔

میری سر گزارش اس ایوان سے پاکستان سے آئے ہوئے تمام نمائندں سے ہے جو کونے کونے سے آئے ہوئے ہیں کہ اگر ہم نے اس کو address نہیں کیا تو پاکستان میں آپ جیسا بھی بجٹ لے آئیں جیسی بھی economy grow کر لیں وہ ٹھیک نہیں ہو گی ۔ ہماری proposal یہ ہے کہ چلیں آپ اس کو یکسر ختم نہ کریں۔ آپ اس 82 کو 50% population پر رکھیں اور 32 فیصد آپ reverse

population incentive دیں۔ جو صوبہ اپنی population کو break لگا رہا ہے۔ کنٹرول کر رہا ہے۔ اس کی کوشش کر رہا ہے۔ اس میں incentive کے لیے 32 فیصد اس کو پیسے دیے جائیں۔

سر! دوسری بات contraceptive جو 18% ٹیکس رکھا ہوا تھا۔ میں وفاقی وزیر خزانہ صاحب کو اور وزیر اعظم پاکستان کو مبادکباد پیش کرتا ہوں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہم دو سال سے یہ بات کہہ رہے ہیں۔ شاید پہلے سے کہی جا رہی ہو گی یہ بات کہ contraceptives پر GST zero کیا جائے اور اس سال بجٹ میں یہ propose کر دیا گیا ہے کہ contraceptive پر زیرو فیصد ٹیکس ہو گا۔ نہ اس کا کوئی impact آتا ہے population control پر you will be surprised کے 1.5 million بچوں کی پیدائش پر کمی واقع ہو گی۔ یہ اگر ہم 6.6 اور 7 million ہے ہر سال تو یہ 1.5 million بچوں کی پیدائش پر کمی واقع ہو گی۔ یہ کم ہو جائے گی پیدائش اور اس کا بہت بڑا impact آتا ہے۔ اسی حوالے سے جو ہمارا کام ہے awareness کا۔ Government کے کاموں کی بات کر رہا ہوں کہ ہم لوگوں کو awareness دیں۔ اس میں ایک غلطی رہی ہے ماضی میں کہ ہم بچوں کی birth کو رزق سے جوڑنے کی کوشش کی ہے اور اس بات پر بڑی ہم پر تنقید ہوئی۔ Religious حلقوں سے بہت زیادہ اس کا backfire آیا کہ رزق دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر نفس کو رزق کا وعدہ اللہ نے کر رکھا ہے۔ اس کو رزق سے نہیں جوڑنا چاہیئے، اس کو انسانی جانوں سے جوڑنا چاہیئے۔ ہم یہ بات کر رہے ہیں کہ اسی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک انسان کو بچانا پوری انسانیت کو بچانے کے مترادف ہے۔ یہ جو گیارہ ہزار ماؤں کی death ہو رہی ہے، کیوں ہو رہی ہے؟ ان ماؤں میں بچے پیدا کرنے کی سکت نہیں ہے اور وہ بچے پیدا کر رہی ہیں، اس لیے ان کی death ہو رہی ہے۔ تو اگر ہم ان گیارہ ہزار ماؤں کو بچائیں گے تو ہم انسانیت کو بچائیں گے، جبکہ دنیا میں کہیں بھی اس نمبر پر نہیں۔

میں خراجِ تحسین پیش کروں گا۔ ایک private media firm ہے اور اس نے "وقفہ" کے نام سے ایک بہت بڑی campaign ہمارے ساتھ مل کر شروع کی ہے۔ اب جس طرح سے یہ awareness لوگوں میں جا رہی ہے، ہم اس پر ایک بہت بڑا impact create کر رہے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب کی ہدایت پر Finance Ministry نے اور Health Ministry نے مل کر یہ National Population Stabilization Programme (NPSP) ترتیب دیا ہے۔ ہم نے پاکستان میں National Population Stabilization کا roadmap بنایا ہے، جس میں Finance Ministry نے ہمارا ساتھ دیا ہے اور ہم Finance Minister کا اس حوالے سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ سر! اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اب یہ پیسے اس ملک میں خرچ کیسے کرنے ہیں۔ یہاں پر وزراء بھی ہیں، میرے colleagues بھی ہیں، یہ پورا نظام ہے، میں بہت معذرت کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کا آج کا جو governance کا نظام ہے، اس نظام میں آپ فرشتے بھی لا کر بٹھا دیں گے، آپ لوگوں کو doorstep تک اختیارات، وسائل اور ان کے مسائل کا حل نہیں پہنچا سکتے۔ کیوں میں یہ بات کہہ رہا ہوں؟ ہم نے اس بجٹ میں، جو کہ تقریباً اٹھارہ ہزار سات سو ارب روپے کا بجٹ ہے، اس

میں سے آٹھ ہزار آٹھ سواڑتالیس ارب روپے ہم صوبوں کو دے رہے ہیں، divisible pool میں۔ یہ آٹھ ہزار آٹھ سواڑتالیس ارب روپے ہم چار individuals کو دے رہے ہیں، جن کو ہم وزرائے اعلیٰ کہتے ہیں۔ اس کے آگے کا کوئی نظام نہیں ہے۔ اب ان چار individuals پر ہے کہ وہ یہ آٹھ ہزار آٹھ سواڑتالیس ارب روپے ایک جگہ دے دیں کسی کو، یا کسی کو آٹھ روپے بھی نہ دیں۔ ان کے آگے بٹوارے کا نظام نہیں بنا۔ NFC Award میں پیسے جا رہے ہیں، صوبوں کے پاس Provincial Finance Commission کا اجرا نہیں ہو رہا، تو اختیارات اور وسائل trickle down نہیں ہو رہے او یہ سب سے بڑا flaw ہے۔

اس نظام میں سارے MNAs, MPAs, Senators ملا کر، اگر ملک میں بارہ سو offices ہیں، تو اگر اس ملک میں devolved Local Government کا نظام ہوتا، تو اس ملک میں تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار offices ہوتے۔ ہم بارہ سو offices سے لوگوں تک reach out نہیں کر سکتے۔ یہ آٹھ ہزار آٹھ سواڑتالیس ارب روپے ہیں، مگر اس کے trickle down کا کوئی mechanism نہیں ہے۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

سید مصطفیٰ کمال: سر! میں جس شہر سے belong کرتا ہوں۔ سب سے پہلے 1999 میں، جب یہ چونگی tax لیا جاتا تھا، تو اس وقت کے وزیراعظم نواز شریف صاحب کے پاس businessmen پہنچے اور کہا کہ ہماری گاڑیوں کو روکا جاتا ہے، آپ ہم سے GST میں یکمشت پیسے لے لیں۔ GST کا 2.25 percent fix کر دیا گیا کہ وہ ضلعی octroi tax میں بانٹے جائیں گے اور direct districts کو جائیں گے۔ پھر 2006ء میں اس وقت کی حکومت نے کہا کہ نہیں، یہ GST کا one-sixth of the GST ہوگا، اور ہم one-sixth of GST direct districts کو دیں گے۔ وہ چلنے لگا۔ پھر 2010 میں جب ساتویں NFC Award کی باری آئی، تو سارے صوبے مل کر وفاق کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ جو آپ GST کی مد میں OZT کو GST one-sixth دیتے ہیں، یہ پیسے آپ NFC Award میں ڈال دیں، ہم جا کر districts کو بانٹ دیں گے۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہے، وہ پیسہ جو GST کا ہے، districts کا ہے، OZT کا ہے، NFC Award میں دیا جا رہا ہے، مگر districts کو یہ پیسے نہیں مل رہے۔ اگر پچھلا سال دیکھا جائے، اگر یہ نظام چل رہا ہوتا، تو صرف کراچی کو وفاق سے دو سو ساٹھ ارب روپے ملتے۔ دو سو ارب روپے port cess اور infrastructure development کے نام پر کراچی کا حق بنتا ہے، مگر نہیں ملتا۔ اسی طرح اگر Provincial PSDP میں کراچی کا share ہو، تو کراچی پورے صوبے کی آبادی کا 38 percent ہے اور یہ ایک ہزار ارب روپے کی PSDP ہے، تو اس کا 38 percent ملتا، یعنی تقریباً آٹھ سو ارب روپے ملتے اور حیدرآباد کو دو سو ارب روپے ملتے، مگر یہ نہیں مل رہے۔

میں اپنے way forward میں بتا رہا ہوں۔ اس ملک کا نظام عام آدمی تک trickle down نہیں ہو رہا۔ میں کسی کو برا نہیں کہہ رہا، میں intention کو بھی question نہیں کر رہا، لیکن trickle down effect لوگوں تک نہیں آ رہا۔ آپ جب تک اس نظام کو devolve نہیں کریں گے، تب تک یہ نظام لوگوں کو serve نہیں کر پائے گا۔ تو میری دوبارہ اس ایوان سے سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ یہ نہ دیکھیں کہ کون کہہ رہا ہے، یہ دیکھیں کہ کیا کہہ رہا ہے۔ ہم نے ایک آئینی ترمیم move کر رکھی ہے، جو کہ Article 140A کی آئینی ترمیم ہے۔ اس آئینی ترمیم پر ٹھنڈے دل ودماغ سے دیکھا جائے۔ یہ way forward ہے، یہ panacea ہے، اس ملک کے بدحال governanceنظام کو لوگوں کے doorstep پر لے جانے والا یہی نظام ہے۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ایک road بن رہی ہے، سکھر سے حیدرآباد۔ جب ہم Standing Committee میں تھے، تو یہ صرف سکھر سے حیدرآباد کی road نہیں ہے، یہ سکھر سے کراچی کی road ہونی چاہیئے۔ اعجاز بھائی یہاں موجود نہیں، مگر Standing Committeeمیں ہم agree کر چکے ہیں کہ کراچی-حیدرآباد motorway بھی دراصل motorway نہیں ہے بلکہ expresswayہے۔ یہ road شروع ہوتی ہےKarachi Port کے gate سے اور پشاور تک جاتی ہے۔ آپ کو پتہ ہے حیدرآباد سکھر missing linkنہیں ہے، بلکہ سکھر سے کراچی تک کی missing link ہے۔ یہ جو northern bypass ہے کراچی کا، جہاں heavy trafficرات نو بجے چلتا ہے۔ آپ کراچی کے رہنے والے ہیں، آپ کو پتا ہے کہ پورا federal B area، پورا لیاقت آباد، پورا water pump، ناظم آباد، رات کے نو بجے ہزاروں trailers شہر کے اندر گھوم رہے ہوتے ہیں۔ پورے شہر کا traffic jam ہوتا ہے۔ تو اس dual road کو Karachi Portسے لے کر سکھر تک include کیا جائے اور صرف حیدرآباد سکھر نہ کہا جائے۔ سر! ایک بہت important project کراچی کا K-IVکے نام سے ہے اور کئی سال سے چل رہا ہے۔ میرے زمانے میں conceive ہوا، میں اس کی detail میں نہیں جاتا۔ ایک بہت عجیب بات سننے میں آ رہی ہے کہ K-IV پر تقریباً تین سو ارب روپے لگا کر کراچی تک 260 million gallonsپانی پہنچے گا۔

میرے جملے پر غور کیجیئے، کراچی تک تو پانی پہنچ جائے گا، مگر کراچی سے یہ پانی لیاری، ڈیفنس، بلدیہ، اورنگی، ناظم آباد اور federal B areaتک نہیں جا سکے گا۔ وہاں تک لے جانے کے لیے ہمیں augmentation اور internal لائنیں ڈالنی پڑیں گی۔ اب یہ بات سننے میں آئی ہے کہ اس augmentation کے بغیر، موجودہ پرانی پانی کی لائنوں میں ہی یہ 260 million gallons پانی ڈال دیا جائے گا۔ ان لائنوں میں تو capacity ہی نہیں ہے۔ اس کا مطلب کیا ہوگا؟ K-IV مکمل ہونے کے بعد بھی وہ پانی کراچی والوں تک نہیں پہنچے گا، بلکہ پھر tankersمیں بکے گا۔ میں سر! آپ کے ذریعے اس forumپر یہ بات اس لیے کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں زیادہ اچھی بات سننے کا ماحول نہیں ہے، اس لیے میں اس forumکا فائدہ اٹھا رہا ہوں۔ میں اپنی بات کو conclude کرتا ہوں اس بات پر کہ ایران اور امریکہ کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے

امن قائم کروادیا۔ پاکستان کا بہت بڑا role ہے، پاکستان کے وزیر اعظم کا بہت بڑا role ہے۔ ان کی طبیعت میں flexibility ہے اور انہوں نے سب سے زیادہ engage کیا۔ سب سے بڑھ کر پاکستان کے Field Marshal جناب عاصم منیر صاحب کا بہت بڑا role ہے۔ ہم نے دیکھا کہ یہ role اس وقت شروع ہوا جب پاکستان نے انڈیا کے خلاف جنگ جیتی، جب پاکستان کی اہمیت بنی، جب اپنے سے چھ گنا بڑی فوج کو شکست ہوئی اور جب پاکستان کی فوج، اس کے سپہ سالار اور پاکستان کا نام دنیا نے جانا، پہچانا اور اسے serious لینا شروع کیا۔ اور اس کا جو dividend ہے، وہ ہم نے دیکھا فیلڈ مارشل جناب عاصم منیر صاحب، وزیر اعظم پاکستان شہباز شریف، اسحاق ڈار، سب نے مل کر کام کیا، اور پوری قوم ان کے ساتھ یکجہتی کے ساتھ کھڑی تھی، تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین بھی ساتھ تھے۔ الحمدللہ، ہم تیسری عالمی جنگ رکوانے میں کامیاب ہوئے اور اس میں ہمیں کامیابی ملی۔ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو مزید مستحکم فرمائے۔ ایک بات ہے جو مجھے پریشان کرتی ہے، چونکہ ماحول نہیں ہے norms نہیں ہے تو کہنے میں ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے، مذاق اڑائیں گے یا کیا ردِ عمل ہوگا۔ لیکن ایک بات مجھے پریشان کرتی ہے، اور وہ قرآنِ مجید کی آیت ہے جس میں مومنوں کو مخاطب کرکے کہا گیا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو سود کا کاروبار، سود کا نظام چھوڑ دو۔ اور اگر تم ایسا نہیں کروگے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ ہے۔

اب اگر یہ کسی مولوی کی بات ہوتی تو شاید میں اسے نظرانداز کر دیتا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہم ایک دن میں اس پورے نظام کو ختم نہیں کرسکتے، لیکن ہمارا 80 فیصد قرضہ مقامی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اسے فوراً ختم کر دیا جائے، لیکن اللہ کے اس حکم کو سامنے رکھ کر ہم کوشش تو کریں، ہم بیٹھ کر اس کا کوئی راستہ تو نکالیں۔ مجھے اس بات کا خوف آتا ہے، میں خوفزدہ ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر جو مہربانیاں کر رہا ہے، بھارت سے جنگ جیتنا miracle ہے، ہمارا آج دنیا میں جو مقام ہے، یہ سب ایک معجزے سے کم نہیں۔ اللہ کی مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں تھا۔ اگر خدانخواستہ اللہ ہم سے ناراض ہو گیا، جبکہ وہ ہمیں بار بار موقع دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی اور گناہ پر اتنی سخت بات نہیں فرمائی جتنی سود کے بارے میں فرمائی ہے۔ میرے وزیرِ خزانہ صاحب یہاں موجود نہیں ہیں، میں ان سے معذرت کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ایک دن میں سودی نظام ختم کر دیں، لیکن کم از کم بیٹھ کر سوچنا تو شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ ہوگی۔ کیا ہم اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کی حالت میں ہیں؟ مجھے اس بات کا خوف آتا ہے۔ میں پاکستان چلانے والے تمام لوگوں سے کہتا ہوں کہ اپنی اپنی جگہ کوشش تو کریں، کم از کم اس مسئلے کا حل تلاش کریں۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔ شکریہ۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF SYED NEHAL HASHMI, GOVERNOR OF SINDH IN THE PM BOX

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک announcement ہے، گورنر سندھ نہال ھاشمی تشریف فرما ہیں، ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب ڈپٹی سپیکر: ثناءاللہ مستی خیل صاحب۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: (عربی) بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر!

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

جناب سپیکر! آج میں عالم اسلام کے عظیم لیڈر ربطل حریت عمران خان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو مردانہ وار انہوں نے جیل کاٹی ہے۔ ایک نظریے کی خاطر، لاالہ الااللہ کی خاطر اور اس نے ظلم و جبر اور فسطائیت کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسی طرح ان کے یہ ساتھی جو یہاں بیٹھے ہیں اور پاکستان کی عوام نے بھی جھکنے سے انکار کر دیا ہے۔ میں دونوں ہاتھوں سے عمران خان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور پاکستان کی عوام کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بجٹ ہے بظاہر 18.77 trillion کا جو دیا ہے۔ اس میں 43% Budget جو ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جو largest single Item ہے وہ سود میں جا رہا ہے۔ آپ کے تمام بجٹ کا آدھا حصہ آپ کے debt service میں جا رہا ہے اور آپ کا جو development project ہے PSDP وہ صرف 5% دے رہا ہے، موجودہ بجٹ کا 5% پاکستان کی پچیس کروڑ عوام کی فلاح و بہبود، تعلیم و تربیت ان کی jobs اور ان کی health facilities کے لیے آپ دے رہے ہیں اور Defence of Pakistan کے لیے آپ 17 فیصد دے رہے ہیں۔

اسی طرح جناب سپیکر! آپ جو provinces کو transfer کر رہے تھے وہ اس بجٹ سے 1.2 trillion جو ہے وہ واپس لے رہے ہیں۔ میں حیران پریشان ہوں کہ ہمیشہ federation جو ہے وہ صوبوں کو funds دیتی ہے۔ لیکن آپ نے تو صوبوں سے لینا شروع کر دیے ہیں او ر یہ بغیر کسی آئین کے، کسی آئینی agreement کے اور NFC Award کے جب آپ کا آئین میں سمجھتا ہوں کہ یہ غیر آئینی کام چھوڑ دیں۔ بجٹ آپ کو پتہ ہے الفاظ کا گورکھ دھندہ ہے، حبیب جالب نے کیا خوب کہا تھا۔

وہی حالات ہیں فقیروں کے
دن پھرے ہیں فقط فارم 47 کے وزیروں کے
ہر بلاول ہے دیس کا مقروض
پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے
غریب شہر تو فاقے سے مر گیا جناب اورنگزیب
امیر شہر نے ہیرے سے خودکشی کر لی

جناب سپیکر! میں کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو international recognized institution نے اس موجودہ حکومت کی ناکامی کے بارے میں نہ کہی ہو، کہ ایسا ملک، میں پورے ہاؤس کو challenge کر رہا ہوں۔ اگر میرے ان الفاظ کو کوئی جھٹلادے تو پھر اسمبلی کے فورم پر کھڑے ہونے کا میرا کوئی حق نہیں ہے، میرا کوئی استحقاق نہیں ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایک ہنستا مسکراتا ترقی کرتا پاکستان 6.2 کی growth سے اس میں ہم کفالت احساس کارڈ دے رہے تھے۔ ملک حالت جنگ میں تھا اس وقت، جب Russia and Ukraine کی جنگ لگی ہوئی تھی، کورونا میں تھے آپ، اس کے باوجود لیڈرشپ کی qualities صلاحیتیں اور امتحان یہ ہوتا ہے کہ اس گرداب میں سے ملک کیسے نکلتا ہے۔ اس کے بعد عمران خان نے اس گرداب کے دور میں آپ کو health card دیا، اس نے آپ کے ایک کروڑ 65 لاکھ گھرانوں کو انہوں نے کفالت احساس کارڈ کے ذریعے غربت سے نکالا۔ تقریباً آٹھ کروڑ لوگوں کو، وہ Pakistan Card شروع کرنے والا تھا۔ اتنے بڑے حالات کے باوجود پاکستان ترقی کر رہا تھا۔

آج کیا حالات ہیں، میں نہیں کہہ رہا ہوں، پاکستان کا سابق وزیر خزانہ حفیظ پاشا یہ کہہ رہا ہے کہ ان کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے زراعت کو پچھلے سال میں ایک ہزار ارب کا نقصان ہوا ہے، یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں آپ کا وزیر داخلہ کہہ رہا ہے کہ پچھلے تین سال میں یہاں سے ایک 100 billion dollar flight ہوا ہے، یہاں سے چلا گیا ہے، میں نہیں کہہ رہا ہوں یہ آئی ایم ایف کہہ رہی ہے کہ 53 ہزار ارب روپے کی یہاں پر corruption کی گئی ہے۔ میں آپ کے سامنے جو حقائق پیش کر رہا ہوں یہ ملک ان سے نہیں چل رہا ہے، غربت، مہنگائی، بیروزگاری، لاقانونیت، خدارا ground reality کو دیکھیں، آپ عوام میں جائیں، میں وزیر بھائیوں کو کہتا ہوں کہ یہ تھوڑا بھیس بدل کر جائیں۔ اگر خدا کی قسم یہ بازار سے صحیح واپس آ گئے تو میں پھر بھی resign کر دوں گا۔ عوام ان کی تکہ بوٹی کر دے گی۔ اتنی عوام ان سے جلی ہوئی ہے۔ یہ corruption کا جو index ہے، transparency international یہ 2024 کی report ہے جس میں پاکستان 180 ممالک کی لسٹ میں 135 نمبر پر ہے، transparency international بول رہا ہوں، rule of law میں جو World Justice Project ہے 2025 اس میں پاکستان 140 ممالک کی لسٹ میں 130 نمبر پر ہے۔ یہ press freedom ہے، RSF, 2025 اس میں پاکستان 180 ممالک میں سے 158 کی لسٹ میں ہے، غربت میں، یہ Global Hunger Index, 2025 آیا ہے اس میں پاکستان 123 ممالک میں سے 106 نمبر پر ہے، پھر جو human development ہے UNDP کی اس میں پاکستان جو ہے وہ lowest category میں ہے 168 position پہ تو ایک اور جو press freedom ہے وہ میں بتا چکا ہوں، human development بتا چکا ہوں۔ سر اور rule of law کا جو index ہے۔ سر! اس میں آپ 143 میں سے 130 نمبر پہ ہیں۔

جناب سپیکر! ورلڈ بینک کی رپورٹ ہے کہ 44% لوگ خطے غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے پاکستان کی آدھی آبادی ابھی غریب ہے۔ ہر دوسرا شخص غریب ہے۔ یہاں پہ وزیر خزانہ نے کہا تھا کہ پاکستانیوں کی 52% buying capacity کم ہو گئی

ہے۔جناب! آپ مہنگائی اور غربت کو جانچنے کا جو آپ کی یہ آبادی ہے % 64 وہ youth ہے۔Youth کے لیے آپ نے کیا دیا ہے؟ سر! آپ mandate بھی چوری کر لیتے ہیں۔ میں نہیں کہہ رہا یہ اس موجودہ حکمرانوں کے منہ پہ یہ ورلڈ تنظیموں کا بہت بڑا طمانچہ ہے۔

اگر میری بات کو کوئی جھٹلا دے میں اسمبلی سے resign کر کے چلا جاؤں گا۔اور دوسرا جناب سپیکر! یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ زراعت پیشہ طبقہ ختم ہو گیا ہے۔ان کو لالے پڑے ہوئے ہیں جان کے،ان کی غلط پالیسیوں کے وجہ سے، ہماری گندم کوئی نہیں خریدتا، ہمیں سر! کوئی بیج صحیح قیمت پہ نہیں دیتا۔ وہاں fertilizer میں جو مہنگائی ہے، جو غریب طبقے کو انہوں نے مار دیا ہے۔ان کے یہ حالات ہیں کہ پنجاب حکومت نے ایجوکیشن کو اور ہیلتھ کو outsource کر دیا ہے۔ کبھی سنا ہے کہ حکومت کاروبار کرتی ہے۔

جناب سپیکر! اور جو یہ ستھرا پنجاب کے نام پہ کہہ رہے ہیں جی کہ بڑی کامیابی ہے۔ غریب لوگوں کے گھروں میں پانچ، پانچ سو روپے بل چلا گیا ہے اور ہر دکاندار کو400 روپے دینا شروع کر دیا ہے۔ میں سر! Wind up کر رہا ہوں۔

یہ سر! جو بجٹ ہے یہ پاکستان کو بحران سے نکالنے کا منصوبہ نہیں بلکہ قرضوں کی اگلی قسط ادا کرنے، اگلا ہدف پورا کرنے اور اس کا بوجھ ایک بار پھر عوام کے کندھوں پہ ڈالنے کی دستاویز ہے۔

میں اس بجٹ کو سر مسترد کرتا ہوں۔اس میں نوجوانوں کے لیے کچھ نہیں ہے۔ یہ بجٹ صنعت کو طاقت نہیں دیتا۔ یہ بجٹ کسان کو تحفظ نہیں دیتا، یہ بجٹ قرض دہندکان کو تو مطمئن کرتا ہے۔ لیکن عوام کو مطمئن نہیں کرتا۔ یہ بجٹ طاقتور طبقے کو سہولت دیتا ہے، لیکن عام آدمی کو کچھ نہیں دیتا ۔اس لیے ہم اس بجٹ کو مسترد کرتے ہیں۔ ہم ایک ایسے پاکستان کے لیے آواز اٹھاتے رہیں گے جہاں بجٹ کا مرکز قرض نہیں عوام ہوں گئے۔

اور میں آخر میں اپنے حلقے کے بارے میں کہوں گا جناب سپیکر! میں نے بہت سے figures لکھے ہوئے تھے میں تو آپ کو سر ایک ایک بات بتاتا اور یہ منسٹر صاحبان بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری بات کر لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں کوئی پاکستان تحریک انصاف کے عوامی نمائندے کی حیثیت سے نہیں یا MNA کے۔۔۔ میں ایک ایسی figure بتا رہا ہوں اگر اس کو کوئی جھٹلا دے۔ میں پھر repeat کر رہا ہوں میں resign کر دوں گا۔ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ آخری بات کریں۔ آخری بات، کھولیں مائیک۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: Indus river پہ جو ایک bridge بنایا گیا ہے تین ارب روپے کا، پچھلے چار سال سے پنجاب حکومت اس کے اوپر روڈ نہیں بنا رہی۔ وہ فضا میں لٹکا ہوا ہے۔ میں نے سر! عمران خان سے 2020 میں ایک ارب کی گیس سکمیں لی تھیں سر جس میں دریا خان، کوٹلہ جام، کہاوڑ کلاں اور حسن شاہ اور دیگر آبادیاں شامل تھیں۔ان کو مکمل نہیں کیا جا رہا۔

تیسرا سر! جو میں نے بجلی کی سکیمیں دی تھیں وہ 300 سکیمیں ہیں سر۔ ان کی تاریں لگ چکی ہیں، ٹرانسفارمر نہیں دے رہے، ٹرانسفارمر لگ رہے ہیں سر اور کھمبے نہیں دے رہے۔

تو میں سمجھتا ہوں سر کہ یہ ان شاءاللہ۔۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہو گیا۔ پانچ منٹ زیادہ بولے ہیں۔ نہیں، نہیں۔ سحر کامران صاحبہ۔ نہیں، مستی خیل صاحب اس طرح نہیں ہو گا۔ نہیں، نہیں۔ پانچ منٹ آپ کو زیادہ دیئے ہیں بس ہو گیا ناں۔ آپ کے سارے پوائنٹ آ گئے۔ حلقے سے لے کے سارے۔ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ 30 سیکنڈ پلیز۔ آپ Chair کی کبھی کہنا مان لیا کریں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: یہ سر انہوں نے SOEs میں جو سر IPPs پہ قرضے چڑھائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے youth کے لیے کوئی پیکج نہیں دیا۔ انہوں نے سر کسان کے لیے کچھ پیکج نہیں دیا۔ ان کے بدانتظامی کے یہ حالات ہیں سر کہ میں کہتا ہوں سر کہ یہ جو ٹھیکے پہ دے رہے ہیں ایجوکیشن اور یہ ہیلتھ کو۔ تو گورنمنٹ بھی ٹھیکے پہ دیتے ہیں۔ Thank you, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: Thank you, سحر کامران صاحبہ۔

محترمہ سحر کامران: شکریہ سپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں اس معزز ایوان کو پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت کو امریکہ اور ایران کے درمیان معاہدے کی کامیابی پہ دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یقیناً پاکستان کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔ جس نے نہ صرف امن کی راہ ہموار کی بلکہ عالمی دنیا کو ایک بڑی تباہی سے بچا لیا۔

اصل مبارک باد کہ حقدار ایران کے عوام ہیں جنہوں نے جرأت، صبر، استقامت اور وقار کے ساتھ نہ صرف اس آزمائش کا مقابلہ کیا، قربانیاں دی۔ مگر سر نگوں نہیں کیا۔

بے شک اہل حق ہو تو 72 بھی غضب ہوتے ہیں
یہ فقط عظمت کردار کے ڈھب ہوتے ہیں
فیصلے جنگ کے تلوار سے کب ہوتے ہیں

سپیکر صاحب! اب اگر میں بجٹ کی بات کروں تو پاکستان کو درپیش خارجی اور داخلی خطرات کا ذکر بھی لازمی ہے۔ پاکستان کی قومی سلامتی ہماری اولین ترجیح ہے۔ ہمیں افواج پاکستان پہ اور ان کی جرأت و بہادری پہ فخر ہے۔ ہم شہیدوں کی لازوال قربانیوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔

بجٹ 2026-27 میں قومی دفاع کے لیے تین ہزار ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ پاکستان کو درپیش چیلنجز دفاعی ترجیحات اور قومی سلامتی کی ضروریات کو سمجھتے ہوئے صوبوں نے بڑی فراخ دلی سے اپنے اخراجات کم کر کے ترقیاتی منصوبوں پہ قدغن لگا کے اپنے NFC کے share سے تین سالہ مالی شراکت کے framework کو قومی دفاع کے لیے وقف کیا ہے۔ یہ صوبوں کی قومی ذمہ داری کا ثبوت ہے۔

لیکن سپیکر صاحب قومی سلامتی کے ساتھ ساتھ عوام کی معاشی اور سماجی سلامتی بھی اہم ہے۔ آئین پاکستان عوام کی فلاح، صحت، تعلیم، روزگار اور بنیادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ مگر بجٹ میں اس پہلو کو کسی حد تک نظر انداز کیا گیا۔ کیونکہ وسائل نہیں ہیں۔ وسائل اس لیے نہیں ہیں کیونکہ وفاق revenue کے اہداف حاصل کرنے میں ناکام ہے۔ صرف مئی کے مہینے میں ہی FBR کا shortfall 28 ارب روپے تھا، اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ FBR revenue generation میں مسلسل ناکام ہو رہا ہے مگر نہ اس ناکامی کی کوئی accountability ہوتی ہے، نہ ہی performance audit ہوتا ہے۔

حکومت tax کی بنیاد کو وسیع کرنے میں ناکام ہے، اس لیے عوام پر indirect taxes کا بوجھ ڈالتی ہے۔ ہر بنیادی ضرورت کی چیز پر tax ہے۔ بجلی اور گیس کے بلوں پر multiple charges لگتے ہیں۔ ایک طرف مہنگی بجلی، capacity charges، اور دوسری طرف load shedding کا عذاب۔

Solar revolution کا دعویٰ کر کے آنے والی حکومت نے پچھلے سال دسمبر میں net metering کے بجائے net billing کی پالیسی متعارف کرائی اور solar کے استعمال کو بھی مشکل بنا دیا۔ اب solar پر بھی tax ہے، inverters پر بھی tax ہے، اور اس سال اپریل سے zero unit کی پالیسی بھی خاموشی سے متعارف کر دی گئی تاکہ solar investors پر extra units کوئی فائدہ نہ لے سکیں۔ Solar consumers fixed charges کے ساتھ ساتھ meter rent کی ادائیگی کے بھی پابند ہیں۔ جمع تفریق کے بعد ان کا حاصل وصول صفر ہے۔

آج بجلی، گیس، ایندھن، پانی، ہر چیز قوتِ خرید سے باہر ہے۔ بس اب سورج پر tax لگنا باقی ہے۔ ہو سکتا ہے کل ہوا اور سانس لینے پر بھی tax لگ جائے۔ مالی سال 2026-27 میں petroleum levy سے 1.7 کھرب روپے جمع کرنے کا ہدف رکھا گیا ہے، اور carbon levy کو double کر کے 5 روپے فی لیٹر کر دیا گیا ہے۔ Carbon levy کا ہدف 50 روپے ہے۔ Carbon tax دنیا بھر میں ماحولیاتی بحران سے نمٹنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، مگر ہمارے ملک میں یہ صرف FBR کی ناکامیوں کو چھپانے اور پورا کرنے کے لیے ہے۔

چند دن پہلے ایک وفاقی وزیر نے فرمایا، "کیونکہ ہم tax جمع نہیں کر سکتے، اس لیے petroleum levy لگاتے ہیں۔" اس وقت عوام 125 روپے فی لیٹر petroleum اور carbon levy کی مد میں ادا کرتے ہیں۔ Petrol اور diesel مہنگا ہونے سے صرف ایندھن مہنگا نہیں ہوتا بلکہ دودھ، آٹا، چینی، سبزیاں، transport اور روزمرہ استعمال کی ہر شے مہنگی ہوتی ہے۔ ایک طرف مہنگائی ہے اور دوسری

طرف بے روزگاری اور تنخواہوں میں disparity ۔ مراعات یافتہ طبقے کو تو تمام سہولیات اور attractive salary packages حاصل ہیں جبکہ عام پاکستانی بنیادی ضروریات پوری کرنے سے بھی قاصر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں please۔

محترمہ سحر کامران: I am sorry یہ نہیں ہوگا، میں اِدھر احتجاج کروں گی اگر میرے ساتھ ناانصافی ہوئی۔ یہ نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ایک منٹ زیادہ ہو گیا ہے۔

محترمہ سحر کامران: I would protest here میں سامنے آؤں گی، آپ میرے ساتھ یہ نہیں کریں گے، I am very sorry، آپ یہ نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Chair کو dictate نہ کریں، آپ تقریر ختم کریں، wind up کریں۔

محترمہ سحر کامران: باقی سب نے بات کی ہے، اُتنی میں بھی بات کروں گی، آپ مجھے تقریر مکمل کرنے دیں I am very sorry یہ نہیں ہوگا۔ اس مہنگائی میں حکومت نے سرکاری ملازمین کو صرف 7 % اضافہ دیا ہے جبکہ مہنگائی کی شرح بہت زیادہ ہے۔ آج سرکاری ملازمین سراپا احتجاج ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ اور کم از کم اجرت 50 ہزار روپے رکھنے کی تجویز دی ہے جس پر سنجیدگی سے غور اور عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک اور تشویش کی بات ہے کہ حکومتی معیار کے مطابق 8483 روپے سے زیادہ کمانے والا شخص غریب نہیں سمجھا جائے گا، یا تو حکومت زمینی حقائق سے لاعلم ہے، یا بہت معصوم ہے، یا اس کا مقصد چالاکی کے ساتھ کچھ اعداد و شمار میں ہیر پھیر کرنا ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ اعداد و شمار کے گورکھ دھندے میں پڑنے کے بجائے سنجیدگی سے بنیادی issues کو resolve کرکے عوام کو relief پہنچانے کے لیے ٹھوس اقدامات کرے۔

سپیکر صاحب! ایک اور اہم شعبہ جس کے بارے میں میں بات کرنا چاہتی ہوں وہ agriculture ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے مگر آج حکومت کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے زراعت کا شعبہ معذوری، بدحالی، محرومی اور تنزلی کا شکار ہے۔ حالیہ قومی اقتصادی سروے کے مطابق زرعی شعبے کی ترقی صرف 2.89 % رہ گئی ہے جبکہ ہدف 4.5 % تھا۔ اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس survey میں حکومت نے اپنی نمایاں کامیابیوں میں گدھوں کی تعداد میں 2 لاکھ اضافے کا ذکر بھی بڑے فخر سے کیا ہے۔ میں نہیں جانتی جب زرعی ترقی کا ہدف پورا نہ ہو سکا ہو، گندم، کپاس، مکئی اور چاول کی پیداوار میں کمی آرہی ہو اور کسان شدید مشکلات کا شکار ہو تو ایسے حالات میں گدھوں کی تعداد میں اضافہ حکومت کی کتنی بڑی معاشی کامیابی ہے۔

جناب سپیکر! ملک کی تقریباً 65 فیصد آبادی براہ راست یا بالواسطہ زراعت سے وابستہ ہے مگر کسان آج بھی جدید تحقیق، معیاری بیج، پانی کے مؤثر انتظام اور منڈی تک رسائی جیسی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔ زراعت کا GDP میں حصہ کم ہو کر 23.54 فیصد رہ گیا ہے۔ اس سال

National Food Security and Research کیلئے PSDP میں صرف 4.18 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو ناکافی ہیں۔ زرعی تحقیق پر توجہ نہیں دی جاتی۔ کسان مہنگے درآمد شدہ بیجوں پر انحصار کر رہے ہیں۔ حکومت fertilizers کی قیمت regulate کرنے میں ناکام ہے۔ مزید ظلم یہ کہ 1991 کے Water Accord کے تحت طے شدہ پانی کا حصہ سندھ اور بلوچستان کو نہیں مل رہا۔ پانی کی شدید قلت سے کاٹن، چاول اور دیگر فصلیں براہ راست متاثر ہو رہی ہیں جس کا نقصان صرف ان صوبوں کا نہیں بلکہ پاکستان کی food basket اور زراعت سے وابستہ صنعت کو بھی ہے۔

جناب سپیکر! میں green initiative پر بھی بات کرنا چاہتی ہوں، یقیناً green initiative ایک بہت ambitious project تھا لیکن شاید جلد بازی میں اس کی feasibility اور viability کا صحیح طرح تجزیہ نہیں کیا گیا۔ Green initiative کے نام پر ہزاروں ایکٹر زمین corporate sector کو دیدی گئی مگر اس میں سے 5 فیصد بھی آباد نہیں ہو سکی اور جو آباد ہوئی اُن لوگوں کو بھی نقصان ہوا کیونکہ اخراجات زیادہ تھے اور آمدنی کم۔ اگر یہی زمین تقسیم کر کے چھوٹے کاشتکاروں کو دیدی جاتی، یہ زمین کسانوں کو دیدی جاتی تو شاید نتائج مختلف ہوتے۔ حکومت کو چاہئیے کہ چھوٹے کسانوں کو جدید مشینری، بہتر بیج اور innovative technology فراہم کرے اور ان کی فصل کی صحیح قیمت پر خریداری کرے، ان کی سرپرستی کرے تو زرعی شعبہ بھی ترقی کرے گا جس سے پاکستان اپنی داخلی ضروریات بھی پوری کر سکے گا اور exports میں اضافہ کر کے زرمبادلہ بھی کما سکے گا۔

جناب سپیکر! ایک توجہ طلب issue صحت اور تعلیم کا بھی ہے۔ صحت پر GDP کا صرف 0.8 فیصد خرچ کیا جا رہا ہے جو انتہائی ناکافی ہے۔ وفاق کے زیر انتظام بڑے ہسپتالوں کی حالت خستہ ہے، وہ مالی مشکلات کا شکار ہیں، لیکن حکومت کی ترجیحات نرالی ہیں۔

تعلیم کا Budget بھی بہت کم ہے۔ جس ملک میں pencil، قلم، ink اور کتابوں پر بھاری sales tax عائد کر کے انہیں عام آدمی کی پہنچ سے دور کر دیا جائے تو وہاں تعلیم کے بجائے جہالت اور بے روزگاری پروان چڑھے گی۔ میں حکومت کو یاد دلانا چاہتی ہوں کہ معیاری تعلیم دینا ریاست کی آئینی ذمہ داری ہے۔ تعلیمی ضروریات، کتابوں اور educational supplies پر کسی قسم کا tax نہ لگایا جائے۔

جناب سپیکر! اس وقت غربت کی شرح 28.9 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ تقریباً 7 کروڑ لوگ غربت کی لکیر سے نیچے ہیں۔ بے روزگاری نوجوانوں میں انتشار اور بے چینی کا باعث ہے جس کا نتیجہ جرائم، human trafficking اور دیگر سماجی مسائل میں اضافہ ہے۔

ملک میں سرمایہ کاری آئے، کاروبار کو فروغ ملے یا industries لگیں تو روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور خوشحالی آتی ہے۔ ہمیں SIFC سے بڑی امید تھی، اس کے لیے اعلیٰ سطح پر بڑی کاوشیں ہوئیں مگر کوئی واضح کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ MOUs تو sign ہوئے مگر حقیقی سرمایہ کاری محدود رہی۔ اس ناکامی یا تاخیر کی وجوہات کو تلاش کر کے تدارک کرنے کی ضرورت ہے۔

lifeline آج بھی ہماری معاشی High energy cost, policies کا عدم تسلسل، ہمارا افسر شاہی نظام بڑی رکاوٹ ہے۔ CPEC ہے۔اس پر پوری سنجیدگی سے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ پاکستان نے امریکہ اور ایران کے درمیان جنگ بندی اور امن کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے جو قابل تعریف ہے۔ اگر ملکی مفاد کو سامنے رکھا جائے تو ایران پاکستان gas pipeline ایک اہم منصوبہ ہے۔ اب پاکستان کو gas pipeline منصوبے کی تکمیل کے لیے sanctions waiver کی ضرورت ہے، اور یہ ناممکن بھی نہیں کیونکہ امریکی صدر Donald Trump صاحب جس طرح ہمارے Field Marshal سید عاصم منیر اور وزیراعظم شہباز شریف کی تعریف کرتے ہیں، اگر کوشش کی جائے تو ایران پاکستان gas pipeline پر sanctions waiver بھی ہو سکتا ہے اور IMF کی شرائط میں نرمی بھی۔

جناب سپیکر! اب میں صوبہ سندھ کے بارے میں بات کروں گی کیونکہ اس ایوان میں سندھ کا بڑا ذکر ہوا۔ سب سے پہلے میں مختصراً وفاق کی توجہ صوبہ سندھ کے زیرِالتوا منصوبوں کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ سندھ کے اہم منصوبے، خصوصاً کراچی، سکھر motorway اور K-IV آبی منصوبہ، وفاق کی جانب سے مناسب مالی وسائل فراہم نہ ہونے کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہیں، جبکہ سندھ وفاق کو revenue generate کر کے دیتا ہے۔ سندھ کے تھر کے کوئلے سے بجلی بنا کر National Grid کو supply کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ مائیک کھولیں، wind up کریں please۔

محترمہ سحر کامران: قومی غذائی ضروریات پوری کرنے میں سندھ کا اہم کردار ہے۔ سندھ میں صحت کا جدید ترین نظام اور مفت علاج کی سہولت مؤثر ہے۔ صرف NICVD نے گزشتہ سال دیگر صوبوں سے آئے ہوئے تین لاکھ چونتیس ہزار پانچ سو ترپن افراد کو مفت علاج فراہم کیا۔ پورے پاکستان میں لوگ سندھ آتے ہیں کیونکہ یہاں روزگار اور کاروبار کے مواقع اور سہولیات بہتر ہیں۔ سندھ ہر زبان اور ہر علاقے کے لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہے۔ سپیکر صاحب! ایک سازش تو کئی سال سے سندھ کے خلاف کی جا رہی ہے، وہ لسانی اور سیاسی بنیاد پر شہری اور دیہی علاقوں کی تقسیم ہے۔ کسی بھی صوبے کے شہری اور دیہی علاقوں کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، سردار محمد یوسف صاحب، شکریہ۔

وزیر برائے مذہبی امور بین المذاہب ہم آہنگی (سردار محمد یوسف زمان): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں پاکستان کو جو عزت و اعزاز حاصل ہوا ہے، اور معرکۂ حق کے بعد پاکستان نے دنیا بھر میں جو مقام حاصل کیا ہے، جن لوگوں کی کوشش کی وجہ سے حاصل کیا ہے، میں اپنی طرف سے ان کو مبارک باد دیتا ہوں، خاص طور پر وزیراعظم شہباز شریف صاحب، Field Marshal جنرل عاصم منیر صاحب، اور Deputy Prime Minister اسحاق ڈار صاحب، اور وزیر داخلہ محسن نقوی صاحب، جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی کوشش اور محنت، اور کامیاب سفارت کاری کی وجہ سے پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر میں عزت سے نوازا اور تاریخی طور پر ایک ریکارڈ قائم کیا ہے۔ اس لیے پوری قوم ان کو مبارک باد دیتی ہے، اور میری طرف سے پوری قوم کو بھی مبارک ہو۔

دوسری بات، ابھی سپیکر صاحب نے جو حج کے حوالے سے appreciate کیا ہے، کامیاب حج operation ہوا ہے، میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، اور اس کے ساتھ اس معزز ایوان کے تمام اراکین کا کہ اللہ کے فضل و کرم سے کامیاب حج 2026ء کا ہوا، جس کی وجہ سے ہمیں چار Award بھی ملے ہیں۔ میں بجٹ کے حوالے سے یہی کہوں گا کہ وفاقی بجٹ 27-2026ء کا، حکومتِ پاکستان، وزیر اعظم شہباز شریف اور اسی طریقے سے وزیر خزانہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے معاشی استحکام، ترقی اور فلاح کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ میں اس کی بہت ساری چیزوں اور indicators میں مزید نہیں جاؤں گا، اس لیے کہ میں چند ایک ضروری چیزوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں جو کہ 2005ء کے زلزلے کی وجہ سے ہمارا ہزارہ بالعموم، اور خاص طور پر مانسہرہ بالخصوص متاثر ہوا تھا۔ اس کے بارے میں کئی دفعہ میں نے یہاں ذکر بھی کیا کہ جو اس وقت projects ادھورے تھے، وہ آج اکیس سال ہو گئے، Deputy Speaker، اکیس سال سے ابھی تک مکمل نہیں ہوئے۔ اس کی ذمہ دار اب پہلے تو Federal Government تھی، اور اس کے بعد یہ سارا بجٹ اور اس کا fund صوبائی حکومت کو منتقل ہو گیا۔

یہ جو تحریکِ انصاف کے میرے دوست ہیں، جو انصاف کی بات کرتے ہیں، اب تیسری بار ان کو چودہ سال ہو گئے ہیں خیبر پختونخوا میں حکومت کے، اور وہاں چودہ سال میں بار بار یقین دہانیوں کے باوجود ہمارا زلزلہ سے متاثرہ بالاکوٹ شہر ہے آج بھی وہاں پر لوگ انہی shelters میں گزارا کر رہے ہیں۔ وہاں پر جو New Balakot City ہے، وہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا، نہ اس کے لیے plot allot کیے ہیں۔ اسی طریقے سے وہاں پر جو infrastructure تباہ ہوا، اور اس حوالے سے بہت سارے projects اس وقت شروع کیے گئے تھے، بدقسمتی سے بعد میں آنے والی حکومتوں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ پھر یہ صوبائی حکومت جو خیبر پختونخوا کی ہے، پچھلے چودہ سال سے متواتر ہم یہ کہتے رہے ہیں کہ یہ fund تو ان کو مل گئے، لیکن وہاں پر جو سڑکیں ہیں وہ ابھی تک نہیں بن سکیں۔

جس میں میں یہ ضرور کہوں گا، 13 سڑکیں ایسی تھیں Battal Sucha ، Bali Bang اور Khnsahkora ہے، اس کے ساتھ Dandar ، Satbani اور Mattikot Road ہے، Bharoj اور جرید نکیان روڈ ہے۔ ان علاقوں کی طرف سے بار بار یہ مطالبہ ہوتا رہا ہے، اور ہم یہ نشاندہی صوبائی حکومت کو بھی کرتے رہے ہیں، Floor of the House پر بھی میں نے یہ بات کی تھی۔ مجھے اس وقت ایک معزز Member نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم اپنے صوبائی وزیر اعلیٰ سے بات کریں گے، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کوئی اس میں پیش رفت نہیں ہوئی۔ ابھی تک جو infrastructure ہے، ضلع مانسہرہ، تحصیل بالاکوٹ، تحصیل مانسہرہ، اور اسی طرح بفہ پکھل میں، اس کے لیے کوئی fund نہیں دیے گئے۔ نہ سڑکوں کی مرمت ہوئی ہے، نہ سڑکیں بن سکی ہیں، جو لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث ہیں۔

Health کے حوالے سے بات کی جائے تو اس کی بھی بری حالت ہے۔ جہاں پر صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے، ان کی domain میں ساری چیزیں ہیں، تو وہاں پر King Abdullah Teaching Hospital ہے، دوائی تک وہاں پر نہیں ملتی۔ ایبٹ آباد complex میں Disprin کی گولی نہیں ملتی۔

اسی کے ساتھ جو دور دراز پہاڑی علاقوں میں BHU اور RHC ہیں، جہاں غریب لوگ مجبوری کی وجہ سے جاتے ہیں، وہاں پر بھی ان کے لیے کوئی انتظامات نہیں کیے گئے۔ میں یہی کہہ رہا تھا کہ education کے حوالے سے آپ حیران ہوں گے۔ میں صوبائی اسمبلی کا Member تھا، کئی دفعہ میں نے وہاں point out کیا۔ پوری تحصیل، پانچ لاکھ اس کی آبادی ہے، نہ بچوں کا boys college ہے، نہ girls college ہے۔ یقین دہانی کے باوجود کہ وزیر اعلیٰ نے وہاں اعلان بھی کیا، لیکن کوئی منظوری نہیں دی گئی۔

مقصد کہنے کا یہ ہے کہ صوبہ خیبر پختونخوا میں سراسر ناانصافی ہو رہی ہے۔ آج بڑے دعوے کے ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ حکومت کوئی کام نہیں کر سکی۔ Ground reality یہ ہے کہ ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ان کا پچھلا چار سالہ دور تھا، اور اس کے بعد صوبے میں تیسری دفعہ حکومت چل رہی ہے۔ وہاں fund بھی ملتے ہیں، NFC Award بھی حاصل کر رہے ہیں، اور جس علاقے سے، یعنی تربیلا ڈیم سے، royalty ملتی ہے، باقی وسائل ملتے ہیں، اس علاقے کی یہ حالت ہے کہ نہ سڑکیں بنی ہیں، نہ college بنے ہیں، نہ وہاں صحت کی سہولت ہے۔ تو یہ کس طرح دعوے کر رہے ہیں کہ ہمارا صوبہ بڑا کام کر رہا ہے؟ سب سے ناکام صوبہ خیبر پختونخوا کا صوبہ ہے، جس میں مسلسل تیسری دفعہ PTI کی حکومت ہے۔ انہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ بلکہ کل اعتراف کے طور پر ہمارے ایک Member صاحب، جو ہزارہ سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے خود کہا ہے کہ ہزارہ کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیا جا رہا ہے، اور صوبائی حکومت کر رہی ہے۔ میں ان کی اس بات کی تائید کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے مایوسیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ آج ہزارہ کے لوگ الگ صوبے کا مطالبہ کرتے ہیں، تو کس وجہ سے کرتے ہیں؟ اسی وجہ سے کہ وہاں ان کو مایوس کیا گیا، محرومیاں ہیں، لوگوں کے کام نہیں ہوتے، بنیادی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔

انہوں نے Local Government Election کرائے تھے، چار سال پہلے direct election کرا کے نہ تحصیل کے Chairmen کو، نہ Village Chairmen کو، کسی کو کوئی ترقیاتی fund نہیں دیا۔ افسوس ہے، حیرانگی ہے کہ یہ تحریک انصاف والے، جو کہتے ہیں بڑا انصاف کرتے ہیں، election کرا کے ان کو محروم رکھا۔ چار سال تک اگر ان کو تھوڑا بہت fund، جو ان کا حق تھا، دیا جاتا تو علاقے میں لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری ہوتیں۔

مانسہرہ City تین لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے، جنابِ ڈپٹی سپیکر صاحب، میں باقی تفصیل میں اس لیے نہیں گیا کہ یہ ضروری باتیں میں کرنا چاہتا ہوں۔ عوام کا حق ہے کہ تین لاکھ کی آبادی کے لیے جو پانی کا بہت بڑا مسئلہ تھا، اس کے لیے ایک project منظور ہوا، جو ہماری حکومت، شہباز شریف صاحب کی PDM حکومت میں منظور ہوا، جو Saudi-funded Project ہے، اور باقاعدہ اس کی approval دے کر ان کو کہا گیا کہ اس کی tendering وغیرہ کریں۔ ابھی تک اس کا tender نہیں ہوا، اور وہ 18 بلین کا project ابھی تک آگے نہیں بڑھا۔ ہمارے لوگ پانی سے محروم ہیں۔ قبرستان کے لیے ہم نے fund دیا، وہ بھی ابھی تک روکا ہوا ہے، حالانکہ مرکزی حکومت نے دیا تھا۔

مقصد کہنے کا یہ ہے کہ جو کام ان کی ذمہ داری تھی، اربوں روپے Federal Government سے لیے ہیں، اور وہاں پر Supreme Court میں ہمارے ایک دوست، شیراز محمود قریشی مرحوم، نے درخواست دی۔ اس وقت جو بابا تھا، باباڈیم وہاں پر پہنچا، اس نے کہا کہ فوری طور پر ابھی allotment شروع کی جائے گی، جو متاثرینِ زلزلہ کے لیے New Balakot City ہے۔ لیکن وہ دور بھی چلا گیا، فنڈ ان کو جو ملے، انہوں نے دوسرے کسی project پر خرچ کیے۔ دوسرے کیا project تھے؟ ان کا تو احتجاج ہی تھا، وہاں سے نکلے اور اڈیالہ کے سامنے آ کر احتجاج کرتے رہے، یا D-Chowk میں آ کر احتجاج کرتے رہے اور جو عوام کا حق تھا، اس پر خرچ نہ کیا اور ان کو محروم کیا۔ یہ سراسر ناانصافی جو ہوئی، اس کا ازالہ کون کرے گا؟

آج اگر یہ این ایف سی ایوارڈ کی demand کرتے ہیں، آخر اس میں اس علاقے کا کوئی حق نہیں ہے؟ ہزارہ کا کوئی حق نہیں ہے؟ باقی Malakand Division کے ساتھ بھی یہی سلوک ہے، لیکن بالخصوص جہاں تک مجھے معلومات ہیں، مجبور ہو کر یہ بات کر رہا ہوں کہ یہ جو سراسر ناانصافی ہے، اس کا کیا حل ہو گا؟ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اتنی بڑی آبادی ہو گئی ہے، تو جب تک چھوٹے unit نہیں بنیں گے، تو عوام کی خوشحالی کے لیے کام کرنا بڑا مشکل ہو گا۔

ہم پہلے بھی مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ پاکستان میں چھوٹے انتظامی unit بننے چاہئیں، چھوٹے صوبے بننے چاہئیں، تاکہ لوگوں کو ان کے حقوق مل سکیں، development ہو سکے۔ اس کے ساتھ لوگ اپنے علاقے کے وسائل پیدا کر کے خود ہی development بھی کرا سکیں گے۔ اس میں صوبہ ہزارہ کی demand بھی ہے، جس کی متفقہ طور پر تین دفعہ صوبائی اسمبلی قرارداد بھی پاس کر چکی ہے۔ آج بھی میں یہ مطالبہ کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں اسمبلی بھی اس کی حمایت کرے گی، کہ صوبہ ہزارہ بنایا جائے۔ باقی جہاں کوئی demand ہے، اگر وہ صوبے viable ہیں تو ضرور صوبے بنانے چاہئیں، تاکہ ملک ترقی کرے، عوام خوشحال ہو سکیں، ملک کو استحکام مل سکے۔

میں آپ کے ذریعے چند چیزیں حکومت کے نوٹس میں لایا ہوں۔ اب صوبائی حکومت ہمیں کچھ نہیں دیتی۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر ہمارا royalty کا حق بنتا ہے، تو از کم از کم اس میں سے ہزارہ کو حصہ دیا جائے۔ Federal Government جس وقت دیتی ہے، تقسیم کرتی ہے، تو یہ ہزارہ پر خرچ کرنا چاہیئے، تاکہ ہمارے علاقے کے لوگوں کی بنیادی ضرورت پوری ہو سکے اور جو پندرہ بیس سال سے کھنڈرات بنی ہوئی سڑکیں ہیں، وہ دیہاتوں میں بن سکیں۔ اسی طریقے سے 250 سکول بیس اکیس سال سے گرے ہوئے تھے، وہ ابھی تک نہیں بن سکے۔ میں نے یہاں سے پتہ کیا، جو NDMA سے پیسہ آیا تھا، وہ چلا گیا۔ پھر میں نے وہاں سے رابطہ کیا، انہوں نے کہا ہمیں نہیں ملے، پھر انہوں نے مرکز کو بھیج دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ نعمان شیخ صاحب۔ سردار صاحب wind up کریں۔

سردار محمد یوسف زمان: میں wind up کرتا ہوں۔ میں نے معلومات لیں تو انہوں نے کہا کہ فنڈز transfer ہو گئے، مگر ground پر وہ school ابھی تک نہیں بن سکے۔ 250 سکول ایک ضلع کے ہیں، باقی اس سے ہٹ کر بھی ہوں گے۔ اسی طریقے سے جن

collegeکی ضرورت تھی، نہ college، نہ health، نہ education، نہ سڑکوں کا infrastructure، پینے کا پانی، جس طرح میں نے Mansehra City کی بات کی ہے، اسی طریقے سے وہاں پر مختلف دیہاتوں میں زلزلے کے بعد پانی کی ضرورت بڑھ گئی ہے، آبادی زیادہ ہو گئی ہے۔ صوبائی حکومت کوئی کام کر نہیں رہی ہے۔ پھر ہمارا حصہ کیوں ان کو دیا جاتا ہے، اگر یہ وہاں پر ہمارے ساتھ زیادتی کرتے ہیں؟ تاہم، مجھے یہ امید ہے کہ اس وقت سارے کام الحمدللہ، عوام کی سہولت کے لیے ہوئے ہیں، taxمیں بھی چھوٹ ہوئی ہے، باقی development کے لیے بھی رقم رکھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ نعمان شیخ صاحب۔

جناب نعمان اسلام شیخ: شکریہ، جناب سپیکر صاحب! اتنی جلدی مہربانی کیسے ہو گئی؟ مجھے تو آپ نے ایک ڈیڑھ گھنٹے کے بعد کا کہا تھا۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس Budget کے اوپر بات کرنے کا موقع دیا۔ سر! سب سے پہلے تو میں Prime Minister صاحب، پھر Field Marshalصاحب کا، اور ان کی پوری Foreign Affairs کی جتنی بھی team ہے، ان کا، خصوصاً صدرِ مملکت صاحب کا، محسن نقوی صاحب کا، ساری team کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں جو عزت دلائی، جو پاکستان کو بڑے عرصے کے بعد ہمیں دیکھنے کو ملا کہ پاکستان کا نام جس طریقے سے روشن ہوا، پورے international سطح پر۔ میں Field Marshal صاحب کو ایک اور مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ جب یہ جنگ ہوئی۔ جو ہم late seventies کی پیداوار ہیں، سر! ہماری بات بھی سنیں۔ میں فیلڈ مارشل صاحب کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ جو late seventiesکے ہیں، انہوں نے جنگ ہمیشہ کتابوں سے سنی، کتابوں میں پڑھی، کبھی ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے نہیں دیکھی۔ جب Indiaکے ساتھ یہ جنگ ہوئی، ہم اپنی فوج پر فخر کرتے ہیں کہ جس طریقے سے انہوں نے India کا مقابلہ کیا، وہ قابل فخر ہے، اور ہم سارے نوجوان جتنے بھی ہیں، وہ سب اس پر فخر کرتے ہیں۔

میں اب آتا ہوں Budget اور دوسری باتوں کے اوپر بھی۔ سر! آپ کا کیا خیال ہے، یہ Budget اچھا ہے؟ سر! Budgetاس دن اچھا ہو گا جس دن میرے غریب کے بچے کو نوکری ملے گی۔ Budget اس دن اچھا لگے گا جس دن صبح بندہ گھر سے نکلے اور اس کے بعد وہ اپنے گھر کا سامان جب لے کر آئے تو اس کو یہ پریشانی نہ ہو کہ مجھے کیسے کمانا ہے۔ آج ہمیں سمجھ نہیں آرہی، یہ figures کی کہانی، تو ہمیں نہیں پتا کہ کون سے figuresہوتے ہیں۔ سن سن کے تھک گئے کہ یہ اس میں یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ آج اگر انہوں نے کوئی کمی بیشی کی ہے، تو بڑھائی بھی انہوں نے تھی، یہ نہیں ہے کہ انہوں نے نہیں بڑھائی تھی۔ سر! سوچنا یہ پڑتا ہے کہ کس طرح سے یہ ملک چلے گا؟ عید کے دنوں میں ہمارے honourable Ministerکا ٹویٹ آیا بجلی کے اوپر اور اگلے وقت ہی ایک press conference ہو گئی اور وہ وفاقی وزیر بھی رہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کا حلقہ ہو، میرا حلقہ ہو، سندھ کا کوئی بھی حلقہ ہو، یہ بتادیں کہ روزانہ کتنے transformer جلتے ہیں اور کتنے کے ہم پیسے دیتے ہیں؟ ایک بندہ کھڑا ہو کے بتادے کہ اگر بغیر پیسے کے ایک transformer بدلا ہو۔ آپ کے Ministerصاحب نے tweet کیا، دوسرے

Ministerنے جواب دے دیا،اس نے اسی وقت دو بندے suspend کر دیے ہیں۔ ہمارے پاس تو نہ suspend ہوتا ہے، نہ کچھ ہوتا ہے۔

سر! اس ملک کی یہ حالت ہے کہ سردی ہے تو gas نہیں ہے، چولہا نہیں جلتا، گرمی ہے تو بجلی نہیں ہے، بجلی تو ویسے ہی نہیں ہے۔ تو اس ملک کو آپ اور ہم کس طرح سے چلانا چاہتے ہیں؟ ہمیں فیصلہ یہ کرنا پڑے گا، سوچنا یہ پڑے گا کہ ہمیں اس کو آگے کیسے لے کے جانا ہے۔ 18 سال تو مجھے ہو گئے اور میرے سے زیادہ میری سامنے والی row والے لوگوں کو ہو گئے، لیکن اس ملک کو ہم ابھی تک سیدھے راستے پر لے جانے کی کوشش نہ کر پائے اور نہ کرنے کے mood میں ہیں۔ ہر انسان مفاد پرست ہے، چاہے میں ہوں، چاہے میرے سامنے بیٹھنے والے ہوں، چاہے PTI کے لوگ ہوں، چاہے مولانا کے لوگ ہوں، چاہے MQM کے لوگ ہوں۔ MQM وفاق میں ہر دور میں رہی ہے، اس کے بعد بھی اس کو ہم پر تنقید کرنا اچھا لگتا ہے۔ ان کو سندھ کی ترقی مجھے لگتا ہے، سمجھ نہیں آتی ۔ سر! اب تو پریشانی کے وہ حالات ہو گئے ہیں کہ بندہ بولے تو بولے کیا۔ سندھ کی Motorwayکا بول بول کے تھک گئے لیکن نہیں بن رہی۔ شکر ہے اللہ کا کہ کہتے ہیں جنوری میں اس کی ground breaking کریں گے۔ کاش بن جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ Motorway بننے سے، یا ان چیزوں کے بننے سے ہماری عام عوام کا کیا ہو گا؟ مجھے اس دن تک یہ Budget سمجھ نہیں آئے گا، جس دن ایک عام آدمی خوش نہ ہو، ایک وہ عورت، ہم اپنے اپنے حلقے میں جائیں تو وہ عورت دوپٹہ لے کے ہمارے سامنے نہ کھڑی ہو کہ میرے بچے کو نوکری دلا دیں۔

سر! کتنی industries لگی ہیں؟ کوئی ایک industry کا تو نام بتا دیں۔ ان کو ہم ہمیشہ کہتے تھے کہ یہ اہداف آپ پورے نہیں کر سکتے، لیکن پھر بھی وہی Budget ہے، وہی کہانی ہے، وہی قصہ ہے۔ ہم AC کے اندر بیٹھے ہیں، لوگ اس وقت پینتالیس اڑتالیس ڈگری کی گرمی میں مر رہے ہیں، نہ وہاں بجلی ہے۔ جب بجلی نہیں ہوتی تو پانی نہیں ہے، پانی نہیں ہوتا تو غریب آدمی کو تو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ دو وزارتیں ختم کر دو۔ سچی بات بتاؤں۔ دونوں میرے محترم ہیں، ایک میرا Atchison میں senior ہے، اویس تو بہت زیادہ senior ہے، دوسرا آپ کا Energy کا منسٹر علی پرویز، علی پرویز اور تین چار سینئر یہ دو وزارتیں ختم کر دو آپ اور پتہ ہے کس کو دے دو؟ محسن نقوی صاحب کو دے دو۔ قسم سے سچ بتا رہا ہوں، ایمان سے bureaucracy ڈرے گی، bureaucracy جب ڈرے گی تو کام بھی ہو جائے گا کیونکہ جو آگے والے دو چار Ministers ہیں ان کا تو فون ہی نہیں اٹھاتے تو کام کیسے ہو گا؟ آپ چاہتے ہیں اگر لوگوں کے کام کرانا، قسم خدا کی کہہ رہا ہوں آپ محسن نقوی کو دے دو، بے شک وہ ہم سے ملے نہ ملے لیکن اتنا مجھے پتہ ہے کہ bureaucracy بھی ڈرے گی اور آپ کے جتنے بھی کام ہیں وہ کام ایک منٹ میں ہو جانے ہیں۔ سر! اب ہمیں اس نظریے پہ چلنا پڑے گا۔ ہاں ایک بات تو میں کرنا بھول ہی گیا، اسلام میں کتنی شادیاں جائز ہیں؟ چار یا دو یا تین یا چار؟ آپ بول رہی ہو۔ اس بجٹ میں سب نے ہر چیز پر تنقید بھی کی، تعریف بھی کی لیکن ایک چیز پر تنقید نہیں ہوئی کیونکہ 90 percent لوگ جو میں left and right دیکھ رہا ہوں ان سب کی تین چار شادیاں تو ہیں ہی۔ اس ملک کے اندر، میں تعریف کرنا چاہوں گا، اور نگزیب صاحب کو لوگ

دعائیں دے رہے ہیں۔انہوں نے جو necessities پہ tax ختم کر دیا،لوگ بڑی بڑی دعائیں دینے کو تیار ہیں۔آپ کی نظر میں کوئی ایسا دشمن نظر آرہاہے وزیر کو؟میں اس کانام لے لیتاہوں تاکہ آپ کااس سے گھر میں ہی جھگڑا کرادوں،اس وقت وہ دیکھنا ہی نہیں چاہ رہے ہیں۔

آخر میں میں یہ کہنا چاہتاہوں اپنی (ن) لیگ کو خاص طور پر کہ خدا کے لیے آپ کو اس پہ غور کرنا چاہیے۔گلگت کے elections آپ کے سامنے ہیں۔پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ گلگت کے اندر اس نے گورنمنٹ بنائی ہے،جو وفاق کے مخالف تھا۔یہ پہلی دفعہ ہوا ہے ورنہ ہمیشہ سے یہ پیپلز پارٹی کے لوگوں کا ہے۔

سر!آج میں اگر ایک بات کہوں گا کہ 2010-11 کے اندر اور آج کی بجلی کی قیمت کو اگر دیکھا جائے تو زمین اور آسمان کا فرق ہے،اگر load shedding دیکھی جائے تو زمین اور آسمان کا فرق ہے،لیکن پیپلز پارٹی کی سیاست نے سوچ کو تبدیل کیا۔یہی وزیراعظم تھے جو ہمارے بارے میں کچھ کہتے تھے،لیکن ہم نے سچے دل سے،سچی محبت سے ان کو ووٹ بھی دیا،وزیراعظم بھی تسلیم کیا۔آج وزیراعظم کی کابینہ کے اندر وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو ان کے لیے بہت اچھے الفاظ بولتے تھے،جو ان کے بارے میں چیزیں کرتے تھے لیکن انہوں نے سچے دل سے اس کو تسلیم کیا۔آج سوچنے کی بات یہ ہے کہ اپوزیشن لیڈر ہمارا وہ ہے جس کے بارے میں قیدی نمبر 804 یا جو بھی کہو وہ بات کرتا تھا۔لیکن آج اپوزیشن لیڈر وہ آدمی ہے جس کے بارے میں وہ کہتا تھا۔اس کا مطلب کہنے کا یہ ہے کہ لوگوں نے اپنے دلوں کی چیزیں ختم کر کے محبت کی سیاست کی طرف آئے،میں یہ کہتا ہوں کہ اب آپ محبت کی سیاست کی طرف چلیں،پاکستان کو سنبھالنے کی طرف چلیں،اس طرف چلیں کہ جہاں ہم سارے دل کھول کے ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔

آج وہ نعرہ،وہ چیزیں ختم ہونی چاہیئں کہ "مجھے کیوں نکالا"،ابھی بھی گلگت میں جا کے وہ نعرہ لگتا ہے،ختم کرو،سیاست خدا کی قسم نظریات کی ہوتی ہے،ایک دوسرے پر گندگی پھیلانے کا نام سیاست نہیں ہے۔اب ختم کر دو سر "مجھے کیوں نکالا"۔ان کو گھر میں کوئی بات کہتا ہے یا بیوی کچھ بھی کہہ دیتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ قیدی نمبر 804 سے پوچھ کے جواب دوں گا۔

سر!اب یہ ختم ہونا چاہیے۔اس ملک کو اگر ہم نے آگے لے کے چلنا ہے تو ہمیں دل سے یہ نفرتیں ختم کر دینی چاہیئں۔یہ باتیں میں نے اس لیے کیں کیونکہ ہماری طرف سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں،ان کی طرف سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں،اور ہم دوبارہ غلطی پہ غلطی دہرانا چاہ رہے ہیں۔اب عوام بے وقوف نہیں رہی جن کو آپ سمجھتے ہوں چلے کہ آپ بے وقوف بنا سکتے ہیں۔

سر!میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں اور میں اللہ کے نام کے تھوڑا نیچے ہوں۔ہمارے آصف علی زرداری صاحب کو جب arrest کیا گیا تو گیارہ سال انہوں نے جیل میں گزارے،کبھی کسی کے خلاف کوئی بات کی؟جب ان کی گورنمنٹ تھی،قیدی نمبر 804 کو گرفتار کیا تو قدرتی میرے ساتھ دو تین اور لوگ بھی تھے۔ہم نے airport پہ land کیا،ہم گئے زرداری ہاؤس تو وہاں پہ لوگوں نے غصے میں کیا کہا تھا،موٹروے تو نہیں تھی اس وقت،یہ جو highway تھی اس کو block کیا "لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ"۔بلاول صاحب نے مجھے دیکھتے ہی کہا، What the hell is

this? یہ میرا ملک ہے،اس کے ایک بندے کو تکلیف ہونے کا مطلب ہے کہ پوری قوم کو تم تکلیف دے رہے ہو، ہم نے کوئی نعرہ نہیں لگایا، یہاں تو روزانہ آپ روڈیں بند کر دیتے ہیں۔

اڈی فریال صاحبہ کو arrest کیا، عید کی رات کو، کیا کرنا چاہتے تھے ؟ ہم نے تو کچھ نہیں کیا، ہم تو چپ کر کے، ہم نے تو کوئی protest نہیں کیا۔ میں یہ کہتا ہوں، بیرسٹر گوہر صاحب بیٹھے ہیں یہاں پہ، ایسی قیادت، ایسے لوگ آئے ہیں۔ اسد قیصر صاحب ہمارے سپیکر صاحب بھی رہے ہیں، اسی seat پر ہوتے تھے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے ہمیں دیکھتے بھی نہیں تھے، لیکن میں کہہ رہا ہوں ایسے لوگ اپنی سوچ کو بدلیں، اس سوچ پر آئیں جس سے ملک کو آگے لے کے جانا ہے۔

میں (ن) لیگ کو ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگلا جب بجٹ آئے تو قسم سے ایسا بجٹ ہونا چاہیے کہ جس کے اندر سارے، جتنے ہم سب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، جتنی اپوزیشن ہو، چاہے ایک پارٹی کی ہو یا دو پارٹیوں کی ہو، وہ سب ایک page پر ہوں اور ایسا بجٹ آئے کہ ہم اس دن آ کے اگلا اتنا اچھا موقع، ان کو نون لیگ کو، یہ تو قدرتی اللہ نے دے دیا ہے،، ایک Field Marshal نے دے دیا، دونوں نے بنا دیے، تیسرا کوئی گھر نہیں تھا لیکن مل گئے۔ جب مل گئے تو اس ملک کو چلاؤ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری عوام اچھی ہو، مستقبل اچھا ہو۔ ایک منٹ اور دے دو، دو منٹ۔ پیار سے کہہ رہے ہیں تو میں آپ کی بات مان ہی رہا ہوں۔ آخر میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ اگلا جب بجٹ آئے تو ایسا بجٹ آئے کہ ہم سب کھڑے ہو کے وزیر اعظم کو مبارکباد دیں، اپنے فنانس منسٹر کو آواز دیں اور اس بجٹ کا نام ہونا چاہیے، پاکستان زندہ باد، عوام زندہ باد، ملک زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انور تاج صاحب۔

جناب انور تاج: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ (عربی) جناب ڈپٹی سپیکر! بجٹ پر تو میں بات کروں گا۔ لیکن معاشی استحکام کے لیے تین چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے، ایک rule of law, ایک political stability اور تیسرا امن۔ اگر ایک ملک میں rule of law نہ ہو، عدالتوں کو آزادی نہ ہو، judiciary آزاد نہ ہو، وہاں پر انصاف کا قانون نہ ہو تو اس ملک میں معاشی ترقی نہیں آسکتی۔ ہر ملک میں عدالت ہونی چاہیئے اور ایک ایسا دَر ہونا چاہیئے، جس کے ساتھ ناانصافی ہو تو اس دَر کے دروازے کو کھٹکھٹائے اور وہاں سے اس کو انصاف ملے، خواہ وہ نواز شریف کو، خواہ وہ زرداری صاحب کو، خواہ وہ عمران خان صاحب کو۔ آج تو عمران خان صاحب کو انصاف نہیں مل رہا ہے۔ لیکن یہ چھبیسویں آئینی ترمیم کے ذریعے جو عدالتوں کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں، جہاں پر انصاف نہیں ہو رہا ہے۔ کل نہ نواز شریف کو اور نہ زرداری صاحب کو انصاف ملے گا۔ یہ دروازے کم از کم بند نہیں ہونے چاہئیں۔

دوسری بات political stability کی، political stability اگر ایک ملک میں نہ ہو تو وہاں پر ترقی نہیں آسکتی۔ آج عمران خان جیل میں ہے، اس کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے، وہ تین سال سے بے گناہ جیل میں ہے، وہ عمران خان جس نے اس ملک کو تین cancer hospitals دیئے، ایک cancer hospital Lahore میں بنایا، ایک cancer hospital Peshawar میں بنایا اور ایک

cancer hospital Karachi میں بنایا۔ جس نے اس ملک کو صحت کارڈ دیا، جو ہر پاکستانی کا اس وقت جب ساڑھے تین سال ان کی حکومت تھی تو آپ کا خیبر پختونخوا میں دس لاکھ کا مفت علاج ہوتا تھا۔ وہ شہزادہ جس نے اس ملک کی پچیس سال نمائندگی کی کھیلوں کے میدان میں۔ آج اس کے علاج کے لیے ہم بھیک مانگ رہے ہیں آپ لوگوں سے اور اس کا علاج نہیں ہو رہا ہے۔ اس کی آنکھ کا مسئلہ ہے، ہم مرضی کے ڈاکٹرز اور مرضی کا ہسپتال چاہتے ہیں لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہا ہے۔ یہ ملک اس طرح نہیں چلے گا، معیشت اس طرح ٹھیک نہیں ہوتی۔ اگر آپ نے معیشت کو ٹھیک کرنا ہے تو آپ کو ان چیزوں پر focus کرنا ہوگا۔ یہ ناانصافی ختم کرنی ہوگی۔ یہ ظلم و جبر ختم کرنا ہوگا۔ یہ ظلم بس کریں، اس ملک پہ رحم کریں۔ ایک ایسے لیڈر کو جو ہماری سکنڈ لیڈر شپ ہے شاہ محمد قریشی صاحب جنہوں نے تین مرتبہ Foreign Minister اس ملک کی نمائندگی کی تو ان کو بے گناہ تین سال جیل میں ڈالا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ یاسمین راشد صاحبہ جو cancer patient ہے اور 80 سالہ بوڑھی عورت ہے۔ اسلام میں عورتوں اور بچوں کے لیے رحم کی بات ہوتی ہے۔ لیکن وہ تین سال سے بیچاری جیل میں پڑی ہوئی ہے، اس کے لیے کوئی رحم نہیں ہے، اس کے لیے کوئی یہ ذہن میں نہیں ہے کہ اس کے ساتھ ہم کیا کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ جو ہمارے ادھر ایم این ایز تھے، عمر ایوب صاحب، چٹھہ صاحب، زرتاج گل صاحبہ، ان ساروں کو کیوں یہاں سے ہم نے فارغ کر دیا ہے۔ ان باتوں پہ کم از کم سوچنا چاہیئے کہ اس ملک کے ساتھ اس طرح یہ ظلم نہ کریں۔

اور اس کے علاوہ امن کی تو یہ صورتحال ہے کہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں لوگ مر رہے ہیں۔ پہلے Russian war کو 20 سال تک ہم نے بھگتا پھر اس کے بعد American war شروع ہوگئی 20 سال میں ہم نے اس میں 80 ہزار لاشیں اٹھائیں۔ اور اب دوبارہ ایک اور چکر اور سرکل شروع ہوا اور دوبارہ دہشتگردی شروع ہوگئی۔ تو kindly اس ملک پہ رحم کریں اور یہ ظلم بند کر دیں جو ظلم اس ملک کے ساتھ آپ لوگوں نے شروع کیا ہوا ہے۔

اس کے بعد میں بجٹ پہ آتا ہوں۔ بجٹ پیش کیا گیا 18 ہزار ارب ہماری recovery ہوئی اور 18 ہزار بجٹ ہے۔ اچھا 18 ہزار میں سے آٹھ ہزار تو ہم سود دیں گے۔ جس طرح میرے بھائی نے بولا کہ جو سود کا کاروبار کرتا ہے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جائے۔ تو یہ سلسلہ کب تک رہے گا؟ یہ سود کا نظام ختم ہونا چاہیئے، اس سودی نظام کی وجہ سے یہ ملک تباہی کے دہانے پہ پہنچ چکا ہے۔

اور پی آئی اے کی نجکاری، اس پہ اگر ہم بات کریں۔ اس دن شہباز شریف صاحب کہہ رہے تھے کہ چار سال سے یہ ملک دیوالیہ تھا اور ہم نے اس ملک کو بچا لیا۔ تو یہ کیسے ملک کو بچا لیا گیا ہے؟ صرف اگر میں مہنگائی کی بات کروں، قرضوں کی بات کروں، اشیاء خورد نوش کی بات کروں۔ میں پوری detail آپ کے سامنے رکھوں گا جو اکنامک سروے سے میں نے لی ہے۔ ساری detail میں آپ کے سامنے ابھی پڑھ دیتا ہوں کہ مہنگائی کتنی ہوئی ہے۔ جب سے شہباز شریف کی حکومت آئی ہے تو 72 پرسنٹ مہنگائی پاکستان میں ہوئی ہے، 72 پرسنٹ۔

اس مہنگائی میں گھی جو 2022 میں عمران خان نے حکومت جب چھوڑی تھی تو گھی 402 روپے فی کلو مل رہا تھا آج 581 روپے فی کلو ہے جس میں 45 پرسنٹ اضافہ ہوا ہے۔ چینی 94 روپے کلو تھی، آج 169 روپے کلو ہے، جس میں 79 پرسنٹ اضافہ ہوا ہے۔ چاول 100 روپے کلو تھا آج 214 روپے کلو ہے، جس میں 112 پرسنٹ اضافہ ہوا ہے۔ چکن 234 روپے کلو تھا، آج 391 روپے کلو ہے، جس میں 67 پرسنٹ اضافہ ہوا ہے۔ گوشت 195 روپے کلو تھا، آج 425 روپے کلو ہے جس میں 118 پرسنٹ اضافہ ہوا ہے۔ دودھ 115 روپے کلو تھا آج 203 روپے کلو ہے جس میں 76 پرسنٹ اضافہ ہوا ہے۔ ٹماٹر 80 روپے کلو تھا آج 108 روپے کلو ہے جس میں 35 پرسنٹ اضافہ کا ہوا ہے۔ آٹا 1100 روپے کلو تھا آج دو ہزار روپے ہے اور خیبر پختونخوا میں 3 ہزار روپے میں ملتا ہے۔ جس میں کئی percent اضافہ ہوا ہے۔ ٹوٹل 72 پرسنٹ اضافہ صرف اشیائے خورد نوش میں اضافہ ہوا ہے، یہ چار سال میں جب سے regime change ہوا ہے پاکستان میں کوئی چار سال مصیبت نہیں آئی سوائے دو مصیبتوں کے پہلی کہ cipher آیا تھا جس سے regime change ہوا اور دوسری مصیبت 2024 کے الیکشن تھے، ہمارا الیکشن کمیشن بھی عجیب ہے۔ ایک ایسی فیکٹری ہے کہ ووٹ ایک کو ڈالو تو نکلتا دوسرے کا ہے۔ ووٹ نواز شریف کو دو تو نکلتا شہباز شریف کا ہے۔ کم از کم یہ fault تو اس فیکٹری سے نکال دیں۔ اس فیکٹری کی وجہ سے پاکستان تباہ و برباد ہوا ہے۔

اس کے علاوہ پٹرول 144 روپے فی لیٹر تھا 2022 میں اور آج 373 روپے لیٹر ہے۔ جس میں 169 پرسنٹ اضافہ ہوا ہے۔ اچھا۔ ایران کے معاملے میں ایران اور امریکہ کے درمیان ہم نے اچھا کردار ادا کیا، کم از کم چھ ممالک تو آزادی سے ایران سے پٹرول خرید سکتے تھے۔ عمران خان تو اس وقت Russia میں گئے تھے کس لیے گئے تھے؟ کہ سستا پٹرول لے لیں، سستی گندم لے لیں۔ اس کو تو ہٹایا گیا۔ آپ کو کم از کم اس پہ بات کرنی چاہیئے اور جورات کو agreement ہوا ہم اس کو appreciate کرتے ہیں۔ لیکن جورات کو پوری انٹرنیشنل مارکیٹ میں پٹرول کی قیمت کم ہوئی ہے۔ تو آج یہ announce ہونا چاہیئے تھا کہ 200 روپے فی لیٹر پاکستان میں بھی پیٹرول اور ڈیزل کم ہوا ہے۔ یہ announcement تو کم از کم کرنی چاہیے تھی۔

اچھا، ڈالر 178 روپے پہ تھا اور آج 280 روپے میں ہے۔ قرضہ اس وقت 42 ہزار ارب پاکستان پہ تھا جو آج 86 ہزار ارب ہے۔ 42 ہزار ارب سے 86 ہزار ارب روپے قرضہ پہنچ گیا ہے یعنی 44 ہزار ارب روپے قرضہ چڑھ گیا ہے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم نے پاکستان کو ترقی کی راہ پہ گامزن کر دیا ہے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم نے معاشی استحکام حاصل کر لیا ہے۔ یہ کس طرح کا معاشی استحکام ہے کہ 44 ہزار ارب صرف چار سال میں بڑھا ہے۔ 1100 ارب صرف per month اضافہ ہوا۔ GDP growth اس وقت 6.5 پرسنٹ تھی اور آج 3.7 پرسنٹ ہے۔ بجٹ کی speech میں فنانس منسٹر نے یہ کہا ہے کہ 3.5 پرسنٹ ہے۔ کھاد 1913 روپے پہ تھی اور آج 4327 روپے پہ ہے، جس میں 125 پرسنٹ اضافہ ہوا ہے۔ DAP 8227 روپے تھی اور آج 14075 روپے پہ ہے۔ گیس جو 141 روپے پہ تھی اور آج 2387 پہ ہے۔ اس میں 1686 پرسنٹ

اضافہ ہوا ہے۔ صرف چار سال میں 1686 پرسنٹ اضافہ ہوا ہے۔ عمران خان کے چار سال میں 0.4 پرسنٹ اضافہ ہوا تھا اور ان چار سال میں 1686 پرسنٹ صرف گیس کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ بجلی 17 روپے یونٹ پہ تھی اور آج 48 روپے یونٹ پہ ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ترقی کی۔

بجلی میں ہمارا خیبر پختونخوا جو 6800 میگاواٹ ہائیڈل بجلی دیتا ہے اور ہماری ضرورت ہے peak summer میں 3300 میگاواٹ۔ ہمیں ملتا کتنا ہے 1500، 1700 اس دن اویس لغاری صاحب جو ہمارا فیڈرل منسٹر ہے وہ کہہ رہا تھا کہ PESCO جب ہم پہلے سال آئے تو 86 ارب کا خسارہ تھا۔ جب دوسرا سال گزرا تو 40 ارب کا خسارہ تھا اور کہہ رہا ہے کہ اب 18 ارب کا خسارہ ہوا ہے۔ اگر خسارہ 86 ارب سے 18 ارب پہ آگیا ہے۔ تو بجلی کیوں نہیں دے رہے ہو؟ ہمارے حلقوں میں تو بجلی بالکل نہیں ہے۔

میرے اپنے گاؤں میں اسمبلی کے Floor پہ میں نے کئی دفعہ ذکر کیا کہ تین سال سے بجلی مکمل طور پر بند ہے۔ میرے حلقے میں چار فیڈرز بند ہیں۔ میرے حلقے میں پورے خیبر پختونخوا میں 18 گھنٹے، 20 گھنٹے، 22 گھنٹے، 23 گھنٹے بجلی نہیں ہوتی۔ تین، تین دن بجلی غائب ہوتی ہے۔ یہ کس طرح کا انصاف ہے؟ کیا خیبر پختونخوا پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کیجئیے، شکریہ۔

جناب انور تاج: سپیکر صاحب! میں نے پہلے request کی کہ دو تین منٹ دے دیں تاکہ میں اس پہ بات کر سکوں۔ اچھا۔ بجلی مہنگی کیوں ہوئی۔ بجلی اس لیے مہنگی ہوئی کہ ہم نے IPP power plant لگا لیے۔ اس دن میں نے اسمبلی کے فلور پہ question کیا تھا کہ IPPs کے کتنے functional power plants ہیں۔ اس کے مالکان کتنے ہیں اور کون کون مالکان ہیں؟ کتنی ہم نے ان سے بجلی لی ہے؟ اور کتنی ہم نے ان کو payment کی ہے؟ تو مجھے ایک عجیب سا جواب دیا گیا کہ 90 power plants ہے جن میں سے 15 پاور پلانٹس،۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں۔ پلیز۔

جناب انور تاج: سپیکر صاحب، لوگوں کو یہ ضرور بتانا چاہیئے کہ 15 پاور پلانٹس قطر اور چائنیز کے ہیں اور 75 پاور پلانٹس پاکستانیوں کے ہیں۔ ہم ان کو 3 ہزار ارب capacity charges دیتے ہیں۔ تو خدا کے لیے ایک نوٹس ان لوگوں کو دے دیں کہ آپ مفت میں ہم سے پیسے کیوں لے رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ شکریہ۔ حنیف عباسی صاحب۔ نہیں honourable ممبران سے گزارش ہے اپوزیشن کا جو allocated time تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔ آپ کے Chief Whip صاحب جب آئے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ سات آٹھ منٹ دے دیں، آپ کو 12 منٹ دیے ہیں۔ آپ wind up نہیں کر رہے ہیں۔ آپ کو موقع دیا wind up کرنے کا۔ حنیف عباسی صاحب ایک منٹ تشریف رکھیں۔ Wind up کریں۔ جی آپ کے پاس 30 سیکنڈ ہیں۔

جناب انور تاج: اچھا۔ IPPs کو کم از کم ایک نوٹس دے دیں International Court of Justice میں جائیں، ایک ہزار ارب جرمانہ ہوگا، دو ہزار ارب ہوگا، تین ہزار ارب جرمانہ ہوگا لیکن ان سے تو جان چھوٹ جائے گی ناں۔ ہمارا ملک بھی اسی وجہ سے تباہ ہے اور ہمارا بزنس بھی اسی وجہ سے بند ہے۔

آخری بات سپیکر صاحب! 54 سال میں کسی نے ڈیم نہیں بنایا۔ 54 سال میں۔ عمران خان نے ڈیم بنایا تو صرف دو ڈیموں کا میں حوالہ دیتا ہوں۔ ایک مہمند ڈیم اور ایک داسو ڈیم۔ مہمند ڈیم کا 300 ارب کا original PC-1 تھا آج یہ حکومت نے اس کو revise کر کے 666 ارب پہ لے گئی ہے اور داسو ڈیم جس کا 486 ارب پہ tender award ہوا تھا۔ آج یہ حکومت revise کر کے 1733 ارب پہ لے گئی ہے۔ تو یہ ظلم تو ملک کے ساتھ نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، حنیف عباسی صاحب۔

وزیر برائے ریلوے (جناب محمد حنیف عباسی): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

تیری خوشبو سے میری سانس کا رشتہ قائم ہے

تیرے صحرا، تیری ندیاں میرا سرمایہ ہیں

اے وطن تو ہے تو میری بھی کوئی پہچان ہے

تیری مٹی کے سوا میرا کوئی بستر نہیں

جناب ڈپٹی سپیکر! آج الحمدللہ ایک proud پاکستانی کے طور پر میں اس National Assembly میں اپنی پوری قوم سے اور پوری دنیا میں سننے والوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ دنیا کی تاریخ کے اندر کسی ملک کو وہ عزت حاصل نہیں ہوئی۔ سپیکر صاحب! ذرا میری طرف متوجہ ہوں، بڑی important گفتگو ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بولیں، توجہ آپ کی طرف ہے۔

جناب محمد حنیف عباسی: تو میں عرض کر رہا تھا کہ پوری دنیا کے اندر پچھلے چار سو سال میں کوئی ملک ایسا، یہاں پر بڑے بڑے intellectuals بیٹھے ہوئے ہیں، وہ ملک نکالیں جسے پوری دنیا مان رہی ہو، جس پر پوری دنیا کا اعتماد ہو۔ وہ ملک آپ کو ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا، لیکن آج یہ مملکتِ خداداد پاکستان، جس کو Central Asia بھی مان رہا ہے اور اعتماد کر رہا ہے، Russia، China، European Union اور USA بھی اعتماد کر رہا ہے اور پھر ہم نے کیا کیا؟ ہم نے اپنے بھائیوں کی، ایک کچے دھاگے پر چل کر، پاکستان نے سعودی عرب اور ایران کی مفاہمت کروائی، معاملات طے کیے، بھائی کو بھائی سے نہیں لڑنے دیا۔ آج اس وقت دنیا کیا کہہ رہی ہے کہ ہم کس کو ثالث مانتے ہیں؟ ہم پاکستان کو

ثالث مانتے ہیں۔اس سے بڑی بات کہ آج بھی اگر کیڑے نکالنے ہوں تو ہم کہیں دائیں سے، کہیں بائیں سے، کہیں اوپر سے، کہیں نیچے سے نکل کر یہ بات کہہ دیں کہ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ ''آٹا گندیاں ہلدی کیوں اے'' یعنی اتنی بڑی کامیابی ملی، پوری دنیا آپ کے ترانے گا رہی ہے۔ رات مجھے میرے بھائی ایرانی Ambassador نے ایک نیا ترانہ، جو ایران نے پاکستان اور اپنی محبت کے حوالے سے بنایا، وہ مجھے بھی forward کیا۔ وہ اس وقت پوری دنیا میں viral ہو چکا ہے، جس میں پاکستان کے وزیرِاعظم، Field Marshal اور ہمارے وزیر خارجہ کو اس طرح دکھایا گیا ہے جیسے یہ پوری دنیا کے امن کے پیامبر ہیں اور انہوں نے پوری دنیا کو تیسری عالمی جنگ سے بچا لیا ہے۔ پاکستان کو اس سے بڑی کامیابی اور کیا ملے؟ اللہ تعالیٰ پاکستانیوں کو اس سے زیادہ کیا عزت دے؟ میں تو آج تمام دوستوں، بھائیوں کو یہ کہوں گا کہ کسی سے کچھ سیکھ لیں۔ ایک Nation بن جائیں، ایک قوم بن جائیں۔ خدا کی قسم، سامنے کھڑے ہیں، ہم نے تو قید کی وہ صعوبتیں، یہاں آج دوست، بھائی بات کرتے ہیں، میں کسی کی قید پر خوش نہیں، میں کسی کے اوپر غلط الزامات لگا کر خوش نہیں، لیکن مکافاتِ عمل ہے۔

جب آپ رانا ثناءاللہ کی تصویریں منگواتے تھے، میں ایک چھوٹا سا thirty seconds کا واقعہ سناتا ہوں۔ میں کبھی یہ چیزیں بیان نہیں کرتا، اور اس لیے نہیں کرنی چاہئیں کہ جب آپ اس میدان میں ہیں تو آپ کو ان آزمائشوں سے گزرنا پڑے گا۔ یہ کون سی بڑی بات ہے کہ بندہ رونا دھونا شروع کر دے۔ جب سیاست میں آئیں گے، پاکستان کی سیاست ہو، ہندوستان کی سیاست ہو، بنگلہ دیش کی سیاست ہو، میں یورپ یا China کی بات نہیں کرتا، آپ آئے ہیں، آپ کو ہر چیز کا سامنا کرنا پڑے گا۔

Thirty seconds یا ایک minute کا واقعہ ہے، میں جیل میں تھا تو صبح کا وقت 9 یا ساڑھے 9 بجے وہ سب کو کھول دیتے تھے، اُس دن بالکل lockup بند۔ تو میں نے کہا شاید کوئی VVIP movement ہو گی، کوئی آ رہا ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد کوئی پچیس، تیس لوگ آتے ہیں۔ انہوں نے ہاتھ میں قیدی uniform پکڑی ہوئی تھی۔ میں نے تو خدا کی قسم، میں پنڈی میں رہتا ہوں، میں نے نہیں پوچھا کہ کس قیدی نے uniform پہنی ہوئی ہے کہ نہیں پہنی ہوئی۔ تو دو uniform ہاتھ میں تھے، تو مجھے کہنے لگے پہن لیں۔ میں نے کہا یار نہ پہنوں تو پھر؟ اور قیدی ضد کتنی کر سکتا ہے، مجھے ایسے ٹارزن بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی آدھے گھنٹے کی بحث کے بعد وہ پہن لیا۔ مجھے گرفتاری کے وقت بھی الحمدللہ، کیونکہ میں بھاگا نہیں تھا، نہ بھاگنے کا ارادہ تھا، تو ہتھکڑی نہیں لگی تھی۔

اُس کے بعد دوسرا عمل، مجھے ڈیوڑھی میں لے جا کر ہتھکڑی لگائی گئی۔ اس کے بعد ایک flash ہوتا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں، جو مجھے ہتھکڑی لگاتا ہے، میں کہتا ہوں تمہارا کام ختم ہو گیا ہے۔ کہتا ہے سر! اتنا ہی تھا، وہ تصویریں بھی تو کوئی منگوا کر دیکھتا تھا۔ تو میں آج اس ماحول میں تو نہیں رہنا چاہتا، نہ جانا چاہتا ہوں اور نہ چھیڑنا چاہتا ہوں۔ کیوں؟ کیونکہ آج تو مجھے دنیا میں، آج جنیوا میں host کون ہے؟ آج پاکستان کا وزیرِاعظم host ہے اور اس کے پیچھے بھی ایک بہت بڑی science ہے، بہت بڑی حکمت ہے۔ یہ جو فتح اور عزت آج نصیب ہوئی ہے، یہ 10 مئی کا شاخسانہ ہے۔ 10 مئی کو جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارے شاہینوں کی نسبت سے جو فتح دی، کہتے ہیں، شیروں کا ایک بہت بڑا لشکر ہو اور اس کو lead کرنے والا گیدڑ ہو،

ہر جگہ اچھے برے لوگ موجود ہیں۔ فوج میں سارے اچھے نہیں ہیں، judiciary میں سارے اچھے نہیں ہیں، politicians سارے اچھے نہیں ہیں، bureaucracy میں سارے اچھے نہیں ہیں۔ ہر جگہ زیادہ مقدار میں اچھے لوگ موجود ہیں اور برے بھی موجود ہیں۔

آج اگر کہتے ہیں کہ لشکر شیروں کا ہو اور lead گیدڑ کر رہا ہو تو پھر ٹینکوں میں diesel بھی نہیں ہوتا، پھر جہازوں میں تیل بھی نہیں ہوتا۔ تو جب شیروں کی قیادت، دل کھولیں یار، کون ہے؟ پاکستانی فوج کا سپہ سالار ہے جس نے India کو ناکوں چنے چبوا دیئے ہیں؟ جس نے افغانستان کے اندر موجود terrorists کے ٹھکانوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے؟ جس نے کہا کہ اگر ہم نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں۔ تو بات یہاں تک نہیں رکتی۔ اب اس کے پیچھے بھی تو کہانی ہے۔ اس کے پیچھے کیا کہانی ہے؟ میری پارٹی سے نہیں تھا، اس لیے میں کہتا ہوں کچھ چیزوں پر آپ اکٹھے ہو جائیں۔ وہ مملکتِ خداداد پاکستان کی سالمیت ہے۔ اس کا نام تھا شہید ذوالفقار علی بھٹو۔ ہم بچپن سے مخالف رہے، بنایا گیا، دماغ بنا دیا گیا، جیسے بنایا جاتا تھا کہ یار یہ غدار ہے، یہ مسلمان نہیں ہے، ٹھیک ہے لیکن 10 مئی کی فتح کے پیچھے جیسے میرے جوانوں نے جام شہادت نوش کیا، فضائیہ کے شاہینوں نے اپنی boundary میں رہ کر ہندوستان کے جہاز گرائے اور پاکستان کو فتح دلائی، اسی طریقے سے اس شخص نے 1974 میں Atomic programme کی بنیاد رکھی۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان، اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، انہوں نے اس Atomic programme کو پکڑا اور اپنے منطقی انجام تک پہنچایا یعنی مکمل کیا۔ تمام فوجی حکمرانوں نے پہرہ دیا اور پھر 28 مئی 1998 آیا، جب کیا ہوا؟ اس وقت یہی کہا گیا کہ 2 ارب dollar لے لو، 3 ارب dollar لے لو، ہندوستان نے 5 دھماکے کیے اور اُس کے مقابلے میں میرے لیڈر میاں نواز شریف نے 6 دھماکے کر کے پاکستان کو فتح دی۔ پوری دنیا میں ڈنکا بج رہا ہے، پوری دنیا میں آج اربوں dollar والے کہاں کھڑے ہیں؟

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ ودو میں

پہناتی ہے درویش کو تاجِ سردارا

مجھے بتائیں، ایک طرف پیسہ ہو، ایک طرف آپ کی عزت ہو، کس کو choose کریں گے؟ آج یہ اس پورے خطے کا، 10 کروڑ، کسی کی جیب میں ہوتا تھا۔ ہم بھی ان لوگوں میں سے، دوستوں میں سے ہیں جن کے ارد گرد industrialists بھی بیٹھے ہوتے ہیں، traders بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ ہماری جو حب الوطنی ہے، وہ ذرا سنیئے گا۔ سب کی، 10 کروڑ آیا ہے ناں، چلیں جی فلاں جگہ جا کے invest کرتے ہیں۔ آج نہ کوئی پیسے دے رہے ہیں اور نہ وہاں پہ کوئی آپ کو رہنے دے رہے ہیں، تو پھر کیا ہوا۔ کرائے کے مکان میں فرق اور اپنے مکان میں فرق۔ اس پورے خطے کا محفوظ ترین ملک جو ہے، وہ الحمدللہ، سرمایہ کاری ہو یا عزت ہو، جان ہو، مال ہو، وہ پاکستان ہے، جس پہ ہم اور ہماری پوری اولاد بھی قربان ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں، ہم سب ایک ہیں۔ خدا کی قسم دل سے کہہ رہا ہوں۔ میرے شہر میں پختون رہتا ہے، کسی مائی کے لال کی جرأت نہیں ہے کہ اس کو کوئی ہاتھ لگائے۔ میرے شہر میں بلوچ رہتا ہے، چھوٹا سا ہو، بڑا کمزور ہو، 35 سال سے وہاں بیٹھا ہو، کسی کی

جرأت نہیں ہے کہ اس کو دیکھے۔ میرے شہر میں مہاجر رہتا ہے، یعنی Urdu speaking رہتا ہے۔ میں مہاجر تو نہیں کہتا۔ جب بندہ آگیا تو آگیا، اپنا ملک ہے۔ کسی صورت بھی اس چیز کو برداشت نہیں کرتا۔ ہم نے atomic قوت حاصل کی، سب نے مل کے۔ کسی نے اس پر compromise نہیں کیا، کسی civilian نے نہیں کیا، کسی فوجی نے نہیں کیا، کسی نے نہیں کیا۔

آج میں آپ کو ایک سب سے بڑے خدشے کا اظہار کرنے لگا ہوں۔ بار بار پیٹنے سے میں بات کرنے لگا تھا۔ ہمیں 25 سال قید ہوئی، تو خدا کی قسم رات کے اندھیرے میں بھی پاکستان کا برا نہیں سوچا۔ اللہ کے 99 ناموں کے نیچے کہہ رہا ہوں، پاکستان کا بُرا نہیں سوچا۔ نہ میرے بچوں نے، نہ میرے دوستوں نے، نہ میرے گھر والوں نے، کسی نے نہیں سوچا۔ اور ہم نے کہا، قربان ہو جائیں گے یار، کیا ہوا ہے، کچھ نہیں ہوتا۔ میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ یہ سارے ہمارے ماتھے کے جھومر ہیں، جتنے Opposition میں بھی، خدا کی قسم، بیٹھے ہیں۔ ہم عزتوں والے لوگ ہیں، ہم عزتوں کے رکھوالے ہیں۔ ہم نہیں کہیں گے کسی کی بیٹی Doctor ہے تو اس کو نکال باہر کرو۔ ملک کا سب سے بڑا بادشاہ phone کر کے کہہ رہا ہو، "well done, keep it up" نہیں، ہم نہیں کہیں گے۔

ہماری وہ نبی پاک ﷺ کے پاس، یہ اب فی البدیہہ سی باتیں میں کر رہا ہوں۔ حاتم طائی کی بیٹی قیدی بن کر آئی، جو سر سے ننگی تھی، تو نبی پاک ﷺ نے اپنی چادر مبارک اس کے سر پہ رکھ دی۔ تو صحابہ پاس بیٹھے تھے، انہوں نے فرمایا کہ یہ تو کافر کی بیٹی ہے، آپ نے یہ کیا کیا؟ تو میرے نبی آخر الزمان ﷺ کے الفاظ، جو رہتی دنیا تک، قیامت تک رہیں گے، انہوں نے کہا: ''بیٹی، بیٹی ہوتی ہے، وہ مسلمان کی ہو یا کافر کی ہو۔ یہاں تو ہم سارے الحمدللہ آپس میں بہن بھائی ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ جو لوگ بلوچ ہوتے ہوئے، پنجابی ہوتے ہوئے، کشمیری ہوتے ہوئے، سندھی ہوتے ہوئے، خدا کی قسم، جو پاکستان کو نہیں مانے گا، میں تو ان کو کیا، ان کی نسلوں کو بھی نہیں مانوں گا۔ یہ میں آپ کو بتانے کے لیے تیار ہوں۔ ہمیں پاکستان مقدم ہے۔ تو آپ ہمارے ساتھ اختلاف کریں، پاکستان کو مقدم رکھ کر۔ آپ ہمیں کہیں کہ یہ چیز، یہ چیز، یہ چیز ہمیں چاہیے، ہم بیٹھ کے آپ کو دینے کے لیے تیار ہیں۔ باہر بیٹھ کے گالیاں دیں گے، برا بھلا کہیں گے۔ آج میں صرف اپنے کشمیری بھائیوں سے، آدھے سے زیادہ کشمیری میں ہوں۔ میرے گاؤں میں اور کشمیر میں اتنا ہی فرق ہے جتنا یہاں سے راولپنڈی ہے۔ میں صرف ایک گزارش کروں گا، جناب سپیکر! اپنے بھائیوں سے۔ آپ ہمارے ماتھے کا جھومر ہیں، ہماری شہ رگ ہیں۔ میں ایک ہی بات آپ سے گزارش کروں گا۔ جائیں، Occupied Kashmir میں پوچھ لیں ان سے، اب بھی phone کر کے پوچھ لیں، ماں، بہن، بیٹی کی عزتیں کیسے پامال ہوئیں۔ آج اگر آپ محفوظ ہیں، ہم محفوظ ہیں، تو خدا کی قسم اس فوج کی بدولت محفوظ ہیں، جس کے بارے میں China یا America کے اندر، یا Europe کے اندر کھڑے ہوئے کسی European سے پوچھیں کہ No.1 فوج کون ہے، ہندوستان یا پاکستان، تو وہ پاکستان کا نام لیتے ہیں۔ اس پہ فخر کریں۔ اُس دن سے ڈریں۔ میں ایک بڑی اہم بات آپ سے کرنا چاہ رہا ہوں۔ سر! میں بڑی intellectual and historical گفتگو کر رہا ہوں، یہ record پر رہے گی۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جناب سپیکر! جنگیں اب خدانخواستہ اگر ہوئیں تو وہ پانی کے اوپر ہوں گی۔ یہ تو سارے کہتے ہیں، یہ فقرہ بڑا آسان سا ہے۔

میں سندھ طاس، جو ہمارا agreement ہے، اس پہ آتا ہوں۔ آپ دیکھیں، وہ agreement World Bank کی نگرانی میں ہوا، 1960 میں اُس کو کوئی نہیں change کر سکتا۔ اُس کو یک طرفہ طور پر مئی 2025 میں ہندوستان نے معطل کر دیا، اور اُس کے اوپر وہ dam بنانا شروع ہو گیا، ڈیم بنائے اُس نے، اُس میں Baglihar Dam بھی ہے، Salal پر بھی کام کر رہا ہے، اور چناب، بیاس، سارے دریاؤں کا پانی وہ روک رہا ہے اور روکنے کی کوشش کر رہا ہے۔

میری ہندوستان کو اس platform سے یہ آواز ہے۔ وہ اکثر میری گفتگو کو ریل منتری کے نام سے کہتے ہیں کہ یہ، یہ، یہ۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ نے یہ بات کی، جیسے پہلے بھی ہم announce کر چکے ہیں، اس وقت جو حکومت موجود ہے، اُس کو clarity کی ضرورت نہیں، وہ clear ہے ہر معاملے میں۔ میرے بھائی نے بڑی اچھی بات کی ہے، اس ایوان میں 30 سال ہو گئے ہیں۔ میں گزارش یہ کر رہا ہوں، جناب سپیکر، کہ پانی کے معاملے پہ میں ہندوستان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ ہمارا پانی بند کریں گے تو ان شاءاللہ، اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ طاقت دی ہوئی ہے، اُس کی ذات نے، کہ ہم ان شاءاللہ تعالیٰ آپ کا سانس بند کر دیں گے۔ یہ میرا آپ کو ان شاءاللہ پورا challenge ہے۔

لیکن اس کے لیے ہم نے کیا کرنا ہے، چلیں، یہ تو دشمن کرے گا، ہم نے یکجہتی کا مظاہرہ کرنا ہے۔ ہم نے بھی کچھ کرنا ہے۔ اور ہمارے کرنے کے لیے کیا ہے؟ کہ ہم کم از کم یہ جو dams ہیں، جن کا credit کوئی لیتا ہے، لیتا رہے، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ Diamer ہو، وہ Bhasha ہو، وہ Mohmand ہو، وہ Dasu ہو، وہ Tarbela کی fifth extension ہو، میں کہتا ہوں ان سب کو ہم تو مکمل کر لیں۔ ہم تو پیسہ اس پر لگا دیں۔ کم از کم ہمیں اپنے لیے، اپنی آنے والی نسلوں کے لیے، جو اناج ہم اگاتے ہیں، اس کے لیے اگر پانی کی ضرورت ہو، 25 کروڑ ہم لوگ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی ہو گیا۔ بس آخری point۔ Wind up کریں please۔

جناب محمد حنیف عباسی: میری گزارش صرف آپ سے یہ ہے کہ یہ سارے کام ہم نے کب کرنے ہیں؟ جب ہم ایک ہو جائیں گے، یکجہتی کا مظاہرہ کریں، چھوٹی چھوٹی چیزوں سے در گزر کریں۔ ابھی میرے بھائی نے GB کی مثال دی۔ میں اس کا جواب نہیں دینا چاہتا۔ اور انہوں نے کہا کہ زرداری صاحب نے باہر نکل کے، کبھی کسی کو برا بھلا نہیں کہا۔ بھائی جان، آپ اپنی ہی بات کے اندر میاں نواز شریف کو، آپ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے یہ بات کی۔ اور پھر Prime Minister کو دیکھیں، وضعداری۔ انہوں نے آپ سے پوچھا، بھائی جان، آپ کی سیٹیں زیادہ ہیں، آپ حکومت بنائیں۔ اس سے زیادہ، میری جان، ہم آپ کے لیے اور بتائیں اور بھی کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ بس ہو گیا۔ 30 seconds please۔

جناب محمد حنیف عباسی: دیکھیں، میرے پاس تو آم کے درخت نہیں ہیں ناں یار۔ میں صرف گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں، جناب سپیکر! کہ ہم سب مل کر ایک چیز پر compromise کریں، اور کسی کی جرأت نہ ہو، کہ وہ ان لوگوں کے لیے جو KP کے اندر، بلوچستان کے اندر، کشمیر کی

سرحدوں کے اوپر، اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ اوران کے بارے میں ایک شعر ہے، جو میں اکثر پڑھا کرتا ہوں، بڑے دل سے پڑھتا ہوں۔ مجھے کسی کا ڈر نہیں، میرے اوپر یہ 99 اللہ کے نام ہیں، اس کے علاوہ کوئی ڈر نہیں زندگی میں۔ جو کہتا ہوں، دل سے کہتا ہوں کہ۔

"جب تک نہ جلیں دیپ شہیدوں کے لہو سے،

کہتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوتا۔"

جزاک اللہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، شکریہ۔ محترمہ صباء ٹالپر صاحبہ۔

محترمہ صباء ٹالپر: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر صاحب! سب سے پہلے میں اپنے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر نے کرسی صدارت خالی فرمائی اور چیئرپرسن جناب علی زاہد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ صباء ٹالپر: جنہوں نے گلگت بلتستان کے الیکشن میں کامیابی حاصل کی، اور جمہوریت کو جیت ہوئی۔ اور دوسرا اس بات کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ وزیراعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل حافظ سید عاصم منیر صاحب کی کاوشوں سے America اور Iran کے درمیان معاہدہ پایہ تکمیل کو ہے، جس پر میں ان کو مبارک پیش کرتی ہوں، جو کہ اس پورے خطے کے امن کیلئے ایک خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر صاحب! یہ Budget اعداد و شمار کا جادو تو ہو سکتا ہے مگر عوام کے خالی ہوتے ہوئے دسترخوانوں اور بجھتے ہوئے چولہوں کی حقیقت کو نہیں چھپا سکتا۔ یہ Budget ترقی کا نہیں، عوام کی جیبوں پر ایک حملے کا Budget ہے۔ سب سے پہلے میں زراعت کی بات کرنا چاہوں گا۔ زراعت کے شعبے کو تو جیسے آپ نے دفن کر دیا ہے۔ بظاہر تو Budget میں کسانوں کو pesticides, fertilizer, seeds میں subsidy دی جا رہی ہے، لیکن اس بات کو نظرانداز کیا جا رہا ہے کہ باقی taxes اور fuel cost شامل کرنے کے بعد کسان کو کیا ریلیف ملے گا؟ کہنے کو تو Pakistan کی economy زراعت پر depend کرتی ہے، لیکن ایسے فیصلوں کے بعد economic growth اور food security کہاں جائے گی، آپ ہمیں بتادیں۔ کسان اور محنت کش طبقہ دھوپ چھاؤں کی پرواکیے بغیر پورا پورا خاندان، جس میں بڑی تعداد خواتین کی بھی ہے، صبح سورج نکلنے سے پہلے سے لے کر رات سورج ڈھلنے تک کام، محنت اور مشقت کرتا ہے۔

جناب اسپیکر! میری التجاء ہے اس حکومت سے، کہ خدارا ہمارے کسانوں پر رحم کریں۔

اے اہلِ اقتدار، ذرا یہ بھی سوچ لو،

پانی فقط دریا نہیں، کسان کی جان بھی ہے۔

جو حق تم آج اس کی ہتھیلی سے چھینتے ہو،

اسی سے قوم کی روٹی، اسی سے شان بھی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا بڑا مسئلہ سندھ کے پانی کا ہے۔ 1991 Water Accord کے مطابق سندھ اور بلوچستان کے عوام کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ سندھ کے بیراجوں پر آج 39 percent سے لے کر 56 percent تک پانی کی قلت اور کمی کر دی گئی ہے۔ IRSA ان حلقوں میں صوبوں کا حق مار کر جائز ضروریات کو پورا کرنے کی بجائے link canals چلانے کو ترجیح دے رہا ہے۔

Operation Bunyan-Un-Marsoos کے دوران ہمیں بین الاقوامی سطح سے سب سے بڑی شکایت یہ تھی کہ اس نے international treaty کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے lower riparians کا پانی روکا۔ میں نہایت ادب سے آپ سے گزارش کروں گی، کہ آپ بھی 1991 سے سندھ کے ساتھ ایسا سلوک کر رہے ہیں۔ میرا حکومت سے یہ مطالبہ ہے کہ سندھ اور بلوچستان کے ساتھ ناانصافی بند کی جائے۔ سندھ پر کوئی احسان نہیں ہے، یہ ہمارا بنیادی اور آئینی حق ہے۔

جناب سپیکر! یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں highways اور motorways port سے شروع ہوتی ہیں اور markets، منڈیوں تک جاتی ہیں۔ لیکن حکومت کی سنجیدگی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ Budget میں سندھ کی motorways اور highways کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ کیا سندھ Pakistan کا حصہ نہیں ہے؟

Budget تو رکھ دیا گیا ہے لیکن اس کو مکمل ہونے کیلئے کوئی timeline نہیں دی گئی۔ ایسے تو منصوبے تعطل کا شکار ہوتے رہیں گے اور مکمل نہ ہونے سے سندھ کی عوام محرومی کا شکار ہوتی رہے گی۔

سب سے بڑی مثال میں آپ کو اپنے حلقے NA-213 عمر کوٹ کی دیتی ہوں، جہاں Highway N-20 پورخاص سے کھوکھراپار تک جاتی ہے۔ وہ جگہ جگہ سے کئی کئی کلومیٹر تک نوک دار پتھروں سے بھرا ہوا ہے، جس کی وجہ سے روزانہ کئی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ دوسری مثال Hyderabad-Sukkur Motorway کی ہے، جو کہ تعطل کا شکار ہے۔ ترقی صرف نقشوں پر بنی سڑکوں سے نہیں ہوتی، مکمل ہونے والے منصوبوں سے ہوتی ہے۔ یہ motorway ہم اپنی تفریح کیلئے نہیں بلکہ، ملک کی growth اور economy کیلئے چاہتے ہیں، جس کو استعمال کر کے سندھ کی بندرگاہوں سے سامان بحفاظت اور جلد ملک کے مختلف کونوں میں جا کر لوگوں کے روزگار کا ذریعہ بن سکے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں آپ کی توجہ railway کی طرف دلاؤں گی۔ ترقی یافتہ ممالک میں railway کا نظام ریڑھ کی ہڈی جیسا ہے، لیکن ہمارے ملک میں railway کا نظام خستہ حال ہے۔ اور تشویش اس بات پر ہے کہ نئی service شروع کرنا تو دور کی بات، پہلے جو

trainsچل رہی ہیں ان کو بھی روک دیا گیا ہے۔مثال کے لیے Marvi Train جو میر پور خاص سے کھوکھرا پار تک چلتی ہے اور 18 stationsپر عوام کو سہولت فراہم کر رہی تھی، march 2026سے بند کر دی گئی ہے۔ Budgetمیں railway کو جو پیسے دے رہے ہیں، مہربانی کر کے railway کی پٹڑیوں اور service کو بہتر کیا جائے۔

جناب سپیکر! Trackخستہ حال، engineپرانے، منصوبے ادھورے ہوں تو ترقی والی train اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتی۔جناب سپیکر! مزید اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ FBR نے active taxpayers پر late surcharge کی مد میں25,000 روپے کا اضافی surcharge لگا دیا ہے، جو کہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے، جس میں salaried class لوگ سب سے زیادہ متاثر ہوں گے۔ FBR کو چاہیے کہ اپنے tax net کو بڑھائے، بیشک پالیسی لائے، لیکن پہلے taxpayers پر اضافی بوجھ نہ ڈالے۔

یہاں میں حکومت کیsolar panels policy کے بارے میں بھی آپ کو بتاتی چلوں، جس میں ایک طرف solar panels پر tax کم کیا، وہاں دوسری طرف inverters پر tax بڑھا دیا۔عوام کو ریلیف کہاں دیا گیا ہے؟Petroleum levy 117روپے فی لیٹر تک پہنچی ہے اور2026-27میں levy collection کا target 1.6 trillion Rupees کا ہے، جو کہ سب سے بڑا وفاقی non-tax revenueہے، جو وفاقی حکومت کی جیب میں جاتا ہے اور صوبوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔کیا ان پیسوں سے عوام کو ریلیف نہیں دیا جا سکتا؟ مجھے یقین ہے کہ اس کا کچھ حصہ subsidy کی مد میں farming machinery, pesticides and fertilizersکیلئے جا سکتا ہے تاکہ زرعی پیداوار کو boost ملے اور agriculture export میں اضافہ ہو اور importsکم ہوں۔

ہم economic growth کیلئے development Budget کو نہیں ختم کر سکتے، جس سے IMF کو خوش کیا جائے، کیونکہ ہمارا Budget debt servicing میں جا رہا ہے۔

آخر میں، جناب اسپیکر! آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ التجا ہے کہ ایسا کوئی پتھر ایجاد کر دیں جو سب بانٹ کر ساری ناانصافی کو بھول جائیں، کیونکہ جب سے یہ ملک بنا ہے ہم یہی سنتے آ رہے ہیں کہ ملک نازک حالات سے گزر رہا ہے۔خدارا، کیا عوام کے لیے کوئی Budget آئے گا؟افسوس در افسوس۔شکریہ سپیکر صاحب۔

جناب چیئرپرسن: جناب صاحبزادہ صبغت اللہ۔

صاحبزادہ صبغت اللہ: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔(عربی)۔جناب چیئرمین صاحب، بجٹ 2026-27پر بحث جاری ہے اور یہ پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ ماضی میں بھی IMF بجٹ میں مداخلت کرتا تھا اور جو بجٹ بنتے آ رہے ہیں وہ IMF کی شرائط اور conditions کے تحت بنتے آ رہے ہیں، لیکن چار پانچ سال سے جب سے یہ حکومت عوام پر مسلط کی گئی ہے، IMFہمارا بجٹ بناتا ہے اور حکومت اپنی شرائط اور conditionsمنوانے کے لیے منتیں ترلے کرتی رہتی ہے۔

ایک ملک جو اسلام کے نام پر بنا ہے، مملکتِ خداداد پاکستان، بڑے شرم کی بات ہے کہ بجٹ کا چالیسواں حصہ، تقریباً آٹھ ہزار ارب روپے سود کی ادائیگی میں چلا جاتا ہے، اور اللہ کا فرمان ہے کہ جو سود کا کاروبار کرتے ہیں وہ اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ جناب چیئر مین صاحب! کس طرح ممکن ہے کہ یہ ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا، اس سودی نظام کے تحت جو ہم مسلسل قرضے لیتے آرہے ہیں؟ کون ذمہ دار ہے؟ کس نے پاکستان کو قرضوں کی اس دلدل میں دھکیلا ہوا ہے؟

جناب چیئر مین صاحب! عمران خان صاحب اور ان کی حکومت کے خلاف جھوٹا بیانیہ گھڑا گیا کہ عمران خان اور تحریکِ انصاف کی حکومت میں مہنگائی ہے، عمران خان کی حکومت میں معیشت کمزور ہو رہی ہے، عمران خان کی حکومت میں ملک default ہونے جا رہا ہے۔ میں facts and figures اس ایوان میں اور پاکستان کے عوام کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور پھر وہ فیصلہ کریں کہ عمران خان کی حکومت میں ملک default ہو رہا تھا یا آج فارم 47 کی جعلی حکومت میں ملک default کے دہانے پر پہنچا ہوا ہے۔

جناب چیئر مین صاحب! موجودہ حکومت جو یہ بہانہ کر رہی ہے کہ international حالات کی وجہ سے معیشت پر برا اثر پڑا، جو Iran، America، Israel جنگ کے پیچھے چھپنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے، جناب چیئر مین صاحب! جب عمران خان کی حکومت تھی، corona کی وباء کی وجہ سے worldwide economic recession تھا، پوری دنیا میں lockdown تھا، لیکن اس کے باوجود جو economic indicators ہیں، GDP growth rate عمران خان کی حکومت میں 6.1 فیصد تھا، جو اس حکومت میں کم ہو کر 3.4 فیصد پر آگیا ہے اور یہ نوید سنا رہے ہیں کہ ہم اس کو 4 فیصد پر لے آئیں گے۔

جناب چیئر مین صاحب، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو 6.1 فیصد GDP growth rate تھا، تو اس وقت ملک default ہو رہا تھا یا اب جو 3.4 فیصد پر آگئی ہے تو ملک ترقی کر رہا ہے؟ Agriculture growth ہمارے دور میں 4.4 فیصد تھی، موجودہ حکومت میں 2.8 فیصد ہے۔ Indutrial growth 7.2 فیصد تھی، جو کم ہو کر 3.5 فیصد پر آگئی ہے۔ Large Scale Manufacturing growth، جو ہمارے دور میں 10 فیصد سے اوپر تھی، وہ اب کم ہو کر 6 فیصد پر آگئی ہے۔

Exports، جو ہمارے دور میں corona وبا کے باوجود 40 بلین ڈالرز پر پہنچ گئی تھیں اور اس میں 25 فیصد اضافہ ہو گیا تھا، موجودہ حکومت میں یہ کم ہو کر 22 بلین ڈالرز پر آگئی ہیں۔ پاکستان بننے سے لے کر 2022 تک پاکستان پر قرضوں کا کل حجم 44 ہزار ارب روپے تھا، جو صرف چار سال میں بڑھ کر 83 ہزار ارب تک پہنچ چکا ہے۔ جناب چیئر مین صاحب! پیٹرول کا ریٹ، بجلی کا ریٹ، قرضوں کا بوجھ، یہ پاکستان کے عوام خود موازنہ کریں کہ ملک کو کس نے default کے دہانے پر پہنچایا تھا۔

جناب چیئر مین صاحب! موجودہ حکومت کی policies نے ملک کو غربت کی دلدل میں دھکیلا ہے، اور موجودہ حکومت نے عوام کو غربت سے نکالنے کا جو فارمولا بنایا ہے، بڑے شرم کی بات ہے، جناب غربت کا معیار موجودہ حکومت نے 8,500 روپے مقرر کیا ہے کہ جو 8,500

روپے ماہانہ کماتے ہیں وہ غربت کی لکیر سے نیچے ہیں، جو 9,000 کماتے ہیں وہ غربت کی لکیر سے اوپر ہیں، حالانکہ World Bank کی report کے مطابق جو 4 ڈالر یومیہ کماتا ہے وہ غربت کی لکیر سے نیچے ہے، جو کہ ماہانہ 35 ہزار روپے بنتے ہیں۔ لہٰذا موجودہ حکومت نے اس معیار کو کم کر کے پاکستان کی چار کروڑ عوام کو غربت کی لکیر سے اوپر کر دیا ہے۔ یہ ہے موجودہ تجربہ کار ٹیم کی معاشی پالیسیاں۔

جناب چیئرمین صاحب! میں آتا ہوں Development Sector پر۔ اس Budget document میں جو ہمیں "Uraan Pakistan" کا ایک pamphlet دیا گیا ہے کہ بجٹ کا صرف 5 فیصد حصہ development کے لیے رکھا گیا ہے۔ "Uraan Pakistan" میں تو English بہت اچھی لکھی گئی ہے، لیکن اس کا حقیقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ 5 فیصد پر ایک ملک کس طرح ترقی کر سکتا ہے؟ ان حالات میں پاکستان خاک اڑان بھرے گا؟

ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں موجودہ حکومت سے کہ ہم درخواست کرتے ہیں کہ اپنی اڑان تھوڑی نیچی کر لیں، کیونکہ یہ اڑان بھرتے بھرتے پاکستان کو خلاء سے بھی اوپر لے گئے ہیں، جہاں نہ آج بجلی ہے، نہ network ہے، پیٹرول مہنگا ہو چکا ہے، افراط و تفریط ہے، قانون کا کوئی نام و نشان نہیں ہے، دہشت گردی بڑھ رہی ہے، کشمیر، صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان جل رہے ہیں، لیکن ہماری حکومت کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہم درخواست کرتے ہیں کہ اپنی اڑان تھوڑی نیچی کر لیں تاکہ پاکستان کے عوام آزادی سے سانس لے سکیں۔

جناب چیئرمین صاحب! بجٹ میں خیبر پختونخوا، مالاکنڈ Division اور ہمارے اضلاع کے لیے کچھ بھی نہیں رکھا گیا ہے۔ کوئی mega project ہمارے علاقوں کا شامل نہیں ہے PSDP میں، اور یہ پانچواں بجٹ ہے۔ یہ ایک تسلسل ہے کہ پانچ سال سے مسلسل ہمارے علاقوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

پرسوں جناب شہباز شریف صاحب ادھر فرما رہے تھے کہ یہ ایک روٹی ہے، ہم سب بھائی بھائی ہیں، ہم اکٹھے کھائیں گے۔ تو میں شہباز شریف صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس روٹی میں ہمارے لوگوں کا کیا حصہ ہے؟ ہمارے لوگوں کے لیے آپ نے بجٹ میں کیا رکھا ہے؟ یہ بڑی بدقسمتی ہے، جناب چیئرمین صاحب، اگر ہمارے علاقے کے لوگ، اگر مالاکنڈ اور خیبر پختونخوا کے لوگ PMLN کو vote نہیں دیتے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم پاکستانی نہیں ہیں یا ہم محبِ وطن پاکستانی ہیں اور اس قومی خزانے پر جتنا حق لاہور کے لوگوں کا ہے، اتنا ہی حق مالاکنڈ اور دیر کے لوگوں کا بھی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! میں wind up کر رہا ہوں۔ موجودہ حکومت لاکھ دعوے کرے کہ ملک ترقی کر رہا ہے اور economic stability آ رہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ملک اس وقت معاشی بحران اور political instability کا شکار ہے، معیشت نیچے آ رہی ہے، بے روزگاری اور مہنگائی بڑھ رہی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! ملک کی ترقی political stability کے بغیر نہیں ہو سکتی، اور economic stability کے لیے political stability انتہائی ضروری ہے۔ آئیں، تمام stakeholders مل کر ملک کو اس معاشی اور سیاسی دلدل سے نکالیں اور وہ اس وقت ممکن ہے کہ جب پاکستان کے حقیقی لیڈر عمران خان صاحب کی رہائی ممکن ہو۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ آپ کا وقت پورا ہو گیا، چلیں بات مکمل کریں۔

صاحبزادہ صبغت اللہ: یہ تب ممکن ہے کہ تمام اسیران کو رہائی اور تمام پاکستانیوں کو ان کے سیاسی اور آئینی حقوق ملیں۔ جناب چیئرمین صاحب! اگر یہ نہ ہوا تو پاکستان پچھتر سال سے جس نازک موڑ سے گزر رہا ہے تو اللہ نہ کرے کہ پاکستان اسی طرح اس نازک موڑ پر رکا رہے گا۔ آخر میں ایک شعر فارم 47 کی حکومت کے نام کرتا ہوں۔

کب بیٹھے ہیں تخت پر لوگوں کے ووٹ سے

بیچا ضمیر اور حکومت خرید لی

شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: خواجہ آصف صاحب۔

وزیر برائے دفاع (خواجہ محمد آصف): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب چیئرپرسن! میں شروع میں ایک بات کرنا چاہوں گا۔ ہم من حیث البرادری، aisle کے دونوں طرف جو سارے honourable Members بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں نے 35-36 سال میں دیکھی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو criticize کرتے وقت اپنا ماضی بھول جاتے ہیں۔ دونوں sides پر یہ بات apply کرتی ہے اور ایسے ایسے الزامات ایک دوسرے پہ لگاتے ہیں جو ہم پہ خود بھی صادق آتے ہیں، یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ اس august House میں جہاں پاکستان کی for many many decades, leadership بیٹھتی ہے، elected representatives بیٹھتے ہیں، وہاں پہ جب میں کھڑا ہو کے کوئی ایسا الزام اپنے پی ٹی آئی کے بھائیوں پہ لگاؤں جس کا میں خود بھی مرتکب ہو چکا ہوں تو کیا پیغام جائے گا عام آدمی کو، a man in the street کہ ہم کتنے honest ہیں۔ اس لیے debate کے level پہ ایک دوسرے پہ الزامات ضرور لگائیں۔ یہ ایک confession ہے، political worker کی اور میں یہ confession اس لیے کر رہا ہوں کہ کم از کم تھوڑا بوجھ میرے ضمیر کا ہلکا ہو جائے۔ لیکن جب آپ بہانگ دہل سینے پہ ہاتھ مار کے ہمیں طعنہ دیتے ہیں تو کیا بھول جاتے ہیں کہ آپ کے گھر کی چھت کے نیچے honorable parliamentarians وہاں بیٹھ کے Anti-Money Laundering Bill, اس کے علاوہ اور تین چار مجھے legislations یاد ہیں، NAB Law یہ تمام وہاں پہ discuss ہوئے۔

بہر حال یہ ایک المیہ ہے اور یہ میں اس House کے تمام Members کو ایک food for thought دینا چاہتا ہوں کہ سیاست میں نہایت grey areas ہوتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات ان grey areas کو squeeze بھی کیا جا سکتا ہے، ان کو limit اور، shrink بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن ہم ان کو expand کرتے ہیں اور منافقت کی نئی منزلیں طے کرتے ہیں، نئی بلندیوں پر پہنچتے ہیں۔

بہر حال، میں اب جو مختلف اس House میں پچھلے چار پانچ روز میں باتیں ہوئی ہیں، سب سے پہلے جو پاکستان نے diplomatic victory میں اپنا role play کیا ہے بلکہ اس کو victory stand تک پہنچانے میں جس طرح اپنا role ادا کیا ہے، میرا خیال ہے کہ 78 سال میں اس سے زیادہ فخر یہ لمحہ اگر آیا تھا تو وہ ہماری جو بھارت کے خلاف جنگ تھی، اس میں ہماری جیت، جو ہماری اللہ کے فضل سے فتح تھی، وہ تھی۔ ایک سال کے اندر دو مرحلے ایسے طے ہوئے جنہوں نے پاکستان کی عظمت اور عزت و آبرو کو ساری دنیا میں recognize کرایا۔ میں اس کے لیے اپنی افواج کا، افواج کی leadership کا، Field Marshal کا، Prime Minister کا اور جو ساری team ان کے ساتھ جو کام کر رہی تھی، میرا خیال ہے ساری قوم کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے کیونکہ انہوں نے steer کیا نہایت دانشمندی کے ساتھ ایک ایسے مسئلے کو جو بظاہر ناممکن لگتا تھا۔ ناممکن کو ممکن بنایا۔

پانچ گنا بڑے دشمن ہم پر حملہ کیا اور ہم نے اس کو مٹی میں رول دیا۔ کل مودی نے بیان دیا ہے، مبارک دے رہا ہے وہ President Trump کو۔ اس کو اتنا دل گردہ نہیں ہے کہ اس میں پاکستان کا نام شامل کرے جس کی چھپر چھاؤں کے نیچے یہ سارا کچھ ہو رہا ہے اللہ کے فضل و کرم سے۔ یہ لمحات قوموں کی تاریخ میں بڑی بڑی مدت کے بعد آتے ہیں، صدیوں کے بعد آتے ہیں اور پھر تاریخ کے سنہرے حروف بن جاتے ہیں۔ ہم سب کو فخر کرنا چاہیے۔ یہ فخر ہمارا common ہے۔ یہ اگر پاکستان کا نام اونچا اور عزت میں اضافہ ہوا ہے تو سارے پاکستانیوں کے لیے، ان کی سیاسی سوچ کیا ہے، ان کو وفاق سے اور صوبوں سے شکایتیں ہیں، کسی سے بھی شکایتیں ہیں، لیکن میرا خیال ہے کہ These moments of jubilation should be celebrated as a nation, as one entity.

جناب والا! اس کے بعد میرے بہت سے colleagues نے بلوچستان کی very rightly, very justifiably situation discuss کی ہے۔ یہ situation کل پرسوں ترسوں unfold یا پیدا نہیں ہوئی۔ اس میں بہت سے لوگوں کی contribution ہے۔ میں کسی کا نام نہیں لوں گا، بات partisan ہو جائے گی لیکن یہ سب کی responsibility ہے۔ اگر بلوچستان میں آج راستے محفوظ نہیں ہیں اور دہشتگردوں نے highways اور سڑکوں کو unsafe بنایا ہوا ہے travel کے لیے اور دہشتگردی کے وہاں پر واقعات ہوتے رہتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک collective responsibility پھر اسی House اور اسی ایوان کی ہے۔ میں اپنے اس طرف aisle کے اس طرف کے بھائیوں کو accuse کروں کہ آپ کے دور میں کیا ہوا تھا یا وہ ہمیں accuse کریں، لیکن it goes back to 50s جہاں پہاڑوں سے لوگوں کو نیچے بلایا گیا اور ان کے ساتھ جو بھی agreement ہوا تھا اس کو reneged کیا گیا اور وہاں

سے یہ سارا سلسلہ شروع ہوا جس میں کبھی امن ہوا کبھی بدامنی ہوئی۔ لیکن اگر کوئی اس کا solution ڈھونڈنا ہے تو وہ collectively ڈھونڈنا پڑے گا۔ یہ نہیں کہ ہم اپنا دامن آگ سے بچاتے رہیں، چاہے کسی اور کا دامن اس آگ سے جل جائے۔ یہ مسئلہ کسی ایک party یا ایک صوبے کا نہیں ہے۔ اگر بلوچستان میں problems ہیں دہشتگردی ہے وہاں پہ تو میرا خیال ہے کہ ہم سب کی collective ذمہ داری ہے اور اس کا حل ہونا چاہیے اور ایسا حل ہونا چاہیے جو بلوچستان کی عوام کو چاہے وہ پشتون ہیں یا بلوچی ہیں ان کو acceptable ہو۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ایران کے ساتھ ہمارے جو تاریخی تعلقات ہیں، ان میں نہایت ہی خوشگوار developments ہوئی ہیں پچھلے چند مہینوں میں یا ایک دو سال میں۔ جو ہمارے تعلقات میں بہتری آئی ہے، ان پہ relax sanctions ہو رہی ہیں۔ ان کی تیل اور گیس کی exports پہ پابندیاں ہٹائی جائیں گی۔

تو میرا خیال ہے کہ پاکستان can benefit from this change immensely، اور سب سے بڑا beneficiary اس کا بلوچستان ہوگا۔ تو let's see how can we proceed in this direction so that we can maximize our dividends.

افغانستان کا مسئلہ، بہت سے لوگوں نے شکایت کی کہ ہمیں افغانیوں سے negotiate کرنا چاہیئے، اور ہماری approach شاید impersonal ہے اور ہم ان سے directly approach نہیں کر رہے۔ اس پہ بڑی detail بات، میرے چھوٹے بھائی ہیں، لیکن میں ان کو بزرگ سمجھتا ہوں، مولانا فضل الرحمن صاحب نے بھی ذکر کیا، وہ وہاں پہ گئے بھی تھے۔

یہ افغانستان کا مسئلہ جو ہے، directly پاکستان میں دہشت گردی، چاہے وہ بلوچستان یا KP میں ہو رہی ہے، دونوں مسئلوں کا منبع یا جو origin ہے وہ افغانستان میں ہے۔

یہ شکایت کہ ہم نے ان سے رابطہ نہیں کیا۔ جناب عالی! دو دفعہ تو میں خود گیا ہوں کابل۔ دونوں دفعہ اچھی خاصی senior delegation کے Members تھے، اور پوری leadership کے ساتھ مذاکرات ہوئے۔ میرے ساتھ DG ISI تھے اس وقت کے، تین سال پرانی بات ہے۔ وہ ہر بات مانتے تھے، لیکن اس بات پہ اصرار کرتے تھے کہ ہم in writing آپ کو کچھ نہیں دے سکتے۔

ہم سے دس ارب روپے انہوں نے مانگا، ہم دینے کو تیار تھے، لیکن ساتھ ضمانت چاہتے تھے کہ یہ لوگ اگر کہیں پہ settle بھی کیے جاتے ہیں، دور دراز علاقے میں افغانستان کے یہ دس ارب روپے کھا پی کے واپس دوبارہ ہماری سرحد کے قریب نہ آ کر بیٹھ جائیں۔

اس کے بعد میں کابل کے علاوہ ترکیہ اور قطر میں بھی ان کو ملا۔ پوری پوری رات، پورا دن negotiations ہوتی رہیں۔ اس میں شامل تھے ترکیہ کے very high powered delegation، قطر کے high powered جو وہاں پہ dignitaries ہیں، وہ اس میں

شامل تھے، لیکن وہ مذاکرات نتیجہ خیز نہ ثابت ہوئے۔ Minister of Defense جو ملا عمر کے فرزند ہیں، وہ اس delegation کو lead کر رہے تھے۔ وہ نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئے۔

ہم ہر چیز ان کی تسلی کے مطابق کرنے کو تیار ہیں، لیکن اس کے عوض میں ہم ایک guarantee اور ضمانت چاہتے تھے کہ ہم جو کریں گے، اس کے بعد ان کی سرزمین ہمارے خلاف استعمال نہیں ہو گی۔ ہمیں صرف یہ چاہیئے۔

جناب چیئرمین! ہم نے چالیس پچاس سال ان کی میزبانی کی ہے۔ ہماری سرزمین، دنیا میں تمام جگہ امن ہو چکا ہے، اب تو اللہ کے فضل سے ہماری اور ہمارے بھائیوں کی کوششوں سے، Gulf میں بھی امن ہو رہا ہے، لیکن ہماری سرزمین پر آج بھی امن نہیں ہے۔

چار ہزار تین سو سترہ ہمارے جوان شہید ہوئے ہیں اس دہشت گردی کی جنگ میں، 2022 سے لے کے آج تک۔ چار ہزار، جن میں ہمارے فوجی، LEAs اور civilians بھی ہیں۔ بہت بڑی قربانی ہے۔ اور یہ ہمارے لوگ کن کے ہاتھوں شہید ہو رہے ہیں؟ وہ لوگ جو پینتالیس سال ہمارے مہمان رہے۔ جناب چیئرمین! انہوں نے نمک کھایا میری مٹی اور آپ کی مٹی کا، اور ہم سب کی مٹی کا۔ یہ گلے کاٹتے ہیں، مسجدوں میں، امام بارگاہوں میں۔

ہمیں کہا جاتا ہے کہ ان سے بات کریں۔ ہم نے بات کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، تین دفعہ نہیں۔ میں گیا، Foreign Minister گئے، high level intelligence officers گئے، ہماری فوج کی قیادت گئی، لیکن کسی بات کی ضمانت نہیں ہے۔ کوئی ضمانت تو دے۔

میں نہیں کہتا کہ یہ سارا اس میں ہماری پالیسی جو تھی، 80 کی، اور اس کے بعد اس صدی کے جو پہلی دہائی تھی یا دوسری دہائی تھی، جس میں ہم نے امریکہ کی proxy بن کے سوچا کہ ہمیں کچھ بہت زیادہ، ہماری لاٹری نکل آئے گی۔ ہم امریکہ کی proxy بنے، 80 کی دہائی میں۔ Pakistan became a battleground and who won that war?

جو لوگ یہاں پہ آئے تھے، ہمیں استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد وہ سارے خیر خیریت سے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ جو ملبہ اور اسلحہ وہ یہاں چھوڑ گئے تھے، اس کے تمام تر جو منفی اثرات تھے، اس کو پتہ نہیں کب تک ہم اس کو بھگتتے رہیں گے۔

اس لیے گفت و شنید اگر کوئی بھی کرنا چاہتا ہے جس کی میرے ساتھی نے یہاں پہ نشاندہی کی ہے، اگر وہ بھی ضمانت لے لیں، وہ بھی جرگہ بنا کے وہاں پہ چلے جائیں تو ہم تیار ہیں، لیکن بغیر نتیجے کے نہ آئیں پھر یا اگر نتیجہ لے کے آئیں تو اس کی ضمانت بھی لے کے آئیں، کیونکہ ہم سارا کچھ کر چکے ہیں اور ناکام ہوئے ہیں۔ ان سے کوئی ضمانت یا کوئی وعدہ یا کوئی surety لینے میں۔

Point scoring کے لیے یہ مسئلہ نہ استعمال کریں۔ دو نسلیں alreadyاس کے نتائج بھگت رہی ہیں، اور خدا نخواستہ امکانات موجود ہیں کہ آنے والی نسلیں بھی اس کے نتائج بھگتیں گی۔ جو ہم نے 70sمیں فیصلے کیے، 80sمیں فیصلے کیے، جنرل مشرف کے وقت فیصلے کیے، یہ اس کا dividend ہے۔ یہ چار ہزار تین سو سترہ، پچھلے ساڑھے تین سال میں جو شہید ہوئے ہیں،

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں

تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

یہ لوگ کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کریں ۔ میں نے پرسوں اکیس جنازے بھگتے ہیں۔ اکیس جنازے۔ Prime Minister, Field Marshal and all the military and civilian قیادت وہاں پہ موجود تھی، جن میں دو مسیحی تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہو رہے ہیں۔ چار، چار دن کی شادی ہوتی ہے اور ان کو recall کر لیا جاتا ہے کہ واپس آ ؤ جی، افغانستان کے بارڈر کے اوپر آپ کی posting ہے ہمارے پاس۔

یہ تمام ہمارے MNAs اس بات کی گواہی دیں گے۔ ہمارے پاس روزانہ بندے آتے ہیں: "ہماری transfer کرادیجئے جی، ہم نے بلوچستان نہیں جانا، پنجاب میں جانے کو تیار نہیں ہوتا، ملتان نہیں جانا۔"

میرے سیالکوٹ کے لوگ ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھ کر ڈیوٹی کر لیں۔ یہ جو سیاچن پہ کھڑے ہیں، یا یہ جو افغان سرحد پہ کھڑے ہیں، بلوچستان میں بھی اور KP میں بھی، یہ لوگ بھی تو انسان ہیں۔ ان کے والدین بھی ہیں۔ زیادہ تر ان میں ایسے جوان ہیں جن کے والدین بھی اس وقت زندہ ہیں، اللہ کے فضل سے۔

یہ قربانیاں ضرور رنگ لائیں گی، رائیگاں نہیں جائیں گی۔ جنگ یہاں لڑی جا رہی ہے،

(مداخلت)

خواجہ محمد آصف: کراچی میں نہیں لڑی جا رہی۔ اس لیے آپ معاف کیجئیے گا،

جنابِ چیئرمین، یہ insensitivity جو ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی عزت بخشی ہوئی ہے کہ ہم ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن کیا ہم اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں؟ نہیں کر رہے ہیں۔ ہم شکایت کرتے ہیں کہ power centers کہیں اور shift ہو گئے ہیں۔ کیوں shiftہو گئے ہیں؟ یہ ہماری وجہ سے shift ہوئے ہیں۔ کوئی قبضہ تو نہیں کیا کسی نے آ کر۔ Establishmentکا طعنہ دیا جاتا ہے۔ مجھے اس ایوان میں ایک پارٹی بتا دیں جو اس گناہ میں شامل نہیں رہی، اور اس کے بعد ہم criticizeاس طرح کرتے ہیں کہ ہم صاف شفاف ہیں۔ بلکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ مجھے طعنہ دیا جاتا ہے۔ let's face a reality ، یہ کسی سیاسی جماعت کے شہید تو نہیں ہیں، یہ فوج کے شہید ہیں جن کو ہم Establishment کہتے ہیں۔ 4316 شہید، ساڑھے تین سال کے اندر ہیں، انہوں نے اپنی وفا کی داستان اپنے خون کے ساتھ رقم کی ہے۔

میں کوشش کر رہا ہوں کہ میں کوئی اختلافی بات نہ کروں، بات ایسی کروں جس پر ہم سب agree کر سکیں، otherwise میں اختلافی باتیں کرنے میں خاصہ ماہر ہوں، مجھ سے زیادہ کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جناب سپیکر! اب میں آزاد جموں و کشمیر کی طرف آتا ہوں۔ آزاد جموں و کشمیر میں کھیل کھیلا جا رہا ہے، اس کے تانے بانے یا تو برطانیہ میں بیٹھ کے وہ لوگ جن کے پاس برطانوی شہریت ہے ان کے ہاتھوں میں ہیں ان کی باگ ڈور ہے یا ان کی معرفت ہندوستان کے ہاتھوں میں ہے۔ کسی کو اس میں شک نہیں ہونا چاہیئے۔ بات صرف اتنی ہے، میں نے پہلے بھی اس House میں کہا تھا کہ 12 سیٹیں ہیں ان کی جو پاکستان میں مہاجرین بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ difference یا تفریق ہے، مہاجرین جو مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے آئے ہیں وہ آزاد کشمیر میں بھی ہیں، لیکن آزاد کشمیر میں ان لوگوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے جو وہاں کے رہنے والے ہیں، انہوں نے کوئی خون کی لکیر cross نہیں کی۔

میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ میرے حلقے میں، میری سیالکوٹ تحصیل میں you know it better، ارمغان سبحانی صاحب کا اور میرا حلقہ آزاد کشمیر کی ایک سیٹ بناتا ہے۔ وہ مہاجر ہیں، انہوں نے، خون کے ساتھ قیمت ادا کی ہوئی ہے، وہ پاکستان کی سرزمین پر سربسجود ہوئے جب انہوں نے بارڈر کراس کیا۔ ہر گھر میں ایک داستان ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ان کی سیٹیں ختم کر دو۔ چودھری غلام عباس صاحب مرحوم، ان کو کشمیر کا قائد ملت کہا جاتا ہے، وہ بھی ان مہاجرین کی سیٹ سے elect ہوئے تھے۔ K.H. Khurshid ایک اور بہت بڑے کشمیری لیڈر بھی تھے، کشمیر کے President بھی رہے وہ بھی اس مہاجرین کی سیٹ سے elect ہوئے۔

مقبول بٹ شہید، جس کو تہاڑ جیل میں پھانسی دی گئی، وہ بھی مہاجرین کی سیٹ سے elect ہوئے۔ How can you disenfranchise these people, who have paid the highest price for their freedom? You cannot. Just because some foreign-funded تنظیم جس کی کوئی political commitment نہیں ہے اور وہ blackmail کر رہے ہیں۔ اُن کے تمام تر مطالبات منظور کیے گئے۔ آج سے میرا خیال ہے سال ڈیڑھ سال پہلے کی بات ہے یا 7 مہینے پہلے، let them decide کہ let's hold the elections آزاد کشمیر کی عوام جو وہاں پر رہتی ہے اور وہ مہاجرین جو پاکستان میں رہتے ہیں کس کو ووٹ دینا ہے، کس کو نہیں دینا تو نئی اسمبلی جب بنے گی تو وہ decide کر لیں۔ یہ کوئی mob کو اختیار نہیں دیا جا سکتا، یہ جلسے جلوسوں کو اختیار نہیں دیا جا سکتا۔ ایک قانونی آئینی ادارے کو یہ ضرور اختیار دیا جا سکتا ہے۔ ایک میرے بھائی نے یہاں بھی کہا کہ اسی basis پر جو پشتون ہیں ان کو بھی ووٹ کا حق دیا جائے جو کراچی میں رہتے ہیں یا سندھ میں یا بلوچستان میں رہتے ہیں۔ الحمدللہ، میرے اپنے حلقے میں پشتونوں کی ایک بڑی آبادی ہے۔ وہ وہاں کے ووٹر ہیں، وہاں کے شہری ہیں، پنجاب کے ساتھ ان کی شناخت ہے، اُن کے اسلاف کی شناخت بھی قائم و دائم ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے مطالبات تفریق تو ضرور پیدا کر سکتے ہیں، political angling تو ہو سکتی ہے، لیکن اس سے کوئی اس طرح کا مسئلہ نہیں بن سکتا جس سے معاملات حل ہوں۔

اگر کوئی پنجابی جا کر پشاور میں رہتا ہے، وہاں کا باسی بن جاتا ہے، رہتے ہیں، اس فیڈریشن نے تاریخ میں بہت سے نازک لمحات گزارے ہیں۔ ہم بجائے اس کے کہ شکست وریخت کا باعث بنیں، یہ سارے پاکستان کا ہاؤس ہے، یہ وفاق کی علامت ہے۔ یہ اپنے صوبوں کے حقوق کی بات ضرور کریں، لیکن زبان وفاق کی استعمال کریں۔ صوبائی اسمبلیاں موجود ہیں، وہ بھی آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے صوبے کی بات کر سکتی ہیں، یہ ان کا حق ہے، undeniable حق ہے لیکن یہاں political angling کے لیے، political posturing کیلئے اگر ہم ایسی باتیں کریں گے تو عام آدمی کا وفاق پر یا خدانخواستہ اس وطن پر ایمان کمزور ہو جائے گا۔

جناب چیئرپرسن! ہم جس دور سے بھی گزر رہے ہیں وہ celebrate کرنے کا دور بھی ہے۔ ہماری کامیابیاں ہیں۔ ہم نے جب پہلا بجٹ پیش کیا، یہ تیسرا بجٹ آیا، we were insolvent، ہم دیوالیہ ہو چکے تھے۔ ہر وقت یہ خطرہ تھا کہ آج دیوالیہ ہوئے یا کل ہو جائیں گے۔ ہمیں IMF نے bailout کیا، سخت شرائط ہیں، ہم بھگت رہے ہیں، لیکن ہم insolvency سے آج solvent ہو گئے ہیں۔ ہماری economy سانس لے رہی ہے، وہ ICU سے نکل چکی ہے۔ میں نہیں کہوں گا کہ ہم نے آسمان کی بلندیوں کو چھو لیا ہے، لیکن ہماری trajectory اس بات کی شہادت یا گواہی دیتی ہے کہ ان شاءاللہ ایک دو سال میں ہم کسی ایسی منزل تک ضرور پہنچ جائیں گے جہاں پاکستان جس طرح میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ 6.7 فیصد یا 7 فیصد growth rate پر پہنچیں گے۔ جہاں پیٹرول کی prices کا کہا جاتا ہے کہ 200 روپے کم ہونی چاہئیں، ابھی international market میں قیمت اتنی کم نہیں ہوئی، we are still waiting ان شاءاللہ ضرور نیچے آئیں گی اور اس کا فائدہ عام آدمی کو ملے گا۔ اس میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہئیے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہاں پر levy کی اور inbuilt جو taxation ہے، multiple taxation ہے۔ 6,7 تو نہیں، 20,25 قسم کے taxes ہیں۔ آپ بجلی کا bill اٹھائیں، telephone کا bill اٹھائیں، دودھ کا ڈبہ اٹھائیں، بچے کے دودھ کا ڈبہ اٹھائیں، ان سب میں یہ چیزیں built in ہوئی ہیں۔ We have to get rid of all these things and become solvent. اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہر شخص، میں بہت حق میں ہوں کہ tax کی شرح ایسے level پہ آئے کہ جہاں پہ 25 کروڑ یعنی پوری کی پوری عوام tax دینے پہ تیار ہو جائے، چہ جائیکہ ایسی سطح پہ رکھا جائے کہ وہ prohibitive بن جائے۔ لوگ tax چوری کے طریقے نکالیں۔ ہم کیوں لوگوں کو مجبور کریں کہ tax چوری کے طریقے نکالیں؟ ہم tax کو ایک ایسے level پہ لے کر جائیں جہاں پہ ایک inclusive فضا create ہو اور لوگ فخر کے ساتھ tax دیں کہ I am contributing towards the national economy. میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں، جو قوم کا یا ملک کا مجھ پہ حق ہے، میں وہ حق ادا کر رہا ہوں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلاَّ الْبَلاَغُ الْمُبِينُ۔

جناب چیئرپرسن: جی، Thank you۔ جناب محمد جاوید حنیف صاحب۔

جناب محمد جاوید حنیف خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ چیئرمین صاحب! صبح سے انتظار کر رہے تھے آپ کی مہربانی کا۔ Budget کا document، یہ reflect کرتا ہے کہ State اپنے لوگوں کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔ This is a moral document also۔ یہ بتاتی ہے کہ جی آپ اپنے لوگوں کے ساتھ justice کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے۔ غریبوں کے ساتھ آپ کا کیا رویہ ہے؟ Tax کا burden جن لوگوں پر ہے، ان کے ساتھ آپ کا کیا رویہ ہے؟ یہ regional disparity کے بارے میں بھی بتاتا ہے کہ آپ کس علاقے کو favour کر رہے ہیں اور کس علاقے کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔ یہ جو Budget ہے اس سال کا، یہ many counts پر جو issues ہیں، ان کو address کرنے میں ناکام ہو گیا ہے۔ غریبوں کے issues کو address کرنے میں ناکام ہو گیا ہے۔ Development کی side پر یہ ناکام ہو گیا ہے۔ Social protection کے لیے، غریبوں کے لیے، یہ ناکام ہو گیا ہے۔ Regional disparity پر آئیں تو کراچی کے لیے ناکام ہو گیا ہے۔ کراچی جو اس ملک کا economic hub اور industrial hub ہے، کراچی چلتا ہے تو ملک میں export بھی ہوتی ہے revenue generate بھی ہوتا ہے اور غریب لوگوں کو employment ملتی ہے۔ لیکن اس Budget کے اندر، جب میں دیکھتا ہوں تو مجھے کراچی کا نام نظر نہیں آتا۔

Development side پر کراچی کو، آپ کا Budget کا 1000 billion ہے، اس میں سے کراچی کو آپ نے 22 billion روپے دیے ہیں، یعنی 2.2 % دیا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ صوبوں کی طرف تو ہم ویسے ہی نہیں دیکھتے ہیں اور Federal Government ہمیں اس وقت ہزار billion میں سے صرف 22 billion دے رہی ہے، 2.2 % ۔ جو کراچی کے projects ہیں، K-IV پینے کے پانی کا سوال ہے۔ کراچی کے لوگ پیاسے مر رہے ہیں۔ روز وہاں پر لوگ مظاہرے کرتے ہیں، لڑتے ہیں ایک دوسرے سے۔ لوگوں کو پانی نہیں ملتا، tankers سے خریدتے ہیں، tankers سے بھی نہیں ملتا۔ گندا پانی پینے پہ مجبور ہیں اور یہاں کسی کو احساس ہی نہیں ہے۔ ہم چیخ چیخ کے مر گئے لوگوں کے سامنے کہ K-IV کو complete کیا جائے۔ ہم صوبے میں بھی کہتے رہے K-IV کو complete کرنے کے لیے۔ جو کہ آج سے 3 سال پہلے complete ہو جانا چاہیے تھا۔ 2001 سے چل رہا ہے۔ اس وقت اس کو 70 ارب روپے کی ضرورت ہے۔ آپ نے کتنے پیسے رکھے ہیں وہاں پر؟ 10 ارب روپے۔ کیا سوچ کر رکھے گئے ہیں یہ پیسے؟ کتنا عرصہ، کوئی 10,20 سال ہمیں پیاسا ماریں گے آپ۔ آپ ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ یہاں بیٹھ کر آپ لوگ جو ہیں ہمیں لگتا ہے کہ ہم اجنبی ہیں اس حال کے اندر جتنے بھی لوگ ہیں۔ ہماری بات کوئی سننے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ ایوانوں میں جاؤ، دروازوں پہ جاؤ، کوئی چیز سننے کو تیار نہیں ہے۔ پینے کا پانی، آپ roads بنا رہے ہیں، آپ نئے dam بنا رہے ہیں، ضرور بناؤ dam بھائی، dam بننے سے پہلے پینے کا پانی تو دو۔ پینے کا پانی نہیں دیتے ہیں آپ، اس کے بعد آ جائیں۔

کراچی کا سمندر تباہ ہو رہا ہے۔ 500 million gallon daily پانی جاتا ہے، اس کے ساتھ sewerage water جاتا ہے۔ وہ سمندر کالا پڑ گیا ہے، سارا کا سارا۔ جو Life ہے اس کے اندر aquatic life مر رہی ہے۔ ساری چیزیں مر رہی ہیں۔ کسی کو احساس ہی نہیں

ہے۔آج سے کوئی 15سال پہلے project شروع کیا گیا تھا۔اس طرح کا کوئی TPF project تھا، جس میں آدھے پیسے Sindh Governmentنے دینے تھے،آدھے پیسے Federal Government نے دینے تھے۔آج تک اس کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا ہو رہا ہے اس کے اندر۔ Federal Government کی طرف سے ایک روپے کی investment نہیں ہے اسprojectکے اندر۔صوبائی گورنمنٹ تو بھول ہی جاتی ہے کراچی کے بارے میں جب کوئی مسئلہ آتا ہے تو۔وہ project پچھلے17,18سال سے رُل رہا ہے۔کوئی کام نہیں ہو رہا ہے اس کے اوپر وہ اسی طرح پڑا ہوا ہے اور کراچی کا پانی کالے سے کالا ہوتا چلا جا رہا ہے۔وہاں marine life ساری تباہ ہو رہا ہے، environmentتباہ ہو رہا ہے۔یہاں بھی زور ہوتا ہے کہ climate change ہو رہا ہے، environmentکو بہتر کرنے کی باتیں ہیں۔کسی کو پرواہ نہیں ہے اس کی۔

ایک اور project تھا کراچی کا، کہ جوfactories سے chemical effluent نکلتا ہے،اس کے treatment plantبنانے تھے۔6 plant تھے،6 industrial area ہیں کراچی کے۔یہ بھی آج سے کوئی،15سال پہلے شروع کیا گیا تھا۔اس میں بھی یہی تھا کہ آدھی funding Federal Government کرے گی،آدھی funding Provincial Government کرے گی۔نظر ہی نہیں آتا، کتابوں میں ہی نہیں ہے وہ۔ڈھونڈ کے میں نے بہت کوشش کر لی،ڈھونڈ کے نکالوں کہ اس پر کیا ہو رہا ہے۔کتابوں کے اندر ملتا ہی نہیں ہے۔وہ بند کر دی ہیں، نہیں دے رہے ہیں پیسے اس کے لیے بھی۔

نتیجہ کیا ہو رہا ہے؟ بیماریاں ہیں، contaminationہے اور یہ پانی بھی سمندر میں جا رہا ہے۔کوئی نہیں پوچھتا، کسی کو پرواہ نہیں ہے اس کی۔اور یہ ایسا ہی نہیں ہے کہ کسی کو کہا نہ گیا ہو۔ہر دروازے کو جا کے کھٹکھٹایا ہے ہم نے، ہر دروازے پہ بات کی ہے،اوپر سے لیکر نیچے تک، لیکن احساس ہی نہیں ہے۔1000,1200 kilometerدور ہے،آپ لوگوں کو نظر ہی نہیں آتا ہے۔

Justiceنہیں ہے۔اس پورے، یہ جو Budget ہے، یہ distributive justice کا نام ہے۔اس کا ایک moral conductہوتا ہے کہ ہر ایک کو اس کا حق دیا جائے۔آپ اس کو حق دینے کو تیار ہی نہیں ہیں کسی بھی طریقے سے۔ CPEC کے پیسے آتے ہیں،ان سے آپ Orange lineبنا لیتے ہیں۔ Circular Railway پچھلے پچاس سال سے رُل رہی ہے۔کبھی CPEC میں لے کے جاتے ہو، کبھی ADP میں لے کے جاتے ہو، کبھی public private partnership میں لے کے جاتے ہو۔کوئی اس پر کام نہیں ہو رہا، کچھ نہیں ہو رہا۔کیونکہ وہ غریبوں کا علاقہ ہے،اس کو پوچھنے والا نہیں ہے۔کوئی Political اس کی آواز نہیں ہے وہاں سے،وہ انسان نہیں بستے؟ ہر کاغذ میں ،میں نے ڈھونڈا آپ کے، کسی کاغذ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔40 سال سے اس پر کام ہو رہا ہے۔بھائی، کاغذوں میں تو رکھو اس کو۔کام نہیں کرتے تو کاغذوں میں سے ہی نکال دیا ہے۔Red Line، بڑی مہربانی کی پیپلز پارٹی کی Government نے،بنانے کی کوشش کر رہی تھی۔سب کرپشن کی نظر ہو گیا، inefficiencyکا، bad designingکا،سارا پراجیکٹ رُل رہا ہے اور کراچی کے لوگ suffer کر رہے ہیں۔وہ کہا جاتا تھا

کہ Strait of Hormuz کھلے گی، یا Red Line کھلے گی۔ Strait of Hormuz تو کھل گئی، Red Line ابھی تک نہیں کھلی ہے۔ Yellow Line، اس میں ایک ٹکے کا کام نہیں ہے۔ اس کا Project Director جو سترہ ارب روپے لے کے بھاگ گیا ہے اور اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔ آپ efficiency دیکھیں وہاں پر۔ ابھی شاید پکڑ لیا ہے اس کو اور بتائے گا کہ کس کس نے پیسے کھائے ہیں اس میں۔ بڑی مہربانی کی تھی نواز شریف صاحب نے کہ وہاں Green Line چل رہی ہے۔ اس کی extension ہونی ہے، اس کے لیے دو flyover بننے تھے۔ ہم نے request کی، اس کے لیے 2.5 billion چاہیئے، وہ دے دیں اس کے لیے۔ انہوں نے وعدہ بھی کیا۔ کاغذوں میں دیکھا لیکن کہیں نظر ہی نہیں آ رہی ہے۔ دھوکہ کرتے ہیں ہمارے ساتھ۔ آپ کی کوئی economic activity اور اس ملک کی economic revival اور growth اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی، جب تک کراچی پورٹ کو آپ connectivity نہیں دیں گے۔ اس وقت حال یہ ہے کہ کراچی پورٹ کو کسی سائیڈ سے کوئی connectivity نہیں ہے۔

کراچی پورٹ سے ہزاروں trailers اور tankers نکلتے ہیں اور وہ شہر کے بیچ میں گھومتے ہیں اور روزانہ بیچارے لوگ مارے جاتے ہیں۔ ادھر بھی دو تین projects تھے، ان کا بھی حال یہ ہے۔ Railway Freight Corridor، یہ بھی پچھلے بیس سال سے چل رہا ہے۔ Feasibility studies ہو رہی ہیں۔ کبھی PPP Government میں ہوگا، کبھی کسی Government میں ہوگا۔ وہ بھی میں ڈھونڈ رہا تھا کاغذوں میں، مجھے نظر نہیں آیا۔ کوئی اس کے اوپر کچھ نہیں کیا گیا۔

Lyari Elevated Expressway، پچھلے دنوں یہ project تھا Exim Bank سے۔ Korean Exim Bank نے اس کی study کی تھی اور یہ project بنتا تھا۔ آج میں نے دیکھا کہ وہ project کاغذوں کے اندر سے نکل گیا۔ جی کیا ہوا؟ کہ جی صوبہ کرے گا۔ صوبہ سے دو ٹکے کا کام نہیں ہوتا، وہ کیا کر کے دے گا سو بلین کا M-9۔ پراجیکٹ نام پر آپ نے انہیں کھٹارا روڈ دے دیا ہے۔ ہم نے بات کی، انہوں نے agree بھی کیا کہ new alignment بنائیں گے۔ کہا گیا کہ اس کی feasibility studies شروع ہوں گی۔ پھر میں نے دیکھا، کاغذوں کے اندر کوئی ذکر نہیں ہے۔ Northern Bypass، روز لوگ لٹتے ہیں وہاں پہ۔ اس کو Motorway میں convert کرنا تھا M-10 کے نام سے کوئی allocation نہیں، کوئی نام نہیں، کوئی چیز نہیں۔ کیا کر رہے ہو آپ لوگ ہمارے ساتھ؟ کراچی آپ کو resources اور نچوڑنے کے لیے چاہیئے۔ یہ کیا model ہے؟

یہ extractive model ہے کہ آپ extraction کرتے ہیں وہاں سے اور invest barely کرتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں colony، colonial model، بنایا ہے آپ لوگوں نے کراچی کو۔ وہاں سے resources لے کے آ رہے ہیں۔ unjust NFC formula کے تحت آپ آپس میں distribute کر لیتے ہو۔ اس میں ہماری آواز ہی نہیں ہے۔ جو سب سے زیادہ پیسے دیتا ہے، اس کو NFC میں بیٹھنے کی اجازت ہی نہیں ہے، اس کی آواز ہی نہیں ہے۔ کوئی ہم سے پوچھے کہ ہمارا پیسہ آپ لوگ کیسے استعمال کر رہے ہو۔ کراچی کو آپ نے

حوالے کر دیا ہے کہ جس کا جی چاہے لوٹے، جو چاہے برباد کرے۔ Law and Order نہیں ہے، اور روزانہ لوگ مر رہے ہیں۔ وہاں روز snatching اور killing ہوتی ہیں۔ روڈوں کا حال یہ ہے کہ آپ دو سو فٹ بغیر گڑھوں کے سفر کر نہیں سکتے۔ Contaminated water ہے، صاف پانی نہیں ہے اور لوگ پانی کے لیے ہر محلے کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ Transport کا کوئی نظام نہیں ہے۔ پندرہ بسیں EV کے نام پر لا کے کھڑی کر دی گئی ہیں۔ 1980 میں 5 ہزار بسیں چلتی تھیں۔ آج وہ 15 بسیں لا کر کہتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔ کیا چاہتے ہیں آپ اس شہر کے ساتھ؟ آپ اس شہر کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔ یہ کب آپ کی عقل میں آئے گا؟ کراچی کا infrastructure, industrial area میں چلے جاؤ، دو قدم آپ گڑھوں کے بغیر نہیں چل سکتے۔ یہ وہی industries ہیں اور یہ وہی Port ہے جس سے ninety percent export ہوتی ہے۔ Export-led growth کی بات کرتے ہو، Port ہی connected نہیں ہے اور truck جاتا ہے اور وہاں پر کھڑا ہو جاتا ہے، delay ہوتا ہے آپ کی export میں اور اس کی cost پڑتی ہے۔ آپ کو کب عقل آئے گی؟ وہاں industrial area کو کوئی understand نہیں کرتا، نہ صوبائی حکومت کرتی ہے اور نہ Federal Government کرتی ہے۔ پانی بارہ سو cusecs چاہیئے K-4 کے لیے۔ وہ کہتے ہیں Federal Government سے مانگو۔ Federal Government کہتی ہے ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہم بیچ میں لٹک گئے ہیں اس طریقے سے۔ پانی نہ ادھر والے دیتے ہیں۔ صوبے کا کام ہے پانی دینا لیکن وہ تو ownership لینے کو تیار نہیں ہے۔ بھائی، آپ ہمارے ساتھ کیا کرنا چاہ رہے ہو؟ Governance کا نظام اس قسم کا ہے۔ سن لیں، کبھی کبھی ہم بات کرتے ہیں، آپ لوگ ہماری بات کب سنتے ہو؟ Governance کا نظام اس طرح کا ہے کہ ہماری آواز ہی نہیں ہے۔ آپ کیا چاہتے ہو ہم سے؟ مر جائیں ہم لوگ؟ اس نظام میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ کسی جگہ پر ہماری آواز نہیں سنی جاتی، نہ صوبے میں، نہ Federal Government میں۔ کدھر جائیں ہم؟ سمندر میں چلے جائیں؟ پتا نہیں یار، کیا چاہ رہے ہو آپ لوگ؟ صوبہ کیا چاہتا ہے؟ Federation کیا چاہتی ہے؟ کدھر لے کے جا رہے ہو ہم لوگوں کو؟ ہمارے نوجوانوں کو کیا سکھا رہے ہو آپ لوگ؟ کوئی نوکری نہیں ہے۔ نہ Federal Government میں نوکریاں ہیں ہمارے لوگوں کے لیے اور نہ Provincial Government میں نوکریاں بھی ایک طریقے سے patronage ہوتی ہیں، اس کے اندر جو پیسے جاتے ہیں، خاندان چلتے ہیں، اس میں بھی ہمارا حصہ نہیں ہے۔ Development میں تو ہے ہی نہیں، دو فیصد بتایا ہے میں نے آپ کو، نوکریوں میں تو ایک فیصد بھی نہیں ہے۔ نہ صوبہ دیتا ہے اور نہ آپ دیتے ہو۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ، جاوید صاحب۔ 17 منٹ ہو گئے ہیں۔ پلیز اختصار کیجئے۔

جناب محمد جاوید حنیف خان: میں اس کو wind up کرتا ہوں۔ ہم کو پاکستانی سمجھیں، ہمیں شامل کریں۔ سندھ کی Governance کا بدلنا بہت ضروری ہے۔ Empowered Local Government ہونی چاہیئے۔ اگر Empowered Local Government نہیں ہو گی تو لوگ اور طرف جائیں گے۔ مہربانی کر کے یہ Federation بھی سمجھے، یہ صوبے والے بھی سمجھیں۔ حالات

تیزی سے اُس طرف جارہے ہیں کہ point of no return ہوگا۔مہربانی کرکے اس چیز کو ہر آدمی سمجھنے کی کوشش کرے۔نوشتۂ دیوار لکھاہوا ہے،جوپڑھ سکتاہے،وہ پڑھ لے۔جو نہیں پڑھے گا،وہ پچھتائے گا۔بہت شکریہ۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF A DELEGATION OF M. PHIL SCHOLARS OF JAMIA AL-MARKAZ ISLAMI, BANNU IN THE GALLERY

جناب چیئرپرسن:شکریہ۔May, I have the attention of the Honourable Members?جامع المرکز اسلامی بنوں ایم فل scholars گیلری میں موجود ہیں،ان کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔جناب مصباح الدین صاحب۔

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب مصباح الدین:شکریہ جناب چیئرپرسن!(عربی)جناب سپیکر!بجٹ کی کاپی کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نالائق اس نتیجے پر پہنچاہوں کہ موجودہ بجٹ خود انحصاری پر مبنی ہونے کی بجائے بیرونی قرضوں اور ٹیکسوں پر مبنی ہے۔موجودہ بجٹ کی اولین ترجیح عوامی فلاح نہیں،بلکہ قرضوں اور IMFکی شرائط کو پورا کرنا ہے۔لہٰذا یہ ترقی کا بجٹ کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔بیرونی خسارے کو سنبھالنے اور بیرونی guidelines کے مطابق بنایا گیاہے۔جناب سپیکر!موجودہ بجٹ میں ضم شدہ اضلاع کو بند گلی میں دھکیل دیا گیاہے۔گزشتہ سال کے مقابلے میں ضم شدہ اضلاع کے لیے مختص رقم کو کم کیا گیاہے جو کہ ناانصافی ہے۔حالانکہ ضروریات آبادی میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہاہے جو رقم میں اضافے کی متقاضی ہیں۔جناب سپیکر!اس بجٹ میں بھی ضم شدہ اضلاع کے لیے بجلی کی فراہمی،پینے کے پانی،تعلیم اور صحت میں بہتری لانے کی کوئی نشانی نظر نہیں آرہی ہے،مجھے بہت افسوس ہے۔قبائلی اضلاع میں نکالی جانے والی معدنیات کو دیکھتے ہوئے یہ مختص رقم ناکافی ہے۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب مصباح الدین:سرحدی تجارت بند ہونے کی وجہ سے قبائلی اضلاع کی مرکزی معاشی آمدنی بری طرح متاثر ہوئی ہے اور اب sales taxدس فیصد سے بڑھ کر سترہ فیصد کی تجویز قبائلی معیشت پر ایک اور تازیانہ ہے جو ناقابل برداشت ہے۔جناب سپیکر!یہ تجویز 2028 کے وعدے کے مطابق tax freeکی خلاف ورزی ہے۔اس کے باعث متعدد صنعتی unitsمتاثر یا بند ہو سکتے ہیں اور تقریباً40ہزار مزدور بے روزگار ہو سکتے ہیں۔اگرچہ پہلے بھی تقریباً ستر فیصد صنعتیں FATاور دیگر taxesکی وجہ سے غیر فعال ہوگئی ہیں،یہ اضافی taxقبائلی علاقوں کی صنعتوں کو مزید کمزور کریں گے جو غربت،بے روزگاری اور تشدد اور دہشت گردی میں اضافے کا باعث بنیں گے۔لہٰذا میں اس ایوان کے توسط سے موجودہ حکومت سے درخواست کرتاہوں کہ قبائلی اضلاع کے لیے مختص رقم کو کم نہ کیا جائے بلکہ بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے رقم کو بڑھایا جائے۔سابقہ وعدے کے مطابق 2028تک taxکا استثنیٰ برقرار رکھا جائے اور sales taxمیں مجوزہ اضافے کو واپس لیا جائے۔

جناب سپیکر! معدنی وسائل سے حاصل ہونے والی آمدنی کا حصہ وہاں کے لوکل لوگوں کو دیا جائے جو ان کا حق بنتا ہے۔ جناب سپیکر! شمالی وزیرستان میں university کے لیے مزید فنڈ کی ضرورت ہے تاکہ وہ فعال ہو جائے اور وہاں کے طلباء اس میں تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں۔ جناب سپیکر! خاص طور پر ہمیں یہ بتایا جائے کہ شمالی وزیرستان کے لیے 24-2023 کی رقم کہاں خرچ ہوئی ہے، ہمیں تو کہیں بھی اس کے اثرات نظر نہیں آرہے ہیں۔ شاید یار دوستوں پر نثار ہو چکی ہے۔ باقی اضلاع کا مجھے علم نہیں کہ وہاں کیا صورتحال ہے۔ غریب اضلاع کے لیے مختص فنڈ کا کیا ہوا، شمالی وزیرستان غریب اضلاع میں شامل ہے اور اس فنڈ میں شمالی وزیرستان کا حصہ تھا۔ میں ذمہ دار حضرات سے پوچھتا ہوں اور یہ میرا حق ہے کہ مجھے بتائیے کہ غریب اضلاع کا فنڈ جو شمالی وزیرستان کا حصہ تھا وہ کہاں چلا گیا ہے، کس کو دیا گیا ہے۔ شاید امیروں کے دامن میں ڈالا گیا ہے۔ اس کو ہم معاف نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! یہ مطالبہ آپ کے توسط سے کرتا ہوں کہ ذمہ دار حضرات مجھے ضرور بتائیں کہ 2024 کے فنڈ کا کیا ہوا۔ غریب اضلاع کا فنڈ کہاں چلا گیا ہے، کہاں خرچ ہوا ہے اور قبائلی اضلاع کے لیے solar system کا جو اعلان ہو چکا تھا اس کا کیا ہوا۔ کیا وہ صرف اعلان تھا؟ کہ جو قبائلی اضلاع کے لیے مختص تھا۔ مزید شکایات ہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ سدا با صحرا بن جائیں گی اس بات پر اتفاق کرتا ہوں۔ البتہ یہ آخری گزارش ہے کہ جناب وزیراعظم صاحب نے وزیرستان کے لیے دورے کے موقع پر شمالی وزیرستان کے دانش سکول کا اعلان کیا تھا۔ میں ان سے دوبارہ appeal کرتا ہوں کہ شمالی وزیرستان کے دانش سکول کی منظوری کا اعلان کریں۔ اللہ ہمارا حافظ و ناصر ہو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالحکیم بلوچ صاحب۔

جناب عبدالحکیم بلوچ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے وقت دیں گے کہ میں بھی اپنے علاقے کے کچھ مسائل یہاں بیان کر سکوں۔ میں سب سے پہلے یہ کہوں گا کہ مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ میں کافی عرصہ سے پارلیمنٹ میں ہوں، میں نے سینیٹ اور قومی اسمبلی دونوں میں وقت گزارا ہے، لیکن میں نے کوئی ایسا بجٹ نہیں دیکھا، جس میں یہ واضح طور پر ذکر ہو کہ ہمارے ملک کی معاشرت ٹھیک نہیں ہو رہی۔ ہمیشہ سے یہی سنتے آرہے ہیں کہ اس سال پاکستان کی معاشی حالت پچھلے سال سے بہت بہتر ہوئی ہے، اور یہ ہم 75 سال سے سنتے آرہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ relief ملا ہے، لیکن سب سے زیادہ جو relief یا ٹیکس میں رعایت دی گئی ہے، وہ industrial businessmen اور real estate کے کاروبار والوں کو دی گئی ہے۔ میں ترتیب میں پہلے real estate پر آؤں گا۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! پاکستان کے یہ دو دہائی ہیں، اس پہ سب سے زیادہ اگر کسی sector نے public کا استحصال کیا ہے تو وہ real estate ہے اور سب سے زیادہ پیسہ real estate والوں نے کمایا ہے۔ اور اس کے باوجود بھی ہمارے پاس کوئی ایسی policy نہیں ہے کہ real estate میں جو لوگ پاکستان کے، وہ عام لوگ جو اپنے محنت سے پیسے کماتے ہیں، اپنے بچوں کے لیے گھر کی تلاش میں ہوتے ہیں، کئی لوگوں کے ساتھ اس sector میں دھوکہ ہوا، ہزاروں، لاکھوں لوگوں کے ساتھ اس sector میں دھوکہ کیا گیا ہے۔

باتیں تو اس پہ بہت ہیں، میں بہت سی مثالیں دے سکتا ہوں، جو میرے دل میں اور ذہن میں ہیں۔ Last year جب سیلاب آیا اور پورا پنجاب جب سیلاب کی زد میں تھا۔ تو آپ نے دیکھا کہ راوی کے کنارے direct ایک housing society تھی جو سیلاب کے نذر ہو گئی اور اس پہ بڑا شور مچا کہ وہ غیر قانونی تھی۔ مگر کیا ہوا؟ جن لوگوں نے وہاں اپنی سرمایہ کاری اور اپنے بچوں کے لیے investment وہاں کی ہوئی تھی، آج تک ان کو انصاف نہیں ملا۔

یہ صرف ایک راوی کی کہانی نہیں ہے، یہ پورے ملک کی کہانی ہے، یہ کہانی میرے شہر کراچی کی بھی ہے۔ وہاں بھی اسی طریقے سے real estate میں لوگوں کو لوٹا گیا ہے۔ ابھی بڑی مشکل سے میں نے سنا، recently نیب کے چیئرمین صاحب کوئی قانون بنا کے اس چیز کو streamline کر رہے ہیں، تاکہ آگے لوگوں کے ساتھ یہ ظلم نہ ہو۔

مگر سپیکر صاحب! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ real estate mafia اتنا طاقتور ہے اور میں بھی اور کئی ہمارے لوگ ان سے متاثر بھی رہے ہیں۔ ان کے پاس بڑے بڑے وکیل ہوتے ہیں جو پچاس لاکھ یا ایک کروڑ تک فیس لیتے ہیں اور جن کی یہ کہتے ہیں کہ court میں face value ہے، وہ ان کی طرف سے مقدمہ لڑتے ہیں، اور عام آدمی کو اپنا حق نہیں ملتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی ترقی تب ہو گی جب عام آدمی کو انصاف ملے گا۔

اب جناب سپیکر! اس میں industry کی بات کی گئی ہے۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ کراچی میں اور پورے پاکستان میں اگر صنعتیں لگیں گی تو ہم ترقی کر سکیں گے۔ بد قسمتی یہ رہی ہے کہ اس وقت جو industry ہے۔ جس کراچی شہر کو ہم پاکستان کا معاشی حب کہتے ہیں۔ وہاں اس وقت بھی نیا ایک plan بنایا گیا ہے جس میں چھ سات ہزار ایکڑ Steel Mill کی جو زمین ہے، اور پھر new Malir اور عسکری کے نام پہ ایک نیا industrial estate بنائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں تھوڑا سا ماضی میں جاؤں گا، تو آپ کو پتا ہو گا کہ میرے اور آپ کے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے پورے پاکستان کو Karachi Steel Mill اور Karachi Port Qasim کا تحفہ دیا تھا۔ اگر آپ اس ماضی میں جائیں تو اس وقت وہاں کے جو مقامی لوگ تھے انہوں نے اپنی زمینیں دی تھیں، اپنے گاؤں قربان کیے تھے اور شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے ان کے لیے ایک الگ منصوبہ بنایا تھا۔ ان کو رہائش کے لیے الگ زمینیں دی تھیں، ان کے بچوں کو Steel Mill اور Port Qasim میں ملازمتیں دی تھیں۔

مگر افسوس اس بات کا ہوا کہ جب شہید ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت ختم کی گئی، تو اس کے بعد وہاں کے مقامی لوگ، لاوارث ہو گئے اور ان کو پھر وہاں جو اپنے حقوق ملنے چاہئیں تھے وہ نہیں ملے۔

میرا کہنے کا مقصد ہے کہ اب جو یہ نیا industrial estate آپ بنا رہے ہیں۔ یہ اسی علاقے میں بن رہا ہے۔ یہاں تو دعویٰ کیا جاتا ہے کہ کراچی ہمارا شہر تھا، ہم کراچی کے مالک ہیں۔ میں اپنی پچھلی تقریر میں بھی یہ بتا چکا ہوں کہ پتہ نہیں کیوں ہمارے جو طبقے اپنے آپ کو بہت پڑھے لکھے لوگ سمجھتے ہیں، انہوں نے کبھی کراچی کی تاریخ نہیں پڑھی ؟

جہاں Steel Mill اور Port Qasim بنی تھی، آپ کو پتہ ہے وہاں آثارِ قدیمہ کی چوکنڈی کا قبرستان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ کراچی کے اصل وراث یہاں کے مقامی لوگ تھے۔ تین چار سو سال پرانا چوکنڈی کا قبرستان ہے۔

آج جو بھی میں کہتا ہوں کہ ترقی کراچی میں ہو، یہ سارا الزام آپ صوبائی حکومت پر نہ ڈالیں، وفاق کا بھی فرض بنتا ہے۔ اگر کراچی income generation کر رہا ہے تو اس کا سب سے بڑا فائدہ وفاقی حکومت کو پہنچتا ہے۔ تو وفاق بھی کراچی میں اپنا حصہ دے۔ وفاق کیوں کراچی میں اپنا حصہ نہیں دیتا؟

ہمارا جو موٹروے بننا چاہیئے تھا، وہ ضرورت، جب آپ ہم سب یہ کہتے ہیں کہ کراچی پورے پاکستان کو روزی دیتا ہے اور پالتا ہے، مگر آپ نے موٹروے لا کر سکھر تک ختم کر دیا اور اس کو آگے بڑھایا نہیں۔ سکھر سے آگے آپ آئیں گے۔ بھائی اکثر آپ اگر دیکھیں تو یہ ٹرانسپورٹ، یہ گاڑیاں جو Karachi Port یا Karachi city سے چلتی ہیں، یہ زیادہ تر Punjab اور KP میں جاتی ہیں، ان کو فائدہ ہوتا ہے، ان کے ہی transporters وہاں کے باشندے ہیں۔ مگر افسوس سے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ کراچی کے اس موٹروے، کراچی سکھر کے لیے جو ابھی بھی پیسے رکھے ہیں، میرے خیال میں یہ سب سے کم پیسے ہیں۔ پھر میرے دوست جاوید حنیف صاحب نے یہاں بڑا ذکر کیا موٹروے کا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بلوچ صاحب wind up کیجئیے۔

جناب عبدالحکیم بلوچ: جناب سپیکر صاحب! میں نے آپ کو بھی request کی تھی کہ مہربانی کریں مجھے ٹائم دیں۔ اب میں تو غصہ نہیں کر سکتا جیسے دوسرے Member کرتے تھے۔ مجھے آپ کے لیے عزت و احترام ہے، مگر مجھے تھوڑا وقت دیں، تاکہ میں اپنی باتیں بیان کر سکوں۔ شکریہ۔

تو جناب سپیکر! کراچی کے K-IV کی بات ہو رہی تھی، میں اس کا گواہ ہوں۔ یہ کئی سال پرانا منصوبہ ہے جس میں فیڈرل گورنمنٹ نے 50% اپنا share دینا تھا، مگر وفاق نے ان کو کوئی پیسہ نہیں دیا۔ پرائم منسٹر صاحب کراچی میں اعلان کر کے گئے کہ ہم یہ سکیم واپڈا کو دے رہے ہیں، وہ اس کو جلدی complete کرے گا، مگر اس کو بھی چار سال گزر چکے ہیں، ابھی تک وہ سکیم complete نہیں ہوئی۔ اب اس کے لیے 10 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

یہ تو کراچی، جو سندھ کا Capital بھی ہے اور پورے پاکستان کو کراچی سے اور سندھ سے اس وقت بھی، اگر گیس آپ دیکھیں تو سندھ سے، آئل اگر دیکھیں تو آپ کو سندھ سے ملے گا مگر حالات یہ ہیں کہ زراعت میں اس وقت آپ یقین کریں کہ سندھ کے وہ علاقے، ٹیل، جہاں لوگ کھارا پانی

پیتے ہیں، سمندر کا پانی پیتے ہیں، وہاں پانی نہیں پہنچ رہا۔ جو share سندھ کو water accord کے مطابق share ملنا چاہئیے وہ share بھی ہمیں نہیں دیا جاتا۔ پھر یہاں پتہ نہیں کیوں ہمارے جاوید صاحب یہ بات بھول گئے ہیں کہ سب سے زیادہ انڈسٹری کراچی شہر میں ہے۔ اگر انڈسٹری کے profit سے جو CSR کے پیسے ہمیں ملتے ہیں، اگر وہ پیسے بھی کراچی میں خرچ کیے جائیں تو میرے خیال میں بہت سے مسائل ہمارے حل ہو سکتے ہیں۔

جاوید حنیف صاحب خود کمشنر کراچی رہے ہیں، KPT کے چیئرمین بھی رہے ہیں اور پورٹ قاسم میں بھی دوسری پوزیشن پہ تھے تو وہ کیوں یہ ایشو، KPT جو فیڈرل گورنمنٹ کا ایک ادارہ ہے اور اربوں روپے کماتا ہے، تو آپ اپنے منافع سے 5 فیصد جو ہمارا حق بنتا ہے اور CSR کے پیسے ہوتے ہیں تو وہ کراچی پر کیوں خرچ نہیں کرا سکے؟

الزام تراشی کرنے سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔ میں نے اپنا اصل کراچی کہا، کیونکہ میں سات پشتوں سے کراچی کا رہنے والا ہوں۔ میری پیدائش بھی کراچی میں ہوئی ہے، میں پڑھا بھی کراچی میں ہوں، اور میں نے سیاست بھی کراچی شہر میں ہی کی ہے۔ میں نے کراچی کے وہ خوبصورت دن بھی دیکھے ہیں جس کے بعد کراچی کا نام روشنیوں کا شہر پڑا۔ پھر میری بدقسمتی یہ ہے کہ میں نے کراچی میں وہ قتل عام بھی دیکھا۔ آپ یقین کریں، اللہ جانتا ہے کہ میں بھی اس وقت ایم پی اے تھا، مگر پوری رات ہم بندوقوں اور گولیوں کے شور میں جاگ کر گزارتے تھے۔ پھر کیا ہوا؟ اگر کراچی کو امن کا گہوارہ بنایا تو وہ credit کس کو جاتا ہے؟ وہ credit ہماری قائد شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو جاتا ہے، جنہوں نے کراچی میں امن قائم کیا۔ کراچی میں 30 سال خون ریزی ہوتی رہی، لوگوں کو kill کیا گیا، وہ کراچی کے ہیرو تھے، وہ کراچی کا سرمایہ تھے، بڑے بڑے پروفیسر، ادیب اور ڈاکٹر تھے، یہاں تک کہ حکیم سعید جیسے لوگوں کو بھی شہید کیا گیا، کراچی کی یہ حالت تھی، اُس میں کون involve تھا؟ بلدیہ فیکٹری کا واقعہ کون بھول سکتا ہے؟ وہاں اڑھائی سو لوگوں کو دن دیہاڑے آگ میں جلایا گیا۔ ان کے قاتل کون تھے؟ جن کے اوپر الزام تھا اُن کو بری کرانے میں بھی، یہاں کوئی عام آدمی نہیں بیٹھے ہوئے، یہ سارے سمجھدار لوگ ہیں کہ اُن کو بری کرانے میں کس کا ہاتھ تھا، اُن کے پیچھے کون کھڑے تھے؟ جب بری ہوئے تو پھر مٹھائیاں کس نے بانٹی ہیں؟ آپ جب کراچی کی بات کرتے ہیں تو مہربانی کریں، کراچی صرف آپ کا شہر نہیں ہے، کراچی ہم سب کا شہر ہے۔ کراچی پاکستان کا دل ہے۔ ہم سب کو مل کر کراچی کو own کرنا چاہئیے۔ آئیں ہم الزام تراشیوں سے نکلیں۔

اب بھی جو سب سے بڑا تحفہ ہمیں ملا ہے، آپ یقین کریں، اس میں کچھ ہمارے علاقے آ رہے تھے،، کچھ زمینیں تھیں تو ہم نے اُس وقت کہا تھا کہ بھئی اس کو ذرا بہتر کریں تو آج وہ شاہراہ بھٹو مکمل ہوئی ہے۔ آپ عام سفر کریں کاٹھور سے ڈیفنس تک آپ کو دو گھنٹے لگیں گے مگر آپ جب شاہراہ بھٹو پر چلیں گے تو آپ 30 منٹ میں کاٹھور سے ڈیفنس پہنچیں گے تو یہ باتیں آپ کیوں بھول جاتے ہیں کہ بھئی کام نہیں ہوا ہے۔ کام ہو رہا ہے۔ ہاں، یہ ضرور ہے کہ ہم سب جو سندھ میں رہتے ہیں، ہم سب اس کراچی کے، اس پاکستان کے وارث ہیں۔ اگر کوئی اکیلا یہ سمجھے کہ ہم ہی وارث ہیں اور دوسرے نکل جائیں تو یہ ناممکن ہے۔ ہمیں پتہ ہے کہ زمین کے لیے، اپنے علاقے کے لیے، اپنے حقوق کے لیے جانیں کیسے دی جاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

جناب عبدالحکیم بلوچ: سپیکر صاحب! مجھے ٹائم دیں میں نے ابھی اپنے علاقے کے مسائل پر بات ہی نہیں کی ہے۔ جناب سپیکر! میں ابھی اپنے علاقے کی بات پر آؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری بات کریں، ڈبل ٹائم ہو گیا ہے۔

جناب عبدالحکیم بلوچ: آخری بات ہے کہ جو میرے علاقے کے مسائل ہیں، میرے لوگوں کا جو روزگار ہے، میں کراچی اور ملیر کی green belt پر بات کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے دو منٹ دیں تو میں اپنے دل کی اصل بات بیان کر سکوں۔ ملیر میرا ڈسٹرکٹ ہے جس کو کشمیر سے تشبیہ دی جاتی تھی، ملیر کی green belt آج برباد ہو گئی ہے۔ اُس کے کئی اسباب ہیں۔ اُن میں سے ایک سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہم جو مقامی لوگ ہیں کراچی کی ترقی میں ہمارا خون شامل ہے۔ ہمارا سب سے بڑا سرمایہ جو ریت بجری تھی وہ وہاں سے نکالی گئی اور شہر کی تعمیر کی گئی، شہر میں بلڈنگز بنیں، اس شہر میں انڈسٹری بنی، اس شہر میں port بنیں مگر ہمیں جو نقصان ہوا کہ ہمارا زیر زمین پانی خشک ہوتا چلا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، اب بس۔ آپ کا ڈبل سے زیادہ ٹائم ہو گیا ہے۔ ابھی آپ کی پارٹی کے دوسرے ممبران بھی رہتے ہیں۔ پلیز کہنا مانیں۔ آخری تیس سیکنڈ پلیز۔

جناب عبدالحکیم بلوچ: جب ہم بات کرتے ہیں climate change کی، تو میں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی اتنی گرمی کراچی میں نہیں دیکھی۔ وہاں ہمیں ضرورت ہے کہ کراچی کے green belt کو پھر زندہ کیا جائے۔ اس میں سندھ حکومت اپنا حصہ ڈالے، وفاق اپنا حصہ ڈالے۔

یہاں بی بی آصفہ بھٹو صاحبہ بھی بیٹھی ہیں۔ ان کی موجودگی میں، میں یہاں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ Pakistan People's Party کے جیالوں نے اور voters نے، جو شخص اپنے آپ کو سمجھتا تھا کہ میں ناقابل شکست ہوں، ان کو ملیر میں شکست دے دی تھی۔ ان کی خوشی میں Chairman صاحب ملیر کے لوگوں کا شکریہ ادا کرنے آئے، ان کو مبارکباد دینے آئے۔ ملیر کے لوگوں نے، جو ان کے سامنے سب سے پہلا مطالبہ پیش کیا تھا، وہ اپنی زرعی زمین کو بچانے کے لیے، اپنے گوٹھ کو lease کرنے کے لیے ہے۔ زرعی زمین تب بچ سکتی ہے کہ سندھ Government تیس سال lease renew کرے۔ اور وفاق کے پاس ایک محکمہ ہوتا تھا small dam کا، وہ وفاق نے وہاں دو تین weirs بنائے بھی ہیں، اور اب ضرورت ہے کہ وفاق وہاں اپنی ذمہ داری پوری کرے اور کراچی میں وہ weirs بنائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب داوڑ کنڈی صاحب۔

جناب داوڑ خان کنڈی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! میں تھوڑا سا اس بجٹ کا خلاصہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو میری تقریر سنیں گے ان کو بھی سمجھ آجائے گا کہ اس بجٹ میں کیا ہے۔ اس کے بعد میں تھوڑا سا تجزیہ بھی چاہوں گا، تجاویز بھی دوں گا۔ کیونکہ حکومت اور اپوزیشن کی تقریریں اور تجاویز لکھی جا رہی ہیں۔ دوسرا

امید یہ ہے کہ اگر آخر میں وقت کی کمی ہوئی تو عبدالحکیم بلوچ صاحب جو میرے والد صاحب کے دوست ہیں، تو ان کی طرح مجھے بھی تھوڑا سا وقت آپ مجھے سخاوت سے دیں۔ سپیکر صاحب! آپ نے میری درخواست سنی، جناب عالیٰ! جب ہم بجٹ دیکھتے ہیں تو ہمارے سامنے دو documents ہیں، بجٹ میں ایک وزیر خزانہ کی تقریر ہے اور دوسرا Budget documents ہے۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنے بجٹ کو دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں انہوں نے چونکہ آپ کو پتا ہے کہ ایک حصّہ میں اس کا پلان ہوتا ہے، اس کا socio-economic plan ہوتا ہے اور اس میں political will ہوتی ہے۔ ایک سال کے اخراجات اور محصولات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اور اس بجٹ سے آپ کو پتا چلتا ہے کہ حکومت کی ترجیحات کیا ہیں۔ تو وزیر خزانہ صاحب نے پہلے حصّے میں اپنی ترجیحات بتائی ہیں، انہوں نے اپنے تمام محکمہ جات کے اخراجات کا ذکر کیا ہے۔ اسی پہلے حصّے میں انہوں نے پاک- سعودیہ agreement کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایران-امریکہ مذاکرات جو پاکستان کے تعاون سے Islamabad Talks ہو رہے ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بنیان المرصوص کا ذکر کیا۔ اور جو انڈیا سے پاکستان کی افواج نے جنگ جیتی، اس کا ذکر کیا اور چائنہ کے ساتھ اپنے تعلقات کا ذکر کیا لیکن CPEC کا ذکر اس میں نہیں تھا۔ میرے خیال میں حکومت کو بھی یہ احساس ہے کہ بین الاقوامی امور اور معاملات کا ملک کے اندرونی حالات کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ میں بتاتا چلوں کہ جو پہلا حصہ ہے میں جلدی جلدی بتاؤں، انہوں نے کچھ سکیمیں announce کی ہیں جو غالباً 5 ہیں۔ اور اس وقت جو ہماری حکومت نے بجٹ پیش کیا تھا، انہیں 5 سکیموں پر زیادہ زور دیا ہے۔ زرخیزی سکیم ہے اس میں 750000 کسانوں کو قرضہ دیں گے۔ وزیر اعظم اپنا گھر scheme ہے، جس میں یہ عوام کو کوئی محدود پیمانے تک اپنا گھر دیں گے۔ PAVE ایک ان کا project ہے، جس کا مقصد ہے Pakistan Accelerated Vehicle Electrification، کہ بجلی پر چلنے والی vehicles کو promote کیا جائے۔ دوسرا یہ کہتے ہیں کہ Prime Minister’s Fan Replacement Program ہے، جو پرانے پنکھے ہیں، ان کو solar پنکھوں سے تبدیل کیا جائے گا۔ NAVTTC نوجوانوں کے لیے۔

تو ان پانچ schemes پر ان کا زیادہ focus رہا ہے، اور ان کا یہ خیال ہے کہ ان پانچ schemes سے وہ اس ملک کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔

دوسرا یہ میں بتا رہا ہوں صرف آپ کو brief Budget کا۔ دوسرا ان کا جو digital Pakistan ہے، energy reforms ہیں، dairy Farms ہیں، معدنیات ہیں، 5G spectrum ہے، SIFC کا تذکرہ کیا۔ پھر یہ بھی بتایا کہ اس ملک پر GDP کا 69% ملکی قرضہ ہے۔ یہ انہوں نے معیشت کے خدوخال دیے ہیں۔

دوسرا انہوں نے بتایا کہ GDP growth اس دفعہ 4% ہو گی۔ 15264 ارب وصولی ہے۔ NFC وہی 7th NFC رہے گا، کوئی اس میں تبدیلی نہیں ہے۔ اور non tax revenue ان کا 5336 ارب ہے۔ یہ summary ہے ہمارے Budget کی۔ اور مزید جاری ہے، وفاقی حکومت کی آمدن ہے 11751 ارب، اور وفاقی حکومت کے اخراجات ہیں 18771 ارب۔ اس میں ہم جاتے ہیں عوام کو

معلومات دینے کے لیے۔ میں کہنا چاہوں گا کہ اس میں سود کی ادائیگی 8054ارب،PSDP کے لیے 1000ارب، دفاع کے لیے 3000ارب، subsidy،pension 1169 billion مختلف مدوں میں ایک ہزار اکہتر ارب،اور جو grants ہیں، BISP 858ارب۔

یوں سمجھیں کہ PSDP کے برابر آپ کی BISP ہے۔ آزاد جموں وکشمیر کے 146 ارب،GBکیلیے88ارب، merged Areasکے لیے پچانوے ارب، اپنا گھر سکیم کے لیے 71ارب۔اور وزیرِ خزانہ صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہ جتنے بھی ان کے projects یا منصوبے ہیں، یہ اڑان پاکستان2024-29 کے حوالے سے ہیں۔یعنی سمجھیں کہ Budget basically financial execution planہے اڑان پاکستان کا۔اوراڑان پاکستان میں انہوں نے سب کو 5Es کا تصور دیا ہے، جس میں Exports ،E-Pakistan،Energy، Environment، Equityاور Empowerment شامل ہیں۔

سر، اگر Budget کے دوسرے حصے کو ہم دیکھیں، تو سمجھنے والی بات یہ ہے کہ وزیرِ خزانہ نے اپنی Budget speech کا ایک حصہ پورے پاکستان کے محکموں کو دیا، کچھ schemes انہوں نے introduce کیں۔ دوسرا، جس پہ وہ کافی فخر کرتے ہیں شاید، اور وہ ہے FBRکی اصلاحات۔ ان کی تقریر کا دوسرا سارا حصہ FBR کی اصلاحات پہ ہے۔اور FBR کی اصلاحات میں وہ کیا کر رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے taxچھوٹ دی ہے۔salariedطبقہ کے لیےانہوں نے کچھ slabs کااعلان کیا ہے، جس سےtaxمیں کمی آئے گی۔ Tax میں کمی آنے کے بعدانہوں نے کہاہے کہ FBR میں کوئی نیا model ہوگا،اوراس میں enforcement ہوگی۔تاکہ یہ جو FBR کی اصلاحات ہیں،اس کے لیےایک export tax چھوٹ ہے،ITطبقہ کے لیے tax چھوٹ ہے، foreign credit cardکی transactions میں taxچھوٹ ہے۔

Retailersکے لیےonline fixed taxپہ ان کا کافی focus ہے کہ ہم نے چھتیس لاکھretailers ،جو چھوٹے تاجر ہیں، دکاندار ہیں،ان کو tax net میں لایا،اوران کو tax net میں لانے کے لیے کیا کیا؟انہوں نے کہااور سادہ الفاظ میں بتادوں کہ one time fixed tax systemکووہ introduce کرارہے ہیں، چھتیس لاکھ retailers کے لیے۔

اوراس میں کیاہوگا؟اس میں یہ ہوگا کہ دکاندار POS machine رکھیں گے اپنے پاس،جو کہ FBR کی ایک ضروری Item ہے، کہ دکانداراور جو بھی لوگ چیزیں بیچیں گے، تو POS machine پہ اس کی entry ہوگی، اور کوئی routine audit نہیں ہوگا اس schemeکے تحت۔

اس کے علاوہ جو سالانہ sale ہے چھوٹے دکاندار کی، وہ انہوں نے کہا کہ ایک فیصد، اگر وہ سالانہ sale کا ایک فیصد جمع کرائے گا، تو اس کے بعداس کو مکمل چھوٹ ہے۔اور دوسرا، ان کو green token دیا جائے گا۔ green token ملنے کے بعد FBR والے اس دکاندار کا auditنہیں کر سکیں گے، اور نہ اس دکان میں وہ گھس سکیں گے۔

تو دوسرا انہوں نے sales tax کے 3rd schedule میں توسیع کی ہے۔ دوسرا، Faceless Centre
Automobile Sector میں ان کی جو اصلاحات ہیں، اس پہ ان کا زور تھا۔ تو جب ہم چھوٹی سی summary دیکھتے ہیں Budget کی، تو اس سے اندازہ یہ ہوتا ہے کہ یہ جو Budget ہے، یہ ایک banker کا بنایا ہوا Budget ہے۔ یہ Budget کسی economist کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ اس میں political will نہیں ہے۔ اس میں اگر political will ہے، تو وہ اس حد تک ہے کہ سیاسی جماعتوں نے حکومت پہ دباؤ ڈالا کہ ہمارے یہ یہ آپ نے projects ڈالنے ہیں، اور بہت سارے ایسے projects ہیں جو ہماری PSDP سے بھی زیادہ ہیں، اور وہ سیاسی حکومتوں کو دے دیے گئے ہیں، کیونکہ ان سیاسی جماعتوں کی سیاسی ساکھ انہی projects پہ چلتی ہے۔

جس طرح میں آپ BISP کی مثال دوں کہ آپ 1000 ارب BISP میں دے رہے ہیں، لیکن غربت کم نہیں ہوئی ابھی تک۔ میں اس حوالے سے ایک ہی جملہ کہنا چاہوں گا سر، اور وہ جملہ یہ ہے کہ یہ جو بجٹ ہے اس میں کوئی road map نہیں ہے۔ وزیر خزانہ بار بار کہہ رہے تھے کہ اس میں structural reforms نہیں ہیں۔ اس میں financing پر آپ نے زور ضرور دیا ہے لیکن structural reforms ہمیں کہیں نظر نہیں آتے۔ جناب سپیکر! میں تجزیہ کرنا چاہوں گا چند ایسے عوامل کا اور کچھ ذکر بھی کرنا چاہوں گا کہ جن کا پاکستان کے وفاقی بجٹ پر بڑا اثر پڑتا ہے اور وہ چند چیزیں ہیں political stability حالانکہ political stability ایک بہت چھوٹا Item ہے۔ ہمارے ملک میں اتنی افراتفری نہ ہوتی تو شاید political stability کا کوئی تصور بھی نہ ہوتا۔ آپ نے عمران خان کو جیل میں ڈالا ہوا ہے۔ آپ نے ایک سیاسی جماعت کو الیکشن کمیشن سے نشان لینے پر پابندی لگائی ہوئی ہے حالانکہ گلی محلے کی چھوٹی جماعتیں اپنی جماعت registered کروا لیتے ہیں۔ اس ملک کی سب سے بڑی جماعت کو آپ نے نشان الاٹ نہیں کیا۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ہمارے پاس ایسی کوئی کمی ہے جس کے ذریعے ہم پاکستان تحریک انصاف کو registered نہیں کروا سکتے لیکن ہٹ دھرمی ہے اس حکومت کی اور الیکشن کمیشن کی۔ خان صاحب صرف ملاقاتوں کو ترس رہے ہیں۔ آپ ملاقات نہیں کروا رہے ہیں حالانکہ آپ نے اپنی آڑان پاکستان میں کہا ہے کہ equity اور empowerment ہو گی۔ دیکھیں جب آپ کسی سیاسی جماعت کو level playing field نہیں دیں گے اور اس کے لیڈر کو پابند سلاسل کریں گے اور اس کی ملاقاتوں پر پابندیاں لگائیں۔ آپ اس بنیادی حقوق سلب کریں گے تو کیا equity اور کیا empowerment ہو گی۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے علاوہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 10 منٹ ہو گئے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ہم اپوزیشن کا پورا time calculate کر لیتے ہیں۔

جناب داوڑ خان کنڈی: Sir! Calculate نہ کریں میں نے آپ کو درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بولیں آپ، wind up کریں۔

جناب داوڑ خان کنڈی: Wind up نہ کروائیں۔ میرے ابھی بہت سارے points رہتے ہیں آپ کی مہربانی ہو گی۔ دیکھیں جو main ingredients اور factors بجٹ کو متاثر کرتے ہیں وہ ہیں زراعت climate change ، population

growth،energy and power and law and order۔میں پہلے زراعت پر آتا ہوں، دیکھیں زراعت پاکستان کی معیشت کی backbone کہلائی جاتی ہے۔ 70 فیصد آپ کو exports اور روزگار اور جو جنسی پیداوار ہے گندم کاٹن دوسری چیزیں گنا وغیرہ یہ آپ کو زراعت سے ہی میسر ہوتی ہیں۔ جب آپ اپنی ضروریات کو پورا کرتے ہیں تو اس کے بعد ایکسپورٹ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ زراعت آپ کے روزگار کا بہت سارا حصہ control کرلیتا ہے۔ بجٹ کی جو میں نے summary آپ کو پیش کی ہے اس میں زراعت کے لیے آپ نے کیا رکھا ہے۔ آپ نے seed, fertilizer اور جو بیج ہے گندم، چنا یا گنا اگاتے ہیں ان کے بیج کو آپ نے control کیا۔ آپ نے کیا ان کو کوئی subsidy دی۔ دیکھیں زخیز scheme کا آپ ذکر نہ کریں کیونکہ وہ تو آپ کسانوں کو قرضے دے رہے ہیں۔ کیا قرضے دینے سے معیشت بہتر ہوتی ہے؟ قرضے سے تو وہ مزید قرضوں میں پھنس جائے گا۔ آپ ان کو relief دیں۔ ان کی seed productivity کو relief دیں۔ آپ ان کو uninterrupted power supply دیں۔ 117 بلین آپ نے رکھے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں زرعی انقلاب۔ 70 فیصد زراعت ہے اور آپ کی معیشت کی ایک backbone ہے اور اس پر آپ توجہ نہیں دیں گے تو دیکھیں یہ ٹیکسوں کی چھوٹ سے بجٹ بہترین ثابت نہیں کر سکتے۔ دوسرا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ڈیزل، پیٹرول اور زرعی ادویات مہنگی ہیں۔ کسان کو آپ یہ relief دے رہے ہیں تو وہ کام نہیں کر سکتا۔ سب سے بڑا مسئلہ جو اور ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے KP میں south کا area ہے جس کو DI Khan region یا south region کہیں۔ اس کو food basket کہا جاتا ہے وہ اس صورت میں ہے کہ آپ CRBC Lift Canal بنائیں۔ وفاق نے CRBC Lift Canal کو بالکل ignore کیا ہوا ہے۔ اب یہ اگر CRBC Lift Canal آپ کو پتہ ہے کہ یہ 3 لاکھ ایکڑ زمین کو سیراب کرے گی۔ اس سے کسانوں کو اور export کو کتنا فائدہ ہوگا اور آپ کے بجٹ اور معیشت کو مضبوط کرے گی۔ لیکن جو climate change ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری بات کریں please۔

جناب داوڑ خان کنڈی: آخری 2 منٹ دے دیں میں final کرتا ہوں۔ دیکھیں موسمیاتی تبدیلی heat wave, floods, uncertain rains, glacier melting۔ آپ کو پتہ ہے کہ climate change مستقبل کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ خطرہ ہم 5 سے 6 سال سے بھگت رہے ہیں۔ میرا area ہے ڈی آئی خان ڈویژن، جہاں پر اربوں روپے کے infrastructure کا اور فصلوں کا جانی اور مالی اور جانوروں کا نقصان ہوتا ہے۔ آپ کے وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ ایران امریکہ جنگ اور دوسرا انہوں نے factor سیلاب کا بتایا ہے کہ 800 بلین کا سیلابوں کی وجہ سے ہمیں نقصان ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ 822 بلین نہیں بلکہ 2000 بلین ہے۔ 822 بلین تو میرے ڈویژن میں ہے۔ ہر سال سیلاب آتے ہیں اور infrastructure اور لوگوں کا جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے۔ بے وقت کی بارشیں آپ کی تمام فصلیں تباہ کر رہی ہیں۔ دیکھیں جب تک آپ dams نہیں بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up نہیں کر رہے تو پھر آپ کہیں گے کہ wind up نہیں کرنے دیا۔

جناب داوڑ خان کنڈی: ایک منٹ اور۔ تیسرا جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ law and orderکا ہے۔ Law and orderاس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے ملک کے دفاع نے ہمیں کافی بہترین resultدیا ہے۔ ہم نے اگر دفاع کا خرچہ وقتاً فوقتاً تو دفاع نے کچھ کر کے بھی دکھایا ہے لیکن ہماری سیاسی جماعتیں کیا کر رہی ہیں۔ ہماری سیاسی جماعتیں کچھ نہیں کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، آپ 16 منٹ بولے ہیں، نہیں، آپ کو موقع دیا ہے۔ چھ دفعہ آپ کو موقع دیا گیا کہ آپ wind up کریں۔ اس طرح نہ کریں ابھی آپ کے اور ممبران بھی رہتے ہیں۔ نہیں 6 منٹ آپ کو زیادہ دیے ہیں 16 منٹ کا آپ کا allotted timeختم ہو چکا ہے۔ اس طرح نہ کریں۔ محترمہ آسیہ اسحٰق صاحبہ۔

محترمہ آسیہ اسحٰق صدیقی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ (عربی) بہت بہت شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب، اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے، میں پاکستان کے وزیرِاعظم کو، جنرل عاصم منیر کو، پاکستانی قوم کو، اس ایوان کو مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ آج الحمدللہ پاکستان دنیا کی تاریخ کے اندر ایک ایسی جگہ پر پہنچ چکا ہے جہاں اس نے تیسری عالمی جنگ کو رکوانے میں جو کردار ادا کیا ہے، آج پوری دنیا اس کو مان رہی ہے۔ تو اس بات پر مبارک باد ہو۔ پھر ہم MQMوالے پاکستان فیلڈ مارشل جنرل عاصم منیر کو Nobel Prize کے لیے گزارش کریں گے کہ ان کو Nobel Prize دیا جائے، مجھے یقین ہے کہ وہ Nobel Prize کی تاریخ کے پہلے serving General ہوں گے، فیلڈ مارشل ہوں گے، جن کو یہ Nobel Prizeملے گا۔

اب اس بجٹ کی تقریر پر آتے ہیں، سر اس بجٹ کے اندر کچھ strengths کچھ weaknesses ہیں، اور کچھ opportunities بھی ہیں، جس کو ہم SWOT analysis کرتے ہیں۔ مالی خسارے کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، جو ایک اچھا عمل ہے۔ Primary surplus کو maintain کرنے سے مالیاتی استحکام کی طرف یہ مثبت قدم ہو گیا ہے۔ گزشتہ 2 سال کے اندر افراطِ زر کی شرح میں نمایاں کمی آئی ہے۔ شرحِ سود کی کمی سے businessکے اندر opportunities پیدا ہوئی ہیں۔ لیکن اس کے اندر کچھ بڑی weaknesses بھی ہیں۔ وہ یہ کہ تنخواہ دار طبقے پر extraordinary بوجھ آ گیا ہے۔ انسانی ترقی نہ ہونے کے برابر بجٹ رکھا گیا ہے۔ pensionاصلاحات کا فقدان ہے، سرکاری اداروں کا خسارہ ہے۔ اصل میں معاملہ یہ ہوتا ہے کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ مالیاتی خسارہ نہیں ہے بلکہ ہماری غلط ترجیحات ہیں۔ ہم اس وقت tax کی گنجائش ہونے کے باوجود موثر انداز میں tax کو collect نہیں کر پا رہے ہیں اور اس کی کچھ basicوجوہات ہیں۔ مثال کے طور پر اس وقت پاکستان میں ایک سے پانچ سال تک کے چالیس فیصد بچے stunted ہیں، جبکہ بلوچستان، سندھ اور خیبر پختونخوا میں یہ شرح پچاس فیصد سے تجاوز کر چکی ہے۔ اب کیا ہو گا؟ آئندہ آنے والے پندرہ سے بیس سال میں دنیا کے اندر ریاستیں اور حکومتیں 100 ,200 سال کی policies بنا کر رکھتی ہیں، جبکہ ہم اس وقت firefighting پر ہی لگے ہوئے ہیں۔ 50 فیصد سے زیادہ population stuntedہو گئی ہے۔ سر! آئندہ آنے والے 15 سال میں خدانخواستہ آپ کی economy totally stunted ہو

جائے گی۔آپ کا defence stunted ہوجائے گا۔یہ legislation اور Parliament بھی stunted ہی ہوجائے گی،اس لیے کہ جو workforce آرہی ہےوہ totally stunted ہے۔ہمارا سب سے بڑاالیہ یہ ہے کہ اس stunted growth کو ختم کرنے کے لیے سب سے اہم چیز یعنیdairy products پر ٹیکس کو ختم کرنا ہوگا۔ میں آئندہ اپنی تقریر کے اندر وہ جگہ بھی بتاؤں گی اور وہ aspect بھی بتاؤں گی کہ آپ مزید tax کہاں سے collect کر سکتے ہیں اور کہاں پر ختم کرنا چاہیے۔تو dairy products پر tax ختم کریں تاکہ ماں اور بچے کی صحت کو پاکستان maintain کر سکے۔

ابھی موسمیاتی تبدیلی کی بات ہو رہی ہے۔ سر! پاکستان میں اس وقت جنگلات کی ratio اڑھائی فیصد سے تین فیصد ہے، جبکہ international standardکے مطابق پچیس فیصد سے زیادہ ہونا چاہیئے۔جنگلات کی کمی کی وجہ سے آج ہم el nino اور la nina کے معاملات دیکھ رہے ہیں۔کراچی میں پچھلے ایک ہفتے کے اندر جو feel like temperature ہے، that crosses 50 degree centigradeاس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں concrete کا جنگل بن گیا ہے۔

اب میں آتی ہوں کہ کہاں کہاں problem کھڑی ہے اور کہاں ہم اس کو solve کر سکتے ہیں؟سر! غیر قانونی cigarette marketاور cigarette factories پاکستان کو مالی طور پر اندر سے کھوکھلا کر رہی ہیں۔اس وقت مجموعی market میں اس غیر قانونی cigarette industryکی reach 50 percent سے زیادہ ہوچکی ہے۔ایک محتاط اندازے کے مطابق غیر قانونی cigarette factoriesاس وقت پاکستان کو براہ راست چار سو ساٹھ ارب روپے revenue کا نقصان پہنچا رہی ہیں، جبکہ بیماریوں، معذوریوں، نگہداشت اور pension کی مد میں جو خرچ آرہا ہے وہ تقریباً ایک سو چالیس ارب روپے ہے۔اگر آپ اس کو دیکھیں تو مجموعی طور پر چھ سو پندرہ ارب روپے کا معاشی بوجھ اس وقت پاکستان کی معیشت پر پڑ رہا ہے، جو GDP کا1.6 فیصد ہے۔پھر اس کے بعد آجاتا ہے غیر قانونی اور مضرِ صحت ghee اور cooking oil۔سر! سالانہ پاکستان کی معیشت کو اس سے 80 سے 100 ارب روپے کا براہ راست نقصان ہو رہا ہے، جبکہ غیر معیاری تیل اور cooking oil سے پیدا ہونے والی بیماریوں پر تقریباً دو سو ارب روپے خرچ ہو رہا ہے۔اب اس کو ٹھیک کرنے کے ذرائع ہیں اور پھر اس کے بعد pension بہت اہم ہے۔

میں آپ کو بتاؤں کہ ہمارا یہ جو بجٹ18 ٹریلین کا ہے،اس کے اندر تیسرا بڑا head pension ہے۔ 1.16 trillion روپے اس وقت pension میں جارہے ہیں۔اب اس کو بھی ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے اور اس پر بھی میں بتاؤں گی کہ کیا کیا جاسکتا ہے۔

سب سے پہلے non-filer business ہے۔ایک estimate کے مطابق، جس میں wholesalers, retailers اور traders شامل ہیں،rough estimateکے مطابق پاکستان میں غیر قانونی کاروباری units کی تعداد پچاس لاکھ سے اوپر ہے۔اگر ہم tax net base کو بڑھائیں، بجائے اس کے کہ آپ تنخواہ دار طبقے پر tax لگائیں، تو پاکستان سالانہ 1.5 trillion سے 3 trillion

روپے تک اضافی revenue حاصل کر سکتا ہے۔اس میں آپ local bodies کی مدد لیں،اس میں آپ ہمMNAs اور MPAs کی مدد لیں۔ہم جانتے ہیں کہ ہمارے علاقوں میں کون کتنا کاروبار کر رہا ہے، کتنا revenue generate کر رہا ہے اور کتنی اپنی آمدنی چھپا رہا ہے۔ اس سلسلے میں آپ ہم سے مدد لے سکتے ہیں۔سب سے بڑھ کر میں نے آپ کو pension کے بارے میں بتایا۔

دنیامیں pension liability نہیں ہوتی بلکہ حکومت کا asset بن جاتی ہے۔میں یہ propose کروں گی کہ پاکستان میں Pakistan National Pension and Health Fundفوری طور پر بنایا جائے، جو نئے pensioners کے لیے ہو اور اس میں سرمایہ کاری کی جائے۔سرمایہ کاری کا formula بھی میں دے دیتی ہوں۔40 فیصد Government Bonds میں investmentکی جائے، 25 فیصد stock market میں، 20 فیصد infrastructure projects میں اور 15 فیصد international investmentمیں پیسہ لایا جائے۔اس طرح یہ پاکستان کی liability نہیں بلکہ asset بن جائے گا۔اس کے بعد دو تین طریقے اور بھی ہیں۔ہمارے ہاں دو تین taxes نہیں لگ رہے، جو بہت ضروری ہیں۔ایک ہے High Fat Salt and Sugar Tax، جس کو HFSS tax کہتے ہیں۔دنیا کے وہ ممالک جو ترقی کر چکے ہیں، انہوں نے سب سے زیادہ اپنے لوگوں پر invest کیا ہے اور ultra processed foodsپر tax لگایا ہے۔اگر High Fat Salt and Sugar Tax لگایا جائے تو اس کی مد میں ایک سو دس ارب روپے کی اضافی آمدنی ہو گی اور بیماریوں سمیت صحت کے اخراجات، جو ultra processed foods اور غیر معیاری تیل کی وجہ سے ہوتے ہیں، ان میں تقریباً450ارب روپے کی بچت ہو گی۔مجموعی قومی فائدہ سات سو ارب روپے کا ہو گا۔

اس کے علاوہ غیر پیداواری زرعی آمدنی پر tax لگایا جائے۔اس میں چھوٹے کاشتکار شامل نہیں ہیں، ان کو بالکل tax سے مستثنیٰ کرنا چاہیئے اور میں اس پر believe کرتی ہوں۔لیکن پچاس سے سو ایکڑ کی غیر پیداواری زمین پر10 فیصد tax اور سو ایکڑ سے اوپر کی زمین پر15 فیصد taxاگر عائد کیا جائے تو اندازاً دو سو ارب روپے کی آمدنی متوقع ہے۔اسی طرح Luxury Property Tax ہے۔جو لوگ ایک سے زیادہ buildings, plots، گھر یا properties own کرتے ہیں، ان پر یہ tax لگایا جائے۔پانچ کروڑ سے دس کروڑ مالیت کی ایک سے زیادہ propertyپر1فیصد Luxury Property Tax اور دس کروڑ سے اوپر کی property پر2فیصد tax لگایا جائے۔ایک اندازے کے مطابق200ارب روپے کی آمدنی اس سے متوقع ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کو اپنی ترجیحات کو ٹھیک کرنا ہو گا۔ایسا نہیں ہے کہ ہمارے لوگ tax ادا نہیں کر رہے۔میرا تعلق کراچی سے ہے اور کراچی اس وقت سب سے زیادہ tax دے رہا ہے۔لیکن یہ بالکل ایسا ہی ہو گیا ہے۔ابھی میں یہاں اپنے ساتھیوں کی بات سن رہی تھی۔کوئی کہہ رہا تھا کہ وفاق اپنا share ادا کرے، کوئی کہہ رہا تھا کہ صوبہ اپنا share ادا کرے۔مجھے تو ایسا لگا کہ ایک ماں بیٹھی ہے اور اس کے دو بیٹے کہہ رہے

ہیں کہ ایک کہہ رہا ہے کہ تم سنبھالو، دوسرا کہہ رہا ہے کہ تم سنبھالو۔ کسی کو اس کا احساس نہیں کہ وہ ماں ہے تو یہ سسٹم چل رہا ہے، لیکن اگر وہ ماں ختم ہو جائے گی تو آپ کے پاس کچھ بھی نہیں رہے گا۔ پاکستان زندہ باد۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آنریبل امیر مقام صاحب۔

وزیر برائے امور کشمیر و گلگت بلتستان، ریاستیں و سرحدی امور (جناب امیر مقام): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر صاحب! سب سے پہلے جنیوا میں Islamabad Accord ہونے جا رہا ہے، اس پر پوری پاکستانی قوم کو میں مبارکباد دینا چاہتا ہوں، اور ساتھ ساتھ وزیراعظم پاکستان شہباز شریف صاحب، فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب اور پوری ٹیم کو بھی کہ ان کی انتھک محنت اور اخلاص کی وجہ سے یہ دن ہمیں دیکھنے کو ملا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ تیسرا ایسا موقع ہے۔ ایک وہ موقع تھا جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے تھے 1998 میں۔ وہ بھی پوری قوم کے لیے سب سے بڑا خوشی کا دن تھا۔ دوسرا وہ دن تھا، جس کا ہم حصہ بھی رہے اور معرکہ حق جو ہمارے وہم و گمان اور خواب میں بھی نہیں تھا کہ ہم سے 10 گنا بڑا دشمن، جس کے پاس اتنے resources اور وسائل ہیں، اگر پاکستان پر حملہ کرے تو پاکستان کو فتح ہو گی۔ وہ دن بھی ہمیں دیکھنے کو ملا اور 10 مئی سے پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک نئی شکل میں ابھرا۔ وہ بھی ایک عظیم دن تھا اور اس سے ایک نیا پاکستان دنیا کے سامنے آنے لگا کہ پاکستان کی افواج اور قوم میں اتنا ٹیلنٹ، اخلاص اور صلاحیت موجود ہے کہ کم وسائل ہوتے ہوئے بھی اس کا جواب دے اور مقابلہ بھی کر سکتے ہیں۔ اور یہ جو ابھی peace accord ہونے جا رہا ہے، یہ تو ہمارے خواب میں ہو سکتا تھا کہ ایک دن اس طرح آ سکتا ہے، مگر عملی طور پر ہماری سوچ میں نہیں تھا کہ ایک دن اس طرح بھی آئے گا کہ پوری دنیا کا مرکز اسلام آباد اور پاکستان ہو گا، اور پوری دنیا سے لوگ آئیں گے اور امن کی بات چیت کریں گے۔ تو اس پر میں کہتا ہوں کہ جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے، اور ہماری لیڈرشپ نے جس اخلاص سے اس میں کام کیا، وہ سارے دعاؤں کے مستحق ہیں اور وہ نہ صرف پاکستان کی تاریخ میں بلکہ دنیا کی تاریخ میں بھی یاد رکھے جائیں گے، ان شاءاللہ تعالیٰ۔

میں جناب سپیکر! اپنی دو تین باتیں، جو مجھ سے متعلق ہیں، ان پر بات کروں گا۔ ایک بات GB کے انتخابات کے بارے میں، بھی کی گئی کہ پہلی دفعہ آپ نے اس طرح دیکھا کہ یہاں وفاق میں جن کی حکومت ہے، انہوں نے وہاں حکومت نہیں بنائی۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو داد کے مستحق ہیں۔ حکومت بنانا اس طرح کی بات نہیں، پہلی دفعہ GB کی تاریخ میں ایسا ہوا کہ وہاں توڑ پھوڑ نہیں ہوئی۔ میرے بھائی جو اس طرف موجود ہیں، اگر آپ 2020ء کے نتائج دیکھیں تو سب کچھ ہونے کے باوجود ہمارے پی ٹی آئی کے بھائیوں کو 6 نشستیں ملیں، مگر توڑ پھوڑ، لوگوں کو لانے اور سب کچھ کرنے کے باوجود وہی نشستیں زیادہ ہو گئیں۔ اسی طرح پہلے اگر دیکھیں، ماضی میں تو جانا نہیں چاہتا، مگر اس دفعہ تو میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل genuine ہیں۔ میں یہ ثبوت اور دلائل کے ساتھ کہتا ہوں۔ میرے ایک بھائی صبح تقریر کر رہے تھے، جنید اکبر صاحب، تو بالکل اس کا ایک واقعہ ہوا اور ہم سب نے اس کا نوٹس لیا، اور چند منٹوں، گھنٹوں میں اس کی رہائی بھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد ہم نے کہا ہے کہ جتنے بھی آ سکتے ہیں آئیں، اپنی campaign چلائیں، اپنی بات کریں۔ آپ کا حق ہے، عوام کے پاس جائیں اور اپنا منشور پیش کریں۔ اسی طرح دوسری جانب کی ہر پارٹی کی لیڈرشپ آئی اور اپنی بات کی۔ تو میں

کہتا ہوں کہ اس کو بجائے اس شکل میں لینے کے، واقعی اس میں ماضی کی طرح ایسا نہیں ہوا کہ ایک کو ادھر سے پکڑ لیا اور دوسرے کو ادھر سے اور ہماری پارٹی کا منشور اور ہمارے قائد نواز شریف صاحب کا بھی یہی عزم ہے۔ میرے سامنے یہ بات ہوئی۔ 2013ء میں کے پی میں انتخابات ہوئے، اور پی ٹی آئی سب سے بڑی پارٹی بنی۔ اگر ہم دوسری پارٹیاں مل کر آجاتے تو ہم بھی حکومت بنا سکتے تھے، مگر نواز شریف صاحب نے کہہ دیا کہ یہ سب سے بڑی پارٹی ہے، ان کو مینڈیٹ ملا ہے، ان کا حق ہے کہ یہ حکومت بنائیں۔ اسی طرح جب پیپلز پارٹی سب سے بڑی پارٹی بنی تو ہماری لیڈر شپ نے ان کو مبارک باد بھی دی، اور ان کا حق ہے کہ وہ اپنی حکومت بنائیں۔

اور کشمیر کے حوالے سے میں اتنی بات کروں گا کہ ایک ایکشن کمیٹی بنی، اور لمبی چوڑی ہماری meetings بھی ہوئیں۔ ان کے مطالبات بھی سامنے آئے ہیں اور ہم نے ان کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا، جس میں AJK Government اور Federal Government بھی تھی۔ ہم سب نے ان کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے۔ 38 نکات تھے، ہم نے سب پر کام کیا اور تقریباً اس کی باقاعدہ ہفتہ وار meetings بھی ہوئیں۔ میں نے اپنی سیاسی زندگی کے 25،20 سال میں کم از کم اس طرح fast کام نہیں دیکھا، ان کی implementation کے حوالے سے۔ ان کا صرف ایک مطالبہ ایسا تھا جس کے لیے ہم نے کہا کہ Legal Committee ان کے ساتھ بیٹھ جائے اور بات کرے۔ مگر آخری میٹنگ، جو ہمارے ساتھ ہوئی، انہوں نے لکھ کر بھی مجھے دے دیا اور زبانی بھی کہا۔ ڈاکٹر طارق صاحب بھی میرے ساتھ تھے، انہوں نے زبانی بھی کہا اور لکھ کر بھی دیا کہ ہمارے مطالبات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ AJK کے آئین میں جو Oath لکھا ہوا ہے، اور جو اس کی پارلیمنٹ کا Member بنتا ہے تو اس کو یہ حلف لینا ہوتا ہے کہ پاکستان کے ساتھ loyalty اور وفاداری کا، تو انہوں نے کہا کہ یہ شق بھی نکالی جائے۔ یہ شق انہوں نے ہمیں دی، اور 38 مطالبات کے علاوہ سات ڈیمانڈ اور بھی دیے گئی اور ڈیمانڈ اس سے آگے بھی تھی، مگر ان میں ایک ڈیمانڈ یہ بھی تھی۔ تو جو کچھ بھی ہے، ہمیں ہر پارٹی کو قومی مفادات کو سامنے رکھنا چاہیے اور اسی انداز سے بات کرنی چاہیے۔ جو کچھ ہو رہا ہے، اس میں AJK Government بھی ہے اور Federal Government بھی، اور سارے stakeholders اس کا حصہ رہے ہیں کہ ابھی کیا option ہے اور کیا کیا جانا چاہیے۔ ہمارے ذہن میں واحد option یہی ہے کہ انتخابات ہو جائیں، آزادانہ ہوں، اور جو بھی لوگ آئیں ان کو موقع دیا جائے کہ وہ اس معاملے کو آگے لے کر جائیں اور اسے run کریں۔

جناب! میں اس سے ہٹ کر ایک دو باتیں اور بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں وزیر ہوں یا اس پارلیمنٹ کا Member میری تاریخ اس طرح کی ہے کہ جب بھی میری قوم مشکل میں پڑی تو میں نے ان کا ساتھ دیا۔ یہ بات اس طرح نہیں ہے کہ میں صرف speech کرتا ہوں، بلکہ عمل سے ظاہر ہے۔ اگر دہشت گردی آئی تو سب کے سامنے ہے کہ میں نے ایک دفعہ نہیں بلکہ سات دفعہ موت کو دیکھا، اور تین چار خودکش حملے بھی face کیے۔ کئی لوگ میرے ساتھ شہید بھی ہوئے، مگر ہم ان کے سامنے حق اور سچ کی بات کرتے رہے۔ اسی طرح ہم نے لوگوں کے حقوق کے لیے بھی آواز اٹھائی۔ آج صبح میرے ایک بھائی کہہ رہے تھے کہ آپ کی باری بھی آئے گی، جو کچھ ہو رہا ہے۔ تو میں نے کہا تھا کہ ہم نے پہلے بھی یہ باری دیکھی

ہوئی ہے۔ جو ابھی نہیں ہیں باہر چلے گئے ہیں، 1999ء میں اس پارلیمنٹ میں شاید کسی کو اندازہ نہ ہو، مگر وہ یہاں DG NAB تھے، اب جو ہمارے ساتھ پارلیمنٹ میں ہیں۔ ہم نے 1999ء میں بھی ان کا NAB دیکھا، ان کے پاس بھی پیش ہوئے اور ساتھ بھی رہے۔ اور پھر جب 2018ء میں NAB آئی تو کسی پر ایک مقدمہ اور کسی پر دو، اور میں نے بائیس مقدمات face کیے۔ ایک دن NAB میں جایا کرتا تھا، دوسرے دن Anti-Corruption اور تیسرے دن FIA وغیرہ۔ تو یہ ساری چیزیں دیکھ بھی لیں ہیں اور face بھی کیں ہیں۔ اس طرح ہمارے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے، مگر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ کوئی ایسی چیز سامنے نہیں آئی اور نہ ثابت ہوئی۔

آج میں ایک اہم issue کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بھی میرا کوئی ذاتی issue نہیں ہے۔ آپ لوگ کہیں گے اکثر کہ آپ تو Cabinet کے Member ہیں، تو آپ کو کیا ضرورت ہے؟ تو میں نے اس level پر بھی بات کی، اپنی Cabinet میں بھی کی، اور Prime Minister پاکستان سے بھی آج صبح بات کی۔ میں Ex-FATA اور PATA کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ Ex-FATA اور PATA وہ علاقے ہیں جنہوں نے پاکستان کو بہت کچھ دیا ہے، اپنا خون بھی دیا اور سب کچھ دیا۔ اگر آپ کے سامنے ہمارے دوسرے بھائی بھی گواہ ہیں کہ ہم اپنے ہی ملک میں مہاجرین بنے، پاکستان کے لیے اپنے گھروں سے نکلے، اور دہشت گردی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ پورے پاکستان میں امن لانے کے لیے بھی ان لوگوں نے کردار ادا کیا۔ پچھلی مرتبہ یہ بات ہوئی تھی کہ taxation ہونی چاہیے۔ اس حوالے سے discussion بھی ہوئی کہ Sales tax ہونا چاہیئے ان پر جو لوگ باہر سے مال لارہے ہیں اور اس کو misuse کیا جارہا ہے تو ہم نے کہا چلو جو آتے ہیں port پر آپ ان سے دس فیصد tax لیا کریں۔ مگر اس بات کے ساتھ ہم نے یہ بھی کہا کہ یہ آگے پھر tax نہیں ہونا چاہیئے۔ وہی جو لوگ چھوٹا موٹا اپنا کاروبار کرتے ہیں، کسی کا ہوٹل ہے اور کوئی دکاندار ہے، کوئی کیا چیز بیچ رہا ہے تو وہاں tax نہیں ہونا چاہیئے۔

آج میرے notice میں آیا ہے اور میں نے FBR والوں سے پوچھا بھی کہ یہ وہی exemptions نہیں ہوئی ہیں جن کے لئے میں نواز شریف کے پاس گیا تھا 2016 میں جب Customs Act نافذ ہوا۔ ہم سارے ان کے پاس گئے اور انہوں نے مہربانی کی اور اس Act کو اسی زمانے میں واپس لیا۔

ابھی دوبارہ بھی دو تین دفعہ extension ملا ہوا تھا پانچ سال کا 2023 تک۔ تو 2023 سے 2024 تک بھی ہماری حکومت نے شہباز شریف صاحب کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے relief دیا 2024 سے 2025 تک اور 2025 سے پھر اس سال تک 2026 سے 30 جون تک۔

لیکن ان کے ساتھ یہ بات ہوئی تھی کہ Provincial Government بھی اور Federal Government بھی کوئی ایسا کام کریں گی کہ ان لوگوں کی تقدیر بدلے اور یہاں سڑکیں بنیں، ہسپتال بنیں، سکول بنیں دوسری چیزیں ہوں لیکن unfortunately وہ نہیں ہوئیں۔

توآج جو میرے سامنے بات آئی میں نے FBR والوں سے بات بھی کی اور Chairman FBR سے بھی بات کی۔ توآج میرے لیے یہ بات یہ نہیں کہ میں یہاں ہوتے ہوئے ان کا احساس نہ کروں، ہمارے لیے وہی لوگ اہم ہیں، وہی علاقہ، ہمارے لیے ادھر کا سب کچھ اہم ہے۔ تو میری آپ سے بھی یہ زوردار اپیل ہے کہ ان حالات میں، اس دہشت گردی کے حالات میں ان کو احساسِ محرومی نہیں ہونا چاہیئے کہ وہی tax لاگو کر دیا جائے۔ اگر آپ border trade چاہتے ہیں افغانستان کے ساتھ کہ ان کا trade بھی بنے، سب کچھ بنے۔ اگر نیچے دیکھتے ہیں تو ابھی بھی وہی حالات ہیں۔ تو اس کی کوئی بات ہرگز نہیں ہونی چاہیئے اور اس کے کوئی اچھے اثرات بھی نہیں ہوں گے اور یہ کسی ایک پارٹی یا individual کا مسئلہ نہیں، ہم سب کا ہے۔

تو میں یہاں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں اور میں نے یہ بات ہر جگہ کی ہے اور پھر بھی میں آپ کی وساطت سے اور اس پارلیمنٹ سے Finance اور FBR، والوں سے کہتا ہوں کہ جس طرح ابھی تک چلتا رہا ہے تو اس کو اسی طرح آگے بھی چلنا چاہیے، یہ سب سے اہم بات ہے۔

دوسری بات کہ tobacco والوں کا جو حشر ہو رہا ہے۔ ابھی بھی میرے ساتھ کوئی سو بندوں کا وفد مل کے گیا اور وہ لوگ نہج پر پہنچ رہے ہیں کہ اس industry کو بند کیا جائے۔ تو یہ کسی ایک کارخانے دار کا issue نہیں ہے۔ اس میں ہمارے KP کے کوئی 9 اضلاع ہیں اور ان 9 اضلاع کے ساتھ اسی طرح harassment کرنا، ایک جگہ دوسری جگہ، FBR والوں کی طرف سے اور دوسری side سے۔ تو یہ بھی میری demand ہے سب سے کہ اس کے لیے کوئی ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ اس میں Provincial Government اور Federal Government کے بھی لوگ ہوں اور ان لوگوں سے بھی نمائندے لیے جائیں اور آگے ان کو سنا جائے اور ان کے ساتھ کوئی double معیار یا double سوچ نہیں ہونی چاہیئے۔ ہم سارے ان کے ساتھ ہیں اور اس انڈسٹری کو بند کرنے سے کئی لوگوں کا روزگار بھی بند ہو جائے گا۔

باقی یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے چاہے ادھر بیٹھے ہوں یا ادھر بیٹھے ہوں، سیاسی وابستگی کے علاوہ کہ میں اپنے علاقے کی بات کرنا چاہتا ہوں ما لاکنڈ ڈویژن کی unfortunately وہاں پر بھی کچھ ہمیں نظر نہیں آ رہا۔ As a whole اگر میں دیکھتا ہوں unfortunately تو یہ بات ہو رہی ہے کہ اُسی mandate کو تو یہ ٹھیک کہتے ہیں کہ ٹھیک ملا ہے۔ تو اس ٹھیک mandate والوں سے ہم اب سوال کرتے ہیں کہ وہاں کیا حشر ہے، کیا حال ہے ؟! اگر ایک ایک چیز پر آپ جاتے ہیں اور وہاں تو اب لڑائیاں ہو رہی ہیں اور بات کچھ ہے نہیں۔

یہاں ہر ایک کہتا ہے کہ میری باری رہ گئی۔ اگر تین Chief Ministers چنے ہوئے تو چوتھا کہتا ہے کہ میں آجاؤں اور میری باری آ جائے کہ میں اپنا کام کر کے دکھاؤں۔ تو ہماری ان سے یہ appeal ہے کہ خدا کے لیے یہ باریاں بے شک لے لیں اپنی جگہ لیکن اس صوبے اور اس عوام کے لیے بھی کچھ کام کریں۔ ویسے تو اس طرح کی بات ہے نہیں اور آج تک ہمیں یہ ہمارے پاس آئے نہیں ہیں۔ صرف یہ باتیں ہم دیکھ رہے ہیں کہ احتجاج، اگر ان کو احتجاج کرنا ہے تو KP کی عوام کے سامنے احتجاج کر کے ان کے کاروبار بند کرانا، ان کی دکانیں بند کرانا اور ایک message دینا۔

توان کو چاہیئے کہ اپنی ترجیحات میں اگر تین دفعہ آپ کو mandate مل گیا۔ایک دفعہ نہیں تین دفعہ توآپ start لے لیں اور دوسرے پر تنقید کا آپ کو حق ہے ڈٹ کر کریں۔ مگر شروع کریں کہ ہم نے یہ کیا، یہ کیا، یہ کیا۔

اگر یہ merged اضلاع کی بات کرتے ہیں۔تو میں ان سے بھی سوال کرتا ہوں کہ چار بجٹ آپ نے پاس کیے ہیں۔ان چار بجٹوں میں 2018 سے لے کر 2022 تک آپ نے کتنا فنڈ دیا ہے ان کو؟ وہی 100 ارب کا وعدہ تھا کہ ہر سال ملیں گے۔توآپ نے کتنا دیا؟

دوسرا ہر ایک کو وہیں سے آگے بڑھنا چاہیئے اور ہم کہتے ہیں کہ KP Government کا مقابلہ دوسری provincial government کے ساتھ ہونا چاہیئے۔پنجاب اور سندھ کے ساتھ ہونا چاہیے اور ان کو اپنی عوام کے برابر رکھنا چاہیئے کہ وہاں یہ ہو رہا ہے اور ہم یہ کر رہے ہیں۔

اگر آپ دیکھ لیں تو کسی کو اس طرح کا continuously mandate نہیں ملا۔اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ موقع دیا ہے مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی جناب خوشحال خان کاکڑ صاحب۔

جناب خوشحال خان کاکڑ: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر۔ڈپٹی سپیکر صاحب! آپ نے مجھے بجٹ پہ بولنے کا موقع دیا ہے اور امید ہے کہ آپ کم از کم آج مجھے ٹائم دیں گے۔

جناب سپیکر! یہ جو بجٹ آج پیش کیا گیا ہے یہ تو نہ عوام دوست ہے، نہ غریب دوست ہے، نہ عوام کی توقعات پر پورا اترتا ہے اور نہ ضمنی حقائق پہ پورا اترتا ہے۔اس بجٹ میں صرف ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے قرضوں میں کتنے پیسے دینے ہیں، ہم نے defence کے لیے کتنا پیسہ رکھا ہے اور آنے والے سال کے لیے ہم عوام کی جیبوں سے کیسے پیسے نکالیں گے؟ ان کے اوپر کیسے بوجھ ڈالیں گے؟ آنے والا قرض کیسے ادا کریں گے؟ آنے والا defence کا جو خرچہ ہے جو defence expenses ہیں وہ کیسے پورے کریں گے؟

جناب سپیکر! اگر ہم بجٹ کی بات کریں تو یہ ایک اجتماعی استحصالی بجٹ ہے۔یہاں قوم کے لیے اس بجٹ میں کچھ نہیں رکھا گیا۔ یہاں NFC کا جو share ہے یہ revisit ہونا چاہیئے۔آبادی کے لحاظ سے جو weightage آپ نے رکھا ہے وہ کم از کم ہم کہتے ہیں کہ آپ 30 سے 40 فیصد اسے رکھیں۔ باقی indicators آپ اس میں شامل کریں جیسے Climate Change ہے، دہشت گردی ہے، جہاں پہ غربت ہے، multi-dimensional poverty جو ہے، Inverse Population Density کی جو weightage ہے اسے آپ بڑھائیں۔یہ NFC کا جو formula ہے یہ اس وقت قابل قبول نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت پشتون آپ سے ناراض ہے، بلوچ آپ سے ناراض ہے، گلگتی آپ سے ناراض ہے آپ کارنامہ کر کے آئے ہیں اس الیکشن میں۔ کشمیری آپ سے ناراض ہے، آنے والے وقتوں میں آپ کے خلاف سرائیکیوں نے اٹھنا ہے۔ سندھ کے اندر بغاوت ہو رہی ہے کہ نہیں مانتے آپ کی اکثریت اور آپ کے یہ فیصلے۔

آج پاکستان کی ایک ایسی شخصیت، پاکستان کی عوام یہ کہتی ہے کہ خوفزدہ ہیں، ہم مایوس ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ ایک سابق وزیراعظم کے ساتھ یہ سلوک کیا جارہا ہے جبکہ وہ اس ملک کی سب سے زیادہ ووٹ لینے والی پارٹی کا سربراہ ہے۔ وہ جیل میں بیٹھا ہوا ہے۔ جب ایک وزیراعظم کی یہ حیثیت ہے۔ جب ایک طاقتور انسان کی یہ حیثیت ہے اور اُس کے ساتھ یہ سلوک کیا جارہا ہے تو عام انسان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا۔ عام انسان کی عزت و مال کا تحفظ کہاں ہے؟ ہم درخواست کرتے ہیں کہ اگر آپ نے ایک قدم آگے بڑھانا ہے، آپ پاکستان کی عوام کے لیے عمران خان صاحب کو آزاد کریں ایک goodwill gesture کے لیے آپ ان کو آزاد کریں۔

جناب سپیکر! بتایا جاتا ہے کہ یہاں پر export-led growth کی بات کی جاتی ہے، پشتونوں کی export and import trade افغانستان کے ساتھ ہے۔ ہماری افغانستان کے ساتھ 2.5 بلین ڈالر کی export trade ہے، وہ آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے مکمل طور پر بند ہے۔

آج تک خیبر پختونخوا، پشتون بیلٹ پر عدم استحکام ہے، معاشی بحران اور دہشت گردی ہے، وہاں لوگ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔

میں خواجہ آصف صاحب کی بڑی قدر کرتا ہوں۔ پرانے سیاستدان ہیں میں ان کو بہت مانتا ہوں، نڈر انسان ہیں، حق کی بات کرتے ہیں، کبھی کبھی حقائق بیان کر دیتے ہیں۔ کچھ سال پہلے انہوں نے یہاں پر افغانستان کے متعلق حقائق بیان کیے تھے۔ جناب سپیکر! پتہ نہیں خواجہ صاحب اُس دن غصے میں تھے یا اُن سے slip of tongue ہوگئی۔ انہوں نے افغانستان کو اور افغانیوں کو اپنا دشمن قرار دے دیا۔ ہم مانتے ہیں کہ ہماری پالیسیوں کی وجہ سے وہ ناراض ہیں، غصے میں ہیں، اُن کو اعتراض ہے لیکن وہ آپ کے دشمن نہیں ہیں۔ 1965 کی جنگ میں انہوں نے آپ کی مخالفت نہیں کی، نہ 1971 میں کی، نہ سیاچن میں کی اور نہ انہوں نے کارگل میں آپ کی مخالفت کی۔ ایک sitting افغان President نے آپ کے ایک نیوز چینل پر کہا کہ اگر پاکستان پر حملہ ہوتا ہے تو افغانستان پاکستان کے ساتھ کھڑا ہوگا۔ افغانستان آپ کا دشمن نہیں ہے۔

ہم تجویز کرتے ہیں کہ آپ افغانستان کیلئے dual citizenship announce کریں تاکہ Central Asia تک رسائی ہو اور ان کو South Asia تک رسائی ملے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے ایسے لوگوں اور ایسے خطے کی بات کرنا چاہتا ہوں، پشتون بلوچ مشترکہ صوبہ بلوچستان، یہ ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں شاید وہ حیران رہ جائیں کہ بلوچستان میں ان کو پتہ ہے، شاید وہ کہتے ہیں کہ وہاں پر صرف بلوچ رہتے ہیں، بلوچ غیرت مند اور تاریخی قوم ہے۔

وہاں پشتون آباد ہیں لیکن ان کی شناخت نہیں ہے، جب بلوچستان کی بات ہوتی ہے تو پشتونوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ میں اس صورتحال سے سب کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پشتون وہاں کن حالات میں رہتے ہیں۔

جناب سپیکر! تین بین الصوبائی راستے ہیں، کوئٹہ کراچی، کوئٹہ ڈی آئی خان اور کوئٹہ ڈیرہ غازی خان۔ ہم سفر نہیں کر سکتے ہیں۔ وہاں تجارت، کاروبار اور معیشت کا یہ حال ہے کہ افغانستان کے ساتھ راستے بند ہیں۔ نوکریوں میں ہمیں 10 فیصد کوٹہ بھی نہیں ملتا۔ وہاں زراعت نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ زراعت کیلئے آپ کو دریا چاہئیے، پانی چاہئیے۔ Indus Water Accord سے آپ کو حصہ چاہئیے۔ اگر بلوچستان کو حصہ ملا ہے تو وہ South اضلاع ہیں، وہاں north پر جو پشتون اضلاع ہیں، وہاں ایک بوند پانی بھی اس accord کے نہیں ملتا۔ جب آپ کے پاس نہریں اور دریا نہ ہوں تو آپ وہاں پر زراعت کس طرح کریں گے؟

وہاں پر لوگوں کے پاس ہنر ہی نہیں ہے، صلاحیت ہی نہیں ہے اور نہ گورنمنٹ کے کوئی پروگرامز ہیں، اور نہ وہاں پر ایسا کوئی بندوبست کیا گیا ہے کہ لوگوں کو ہنر دے سکیں تاکہ وہ ہنر کی بنیاد پر اپنے لئے کچھ کما سکیں۔ اگر UAE میں ہے تو ہماری بدبختی دیکھیں کہ پاکستان کے UAE کے ساتھ تعلقات خراب ہیں۔ اب ہمارے لوگوں کو وہاں سے بھی نکالا جا رہا ہے، ہم کیا کریں اور ہم کہاں جائیں؟ ہماری وہاں کوئی مدد نہیں کرتا، ہم ترس رہیں کہ ہم کھانے میں کیا کھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں۔

جناب خوشحال خان کاکڑ: جناب سپیکر! بولنے دیں، اس ایوان کو بتائیں کہ ان لوگوں کی بات آج تک کسی نے نہیں کی ہے۔ ہمیں ذرا بات کرنے دیجئے۔ اب بات یہ ہے کہ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں۔

جناب خوشحال خان کاکڑ: جناب سپیکر! ابھی wind up نہیں کر سکتے، وہاں پر بلوچ صاحب نے آدھا گھنٹہ بات کی ہے آپ کی پارٹی کے تھے اور آپ نے ان کو موقع دیا، ہمیں بھی موقع دیں، اس طرح تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے، ایسا نہ کریں۔

جناب خوشحال خان کاکڑ: جناب سپیکر! ہم انگریزوں سے آزاد ہو چکے ہیں یہ کیسی آزادی ہے، انگریزوں نے ہمیں ریلوے لائن دی تھی اور آپ نے دھوکے سے ہماری ریلوے لائن بیچ ڈالی۔ یہ کیسی آزادی ہے کہ ہمیں بجلی کا infrastructure جو کھربوں روپے کا تھا، وزیراعظم صاحب کہتے ہیں کہ میں نے احسان کیا آپ کو سولر پینل دے کر آیا، وہاں پر چوبیس چوبیس گھنٹے لوڈشیڈنگ ہے، ہمیں بمشکل دو گھنٹے بجلی ملتی ہے۔ آپ جو ہمارا infrastructure اتار کر لے گئے ہیں اُس حساب سے دیکھیں تو آپ ہمارے مقروض ہیں، اسی طرح Mines and Minerals Act ہے، میں اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے آباؤاجداد کی جو زمینیں تھیں وہ لاکھوں ایکڑ زمین ہمیں الاٹ نہیں کی جا رہی، allotment کیلئے

تیار ہیں، کمپنی بنانے کیلئے تیار ہیں آپ ہمیں الاٹ کریں آپ کمپنیوں کو الاٹ کر رہے ہیں۔ اسی طرح اگر Climate change کی بات کی جائے جناب سپیکر! جہاں پانی رکتا ہے آپ کو لگتا ہے کہ وہاں پر صرف نقصان ہوا ہے۔ ہمارا پہاڑی علاقہ ہے۔ پانی آتا ہے تو سب کچھ اپنے ساتھ بہا کر لے جاتا ہے وہ آپ کو دکھتا نہیں ہے کیونکہ وہاں پر پانی کھڑا نہیں ہوتا۔ ژالہ باری سے ہماری ساری فصلیں برباد ہو گئی ہیں۔ بلوچستان میں یہ جو پشتون بیلٹ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، آخری بات کریں گے؟ شور سے کچھ نہیں ہو گا۔ پہلے میری بات سنیں، اپوزیشن کا ٹائم پورا ہو چکا ہے۔ ایک منٹ آپ سن تو لیں، سنیں گے نہیں تو میں آپ کو Floor نہیں دوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ آپ کا time up ہو چکا ہے۔، آپ کے چیف وہیپ نے کہا ہے۔ ایک منٹ، آپ سن تو لیں۔ اگر آپ نہیں سنیں گے، تو میں Floor نہیں دوں گا آپ کو۔ تو گزارش یہی ہے کہ آپ کا ٹائم اب پورا ہو چکا ہے۔ چیف وہیپ صاحب آئے تھے کہ ہمارے ممبران رہتے ہیں، آپ ان کو سات، آٹھ منٹ دیں۔ آپ پندرہ سے سولہ منٹ تک بول چکے ہیں already۔ پانچ منٹ نہیں ہے، پورا House کا پھر۔ آخری بات کریں، مائیک کھولیں۔

جناب خوشحال خان کاکڑ: دو منٹ میں کر دیتا ہوں۔ اب چند تجاویز ہیں، Afghan trade بحال کیا جائے۔ سر! ہمیں special economic zone دیں economic zones دیئے جائیں قلعہ سیف اللہ ، مسلم باغ ، ژوب، خانوزئی کو ، لورالائی کو loans دیں، grants دیں، subsidies دیں۔ 250 ارب روپے ہمیں Dams کی مد میں دیں جب کہ ہمارے پاس نہریں نہیں ہیں۔ کوئٹہ پیکج کا اعلان کریں کیوں کہ کوئٹہ پانی کے لیے ترس رہا ہے کیونکہ کوئٹہ کا جو infrastructure ہے وہ سڑ چکا ہے بجلی کا، روڈوں کا، نالیوں کا وہ ختم ہو چکا ہے۔ اسی طرح ہمیں agriculture supports میں ہمیں loans دیں گرانٹس دیں۔ ہمیں باہر کی منڈیوں تک رسائی دی جائے ہمارے فروٹس اور میوہ جات کو ژوب ایئرپورٹ سے کارگو سروس فراہم کی جائے۔ جو ٹیکس فری زون ہے، سر! ہم ٹیکس کہاں سے دیں۔ دہشت گردی خیبر پختونخوا میں بھی ہے اور ہمارے علاقوں میں بھی ہے۔ ٹیکس فری زون کی مدت بڑھائی جائے۔ خیبر پختونخوا کو special fund فنڈ دیا جائے terrorism کے نام پر جو کم از کم 500 ارب کا ہونا چاہیے۔ Tobacco کا جو ٹیکس ہے پہلے تو آپ یہ ٹیکس فیڈرل سے لے کر خیبر پختونخوا کو دیں۔ اگر آپ نہیں کر سکتے تو کم از کم 10 سال تک تو دیں۔ پولیس، وہ لڑ رہے ہیں اپنے جوانوں کی قربانیاں دے رہے ہیں کم از کم 300 ارب ان کے infrastructure اور equipment's کے لیے اور ان کے جو جوان شہید ہو رہے ہیں ان کو خیبر پختونخوا میں دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کیجیے please۔

جناب خوشحال خان کاکڑ: CPEC 2.0 میں ہمیں حصہ دیا جائے۔ فاٹا کے لیے 150 ارب روپے کا package, special economic zones, Federal jobs, universities, scholarships, foods اور فوڈز کی مد میں subsidies دیں۔ ٹیکس فری ان کو زون دیں۔ بلوچستان یونیورسٹیز کو grants دیں۔ ہمارے ٹرک جلائے گئے ہیں۔ جو ژالہ باری سے سیلاب سے نقصانات ہوئے ہیں ان کو compensate کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، عامر نوید جیوا صاحب۔ کاکڑ صاحب 18 منٹ آپ بولے ہیں ابھی میں نے Floor دے دیا ہے۔

جناب نوید عامر: بہت شکریہ جنابِ سپیکر۔ آپ نے 27-2026 کے سالانہ Budget کے موقع پر اقلیتوں کی نمائندگی کرنے کے لیے مجھے موقع دیا، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج تیسرا Budget پیش ہو رہا ہے، سب سے پہلے میں پاکستان کی موجودہ Government کو، Prime Minister of Pakistan میاں شہباز شریف صاحب کو، President of Pakistan آصف علی زرداری صاحب کو، پاکستان کے Army Chief عاصم منیر صاحب کو بہت زیادہ خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دنیا میں قیامِ امن کے لیے، بالخصوص America-Iran جنگ بندی کے قیام کو یقینی بنایا اور ultimately دنیا کو Third World War سے بچایا۔ میں پاکستان کی موجودہ حکومت، تمام political leadership کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پوری قوم کا سر فخر سے بلند کیا ہے۔ میں پوری قوم کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ultimately, as a nation, we have successful in holding a peace in the world.

جناب سپیکر! جب سے یہ Government بنی ہے، میں 2024 میں جو Christian Marriage Act اس Parliament میں پیش ہوا اس کو appreciate کرتا ہوں۔ National Assembly of Pakistan نے اور Senate of Pakistan نے اس کو پاس کیا، اور پھر 11th December, 2024 کو یہ Christian Marriage Act پاس ہوا اور President of Pakistan آصف علی زرداری صاحب نے اس پر sign کیے۔

Christian Marriage Act میں جو wedding age تھی، Christian girl کے لیے وہ چودہ سال تھی اور جو لڑکے کے لیے تھی وہ سولہ سال تھی، وہ اب اٹھارہ سال ہو گئی ہے۔ میں موجودہ Government کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اقلیتوں کی جانب سے اور appreciate بھی کرتا ہوں۔ Last year، National Commission for Minorities، جو پاکستان کی مذہبی اقلیتوں کا ایک دیرینہ مطالبہ تھا، اس کا Bill دو دفعہ میں نے پیش کیا اور وفاقی وزارتِ انسانی حقوق نے Bill پیش کیا۔ میں نے اپنا Bill اس کے ساتھ club کیا اور خدا کے فضل سے 11 December 2025 کو National Commission for Minorities کا Bill متفقہ طور پر پاس ہوا۔ اس کا سہرا Prime Minister of Pakistan میاں محمد شہباز شریف، President of Pakistan آصف علی زرداری، وزارتِ انسانی حقوق، اور خاص طور پر Federal Minister اعظم نذیر تارڑ صاحب کو جاتا ہے۔ میں ان کو بہت زیادہ خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے Religious Minorities کا ایک دیرینہ مطالبہ منظور کیا اور پاکستان کی مذہبی اقلیتیں اس عمل میں سرخرو ہوئیں۔

جنابِ سپیکر! میں Budget پر بات کرتے ہوئے گزارش کروں گا کہ ہم یہاں مختلف صوبوں کے، مختلف زبانیں بولنے والے، مختلف مکاتبِ فکر کے اور مختلف عقیدوں اور مختلف مذاہب کے لوگ ہیں۔ ان کا مشترکہ اور متفقہ ایوان، National Assembly of

Pakistan ہے۔ میرا یہ فرض بنتا ہے، that is my constitutional responsibility کہ میں وہ تمام issues جو Religious Minorities کو درپیش ہیں، ان کو Parliament کے اندر نہ صرف raise کروں بلکہ ان کو lead بھی کروں۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ اس نظریے کو، اس doctrine کو categorically reject بھی کرتا ہوں اور condemn بھی کرتا ہوں کہ پاکستان کے کسی Budget میں Religious Minorities کی development کے لیے، youth loans کے لیے، کسی قسم کا کوئی fund نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر، پچھلے تین سال کے Budgets آپ اٹھا کے دیکھیں، کسی ایک sector میں بھی آپ کو Minorities کی development کے لیے کوئی ایک نکتہ بھی مل جائے تو پھر آپ کہیے گا۔

ایک وفاقی وزارت رکھی گئی ہے، Ministry of Religious Affairs and Interfaith Harmony۔ اس میں ایک desk اور ایک department بنا دیا گیا ہے قومی ہم آہنگی کا۔ جنابِ اسپیکر! میں بیان کرنا چاہوں گا کہ ہم قومی آہنگی کی پوری قوم کو ضرورت ہے۔ یہ صرف اقلیتوں کو ضرورت درپیش کیوں ہے؟ یہ ایسے ہی ہے جیسے سکولوں میں اسلامیات کا جو subject تھا، اس کا متبادل جو religious minorities کے لیے ایک subject رکھ دیا گیا، اخلاقیات۔ تو ہمارا موقف یہی رہا ہے کہ اخلاقیات کی ہر پاکستانی کو ضرورت ہے، صرف اقلیتوں کو کیوں ضرورت ہے؟ میں یہاں پر یہ بیان کرنا چاہوں گا کہ مختلف forums پر، پاکستان کی تمام political leadership یہ claim کرتی ہے کہ جناب سپیکر، آپ کے سامنے جو flag ہے، اس میں جو white color ہے، ہم کہتے ہیں کہ as a State کے کہ white color represents minorities of Pakistan۔ تو میں یہ سوال پوچھتا ہوں کہ پاکستان کے بجٹ میں اس white color کو کیوں ignore کیا گیا اور کیوں ignore کیا جاتا ہے؟

پاکستان کی religious minorities اگر وہ 5 % ہیں تو وہ بھی equally as Pakistani citizens of Pakistan ہیں۔ وہ taxpayer ہیں، ہم taxpayer ہیں، ہم اپنا حق مانگتے ہیں۔ ہمیں special fund نہیں چاہیئے اور ہمیں charity میں fund نہیں چاہیئے۔ جو ہمارے بھائی کھئیل داس، جن کو Minister بنایا گیا ہے، ان کے پاس جب جائیں، مجھے پتہ ہے وہ تیار ہیں میری تقریر کا جواب دینے کے لیے، ان کے پاس fund ہی نہیں ہے۔ 8 کروڑ ان کو fund دیا جاتا ہے، اس میں سے ہم نے scholarship بھی دینی ہیں اور 20 لاکھ روپے fund، فی MNA کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ بتائیں 8 کروڑ ایک وزارت اور ایک Minister کے ساتھ اور religious minorities کے ساتھ مذاق نہیں ہے؟ بس کیجیئے، بہت ہو گیا۔

میں گزارش کروں گا کہ we need equal development fund ۔ نہ صرف development fund بلکہ ہر جو بھی development کی scheme ہے، خواہ وہ youth loan ہے، وہ jobs ہیں، کچھ بھی ہے، اس میں پاکستان کی

religious minorities کو شامل کیجیے، مت ignore کیجیئے۔ یہی ہمارا ہمیشہ سے مطالبہ رہا ہے۔ Prime Minister of Pakistan نے 3 ماہ پہلے تمام اراکینِ پارلیمنٹ کو بلایا اور انہوں نے وعدہ کیا، special fund کے لیے انہوں نے allocation کی، لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کے equal اور similar citizens ہیں۔ہم بھی ویسے ہی Member Parliament ہیں جیسے دوسری جماعتوں کے ہیں، دوسرے جو majority سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ایسا attitude مت اپنایئے، ہمیں اقلیت ہونے کا احساس مت دیجیئے۔ Constitutionally یہ غلط ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ پاکستان سب کا ہے اور سب کے لیے یکساں اور برابری کے حقوق ہیں پاکستان میں۔جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہوں گا کہ اسلام آباد میں Government نے ایک decision لیا ہے کہ یہاں پر mega projects لارہے ہیں اور یہاں پر 12 سے 16 Christian colonies ہیں اور ایک لاکھ سے زیادہ Christian voters ہیں۔یہاں پر رمشہ کالونی ہے اور رمشہ کالونی کے ساتھ ساتھ کوئی 8,10 ایسی کالونیاں ہیں جن کو مسمار کرنے کے لیے وزارتِ داخلہ سے notification جاری ہو چکا ہے۔ہماری جو Christian community اسلام آباد کی ہے، ان کا رونا دھونا ان ایوانوں تک ابھی تک کیوں نہیں پہنچا؟ ہمارے لوگ انتہائی پریشان ہیں۔میں اپنا فرض مانتا ہوں کہ ان کا واویلا ایوان تک پہنچاؤں۔

جناب سپیکر! وہ کہاں جائیں؟ CDA کے ہزاروں ملازمین ہیں۔ایک لاکھ سے زیادہ votes ہیں اسلام آباد کے، بتائیں وہ کہاں جائیں؟ اگر Capital Development Authority کا attitude ہے تو بتائیں دوسرے شہروں کا کیا حال ہو گا؟ ہم دنیا کو کیا message دے رہے ہیں؟ پھر ہم کہتے ہیں کہ وہ لوگ protest کر رہے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس طرح کا موقع مت دیں۔میں وزارتِ داخلہ سے گزارش کروں گا کہ براہِ کرم ایک committee تشکیل دیجیئے جس میں جو اراکینِ پارلیمنٹ ہیں Christian community کے، ان کو کم از کم relief ملے، ان کو متبادل جگہ ملے جہاں پر جا کر وہ رہ سکیں۔وہ بتائیں، جب ان کو وہاں سے ہٹا دیں گے تو وہ کہاں جائیں گے؟ ہزاروں کے حساب سے لوگ سراپا احتجاج ہیں۔جب ریاست موقع دیتی ہے تو پھر مختلف لوگ موقع ڈھونڈ کر ملک کے خلاف propaganda کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں KP میں، پشاور کے Edward college میں صوبائی حکومت کی interference کو condemn کرتا ہوں۔ہمارے یہ مذہبی مقامات ہیں۔ Edward college ایک Christian institution ہے، اس کو مت چھیڑیے۔انہی اداروں سے پاکستان کی مذہبی اور سیاسی leadership نے تعلیم حاصل کی ہے اور اب انہی اداروں سے ہم تعلیم حاصل کر کے کیا پیغام دے رہے ہیں؟ کہ ہم یہاں سے تعلیم حاصل کر کے آپ کے لیے اس طرح کا متعصبانہ رویہ رکھتے ہیں۔جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ جو متعلقہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، مائیک کھولیں، آخری تین منٹ۔

جناب نوید عامر: جناب سپیکر! پنجاب میں FC college ایک historical ادارہ ہے، اس کی building کو مسمار کر دیا گیا ہے۔ ہم یہ رونا دھونا یہاں نہ کریں تو کہاں جائیں؟ میں پنجاب کی حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہاں پر جو ناجائز قبضہ ہے اور جو مسمار کیا گیا ہے ہمارے Christian institution کو، FC college ایک نام ہے جس نے پاکستان کی education میں ایک کردار ادا کیا ہے تحریکِ پاکستان سے لے کر آج کے دن تک۔ تو میری گزارش ہے کہ ہمارے ان issues کو take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کا point آگیا، شکریہ۔ تہمینہ دولتانہ صاحبہ۔

بیگم تہمینہ دولتانہ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بجٹ آیا۔ Rupees 1877 trillion and this amount was given by the Finance Minister and was signed by the Prime Minister. I think, in this difficult time یہ بڑا مشکل تھا Prime Minister کے لیے کہ کس طریقے سے ہم سب چیزوں کو manage کریں، کیونکہ پاکستان کی geography کو دیکھیں۔ تو ہماری geography یہ ہے کہ ایک طرف ہمارے India ہے اور دوسری طرف Afghanistan ہے، جو ہر وقت بلوچستان میں کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ Iran کے ساتھ ہمارے حالات بہت اچھے ہو گئے ہیں۔ نہیں تو پہلے Iran کے ساتھ بھی ہمارے حالات کچھ اچھے نہیں تھے۔ ہماری Armed Forces کو دیکھیں کہ کس طرح اور ہر طرف اپنے آپ کو cover کرنا ہوتا ہے، ملک کو بچانا ہوتا ہے۔ جب India نے ہمارے اوپر ایک بے تکی سی war شروع کر دی اور پھر جس قسم کی ان کو پچھاڑ ملی اور جس طرح اس لڑائی میں ہم جیتے یقین مانیں میں ملک سے باہر تھی اور جب مجھے پتا چلا کہ ہم جیتے ہیں، میں نے تو بہت زور سے چھلانگ ماری، حالانکہ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ لیکن اس چیز کے بعد ہمارا ملک آہستہ آہستہ اٹھنا شروع ہوا، ہماری پہچان آئی کہ India جو اتنا بڑا ہے، اس اتنے بڑے ملک کو کس طریقے سے پاکستان نے ہرایا پھر America کو بھی ہم نظر آنا شروع ہو گئے اور پھر ہماری جو تاریخ تھی وہ بھی لوگوں کو نظر آنا شروع ہو گئی کہ اس تاریخ میں دیکھیں کہ یہ لوگ ہارتے جیتتے رہے، 1965 کی war بھی ہم جیتے تھے 1971 میں جو کچھ ہوا اور ہمارا ملک دو حصوں میں تقسیم ہو گیا وہ دکھ ہم سب کے لیے تھا۔ اس دکھ کو نہ ہم آج بھولیں نہ کبھی بھول سکتے ہیں۔ اگر خوشی یہ ہے کہ آج Bangladesh اور ہمارا پیار محبت بہت ہے۔ ہم نے ایک اور سبق بھی سیکھا ہے کہ جو ہمارا جمہوریت کا طریقۂ کار ہے وہ دوسروں سے مختلف ہے، ایک جمہوری سسٹم جو ایک Western democracy ہے اس طریقے سے ہم نہیں چل سکتے، ہمیں جمہوریت وہ دیکھنی پڑے گی جو ہمیں سوٹ کرتی ہے اور وہ جمہوریت ہے جس میں ہمیں اپنی Army کو اپنے Chief of Army Staff کو، ہمیں اپنے PM کو، دونوں کو اکٹھا لے کے چلنا پڑے گا اور وہی ہمارے Prime Minister نے کیا آج یہ دونوں اتنی خوبصورتی سے اکٹھے چل رہے ہوتے ہیں کہ پورا پاکستان دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے یہ حکومت چلے گی اور ان شاء اللہ اگلی حکومت بھی اسی طرح چلے گی اور نہ صرف یہ مگر جس طرح Pakistan People’s Party بھی ہمارے ساتھ پیار سے چل رہی ہے here and there تھوڑی بہت rift آتی ہے مگر پھر شہباز شریف صاحب بڑے پیار سے ان کی بات بھی مان لیتے ہیں اور پھر آگے چلنا شروع ہو

جاتے ہیں اور وہ اپنے بجٹ میں دکھادیتے ہیں کہ کوئی بات نہیں Gilgit-Baltistan میں کچھ مسئلہ ہوا تو پھر وہ چپ کر کے بات مان گئے اور آگے چلنا شروع ہو گئے۔ اتنے بڑے دل سے ہمارا Prime Minister چل رہا ہے، ہمیں اپنے بجٹ میں بھی اسی طرح سارا کچھ کرنا پڑا جو کبھی کبھی اپنی بہنوں کو اور اپنے بھائیوں کو تھوڑا سا بتانا بھی پڑتا ہے۔ احسن اقبال صاحب نے بتایا کہ یہ لوگ جیلوں میں گئے، ہمیں نہ بھولا کریں ہم نے بھی جیلیں کاٹی ہیں، اگر سارا وقت ملا کے تقریباً سال ایک تو میں نے بھی جیل کاٹی ہے۔ اس وقت جاوید ہاشمی صاحب تھے چھ سال انہوں نے بھی کاٹے ہیں سعد ساتھ تھے انہوں نے بھی کاٹا ہے اور ہمارے اور بھی بھائی تھے انہوں نے بھی کاٹا ہے، جن کی وفات ہو گئی ہے میرے husband کے والد صاحب نے بھی وقت کاٹا تھا مطلب یہ یاد رکھنا چاہیے کیونکہ وہ آسان وقت نہیں تھا۔ اس میں General Musharraf کا دور تھا اور ایک ایک چیز کے اوپر وہ نگاہ رکھتے تھے، ایک ایک چیز کے اوپر میرے پاس ایک مشقتی ہوتی تھی میں اس کے ساتھ بیٹھتی تھی اور ڈبے ہم نے رکھے ہوئے تھے، روٹی ہم رول کر کے اخبار کے اندر رول کر کے، وہ ہم مردوں کو بھیجتے تھے اور چھوٹے ڈبوں میں کوئی سالن، جو چیز بھی ہمیں سبزی ملتی تھی، کبھی کبھار قسمت زیادہ اچھی ہو جاتی تھی تو مرغی بھی مل جاتی تھی، جو ہم پیسے دے کے باہر سے ان بڑی دیواروں کے پیچھے سے ہم وہ منگواتے تھے جو چیز سو روپے کی ہوتی تھی تو خود بخود تین سو روپے کی ہو جاتی تھی کیونکہ جیل کی دیواروں کے پیچھے سے چیز لانا کوئی آسان کام نہیں تھا اور اگر میرے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا تو میں اچار ڈال دیتی تھی اور کتنے آدمی جب باہر ہم نکلے تو کتنا انہوں نے کہا، شکر ہے باہر ہم نکلے اور اچار والی ہانڈی سے تو بچ گئے، میں نے کہا تمہیں کیا پتا ہے کہ ہم پکاتے کس طرح سے ہیں، یاد رکھیں نہیں تو چلو آج میں نے بھی یاد کرا دیا۔ جب میں باہر نکلی تو میرے سر میں چھوٹی چھوٹی پھنسیاں بنی ہوئی تھیں، وہ وقت کون سا تھا، 4th July جب مجھے اندر پکڑ کر اور ان لوگوں کو اندر پکڑ کر ڈالا۔ بچوں کو میں نے غائب کیا، ایک کو London بھیج دیا، ایک کو کہیں اور بھیجا، نظر نہ آؤ اور بچوں کو پیغام بھیجتے تھے آج اب تمہیں ماں کو ملاتے ہیں اور ماں کو نہیں ملاتے تھے۔ میں نے پھر چٹھی لکھی، عرفان کو بھیجی کہ چلے جاؤ یہاں سے، انہوں نے کوئی نہیں تمہیں ملا رہا اور میں نے تم لوگوں کی شکل بھی نہیں دیکھنی، چلے جاؤ۔ اور کتنے مہینے لگ گئے، نہ انہوں نے میری شکل دیکھی نہ میں نے ان کی شکل دیکھی کیونکہ اسی میں بہتری تھی کیونکہ سچی بات تو یہ تھی کہ شکل دکھانی نہیں تھی، انہوں نے صرف torture کرنا تھا۔ ایک بات میں بتاؤں کہ یہ جس طرح اکٹھا کیا ہے ان دونوں نے مل کے، ہمارے Chief of Army Staff نے اور میاں شہباز شریف صاحب اور ہمارے Prime Minister نے، اور بار بار، اور ہاں اس میں ایک role اسحٰق ڈار صاحب کا بھی بہت ہے، اس میں role ہمارے محسن نقوی صاحب کا بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہونے کے بعد بھی ابھی تک آپ کی تقریریں چل رہی ہیں، جلدی ختم کریں۔

بیگم تہمینہ دولتانہ: Please just give me one or two minutes more, seven and half years وہ period تھا جب میں Vice President PML-N تھی اور Vice President ARD تھی۔ میں نے اپنی پارٹی کی

بڑی خدمت کی۔اور یہاں شکر ہے وہ پرانے لوگ بیٹھے ہیں جن کے سامنے خدمت کی۔ اور میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ جو پرانے لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے بھی بہت خدمت کی۔ یہ زیادتی ہوگی اگر ان کا نام نہ لیا جائے۔

وہاڑی میں مجھے میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف نے hospital دیا ہے 430 beds کا، Comsats University, Industrial Estate اور اب میں پیچھے پڑی ہوئی ہوں کہ مجھے کلثوم نواز، کلثوم نواز کو میں کبھی بھی زندگی میں اور جب تک میں زندہ ہوں نہ میں بھولوں گی نہ یہ پرانے لوگ بھولیں گے۔ میڈیکل کالج کے پیچھے ہوں، ان شاءاللہ مل بھی گیا ہے تھوڑا سا late ہو گا۔ مگر مل گیا ہے۔

یہ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ یہ آہستہ آہستہ ہم چیزیں لیتے رہتے ہیں اور اپنے ضلع کو بناتے رہتے ہیں۔اسی طرح آہستہ آہستہ آپ لوگ بھی لیں۔ جس طرح میلسی میں وہاں پر دانش سکول بنوایا میں نے اور agricultural university بورے والا میں بنائی۔ یہ میاں شہباز شریف نے مجھے کہا تھا جب وہ Chief Minister تھے کہ جو یہ چیزیں ہیں۔ جس طرح تمہارا دل کرے تم بنوالو۔

اسی طرح ہم سارے اپنے اپنے ضلع میں تھوڑا تھوڑا کام کرواتے رہیں گے۔ تو ضلع خود بخود ٹھیک ہوتے جائیں گے۔ ہمیں effort کرنا پڑتی ہے، کئی دفعہ میں کافی شور مچاتی ہوں مگر وہ چیزیں پھر میں لے لیتی ہوں۔ سو یہ ہمت کرنی پڑتی ہے۔

بجٹ ہمارا بہت اچھا ہے، غریبوں کا بجٹ ہے اور ایسے اچھے بجٹ اور ایسے اچھے Prime Minister اور میں ایک بات کہنا چاہوں گی کہ نواز شریف نے جو کام کروایا ہے اور اگر اس کا کام سارا ہٹا لیا جائے۔ تو پیچھے کیا رہ جاتا ہے، پیچھے کیا رہ جاتا ہے، کچھ نہیں۔

اور ٹھیک ہے ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے شروع کروایا تھا ایٹم بم۔ مگر جو پانچ فون آئے تھے کلنٹن کے تو ہمت کر کے، میں اس وقت منسٹر تھی یہ سب کچھ میرے سامنے ہوا تھا۔ تو میاں صاحب نے نماز پڑھ کے دعا مانگی کہ اللہ میاں مجھے صحیح راستے پہ ڈال۔ ان کو علیحدہ بھی پیسے دے رہے تھے کہ آپ کو علیحدہ بینک میں بھی پیسے ہم دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔ پاکستان کے لیے علیحدہ پیسے مل رہے تھے atomic explosion نہ کرنے کے اور مجھے یاد ہے کچھ لوگوں نے روکا تھا، وہ وہ لوگ تھے جو ہمیں 12 اکتوبر 1999 میں چھوڑ گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ Mic کھولیں wind up کیجئے۔ پلیز۔

بیگم تہمینہ دولتانہ: ہاں جی I'll wind up اور جو لوگ ہمارے ساتھ رہے تھے وہ آج بھی ساتھ ہیں اور جو لوگ ہمیں اس وقت انہوں نے کہا تھا کہ آپ atomic explosion نہ کریں وہ وہی لوگ تھے جو ہمیں چھوڑ گئے تھے۔ .Thank you very much پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ خرم شہزاد ورک صاحب۔

جناب خرم شہزاد ورک: (عربی) بہت شکریہ جناب سپیکر! بجٹ سیشن 27-2026 پر بحث جاری ہے اور اس خاکسار کو بھی آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔

میں سب سے پہلے اپنے لیڈر، اپنے قائد عمران خان صاحب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس حوصلے کے ساتھ، جس ہمت کے ساتھ، جس دلیری کے ساتھ، جس بہادری کے ساتھ آج وہ اپنے ان اصولوں کے اوپر ڈٹ کے بیٹھا ہے، نہ تو عمران خان دہشت گرد ہے، نہ اس نے چوری کی ہے، نہ اس نے ڈاکہ ڈالا ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح سے آج عمران خان صاحب کو پابند سلاسل رکھا ہوا ہے۔اس طرح دنیا میں کسی دہشت گرد کو بھی شاید پابند سلاسل نہیں رکھا جاتا۔وہ ایک سابق وزیراعظم ہے، وہ اس ملک کا ہیرو ہے، وہ سماجی کاموں کا champion ہے، وہ انسانیت کا محسن ہے اور سب سے بڑھ کر وہ عاشق رسول ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں عمران خان کے وہ ساتھی جو آج پابند سلاسل ہیں، جن میں محمود الرشید صاحب، اعجاز چوہدری صاحب، یاسمین راشد صاحبہ، عمر سرفراز چیمہ صاحب، حسان نیازی صاحب اور ہمارے دیگر تمام وسیران جو اس وقت پابند سلاسل ہیں اور شاہ محمود قریشی صاحب میں ان سب کو سلام اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس عزم، حوصلے اور ہمت کے ساتھ وہ کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے پائے استقلال میں لرزش تک نہیں آئی۔

جناب سپیکر! اگر میں اپنے ممبران کا یہاں پر ذکر نہ کروں تو ناانصافی ہو گی۔میرے Opposition Leader۔۔۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خرم شہزاد ورک صاحب۔

جناب خرم شہزاد ورک: میرے Opposition Leader جناب عمر ایوب صاحب جو یہاں پر تشریف فرما تھے، ہماری زرتاج گل وزیر صاحبہ، حامد صاحب ہمارے SIC کے Chairman اور میرے بھائی رانا بلال اعجاز صاحب، محمد احمد چٹھہ صاحب، چوہدری احسان ورک صاحب، فراز نون صاحب، جمشید دستی صاحب، رائے حسن نواز صاحب، رائے حیدر صاحب اور لطیف چترالی صاحب جو کہ اپنے قائد کے ساتھ وفا نبھاتے ہوئے انہوں نے اپنی سیٹیں تو قربان کیں۔ لیکن انہوں نے اپنی وفاداری پر آنچ نہیں آنے دی میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! جس دن سے بجٹ پہ بحث جاری ہے، ہمارے فاضل ممبران کی speeches کو black out کیا جاتا ہے۔ بڑی مشکل کے ساتھ، بڑی محنت کے ساتھ وہ اپنی speeches کو تیار کرتے ہیں، اپنی عوام کا اعتماد لے کر جو آئے ہیں۔اپنی عوام کے مسائل کا اظہار کرنے کے لیے یہاں پر جناب سپیکر ان کو موقع تو دیا جا رہا ہے۔ لیکن بہت کم وقت کے ساتھ ساتھ ان کی speeches کو بھی black out کیا جاتا ہے۔میں اس بات کی مذمت کرتا ہوں۔جناب سپیکر! کسی بھی ملک کی بہتری کا انحصار صنعت، زراعت، برآمدات اور rule of law کے اوپر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! آج ہماری زراعت زبوں حالی کا شکار ہے۔میرا کسان پ ِس گیا ہے، میرے کسان کی کمر توڑ دی گئی ہے۔آج بھی مجھے یاد ہے، جب اسی ایوان پر ہمارے وزیرِ موصوف نے کھڑے ہو کر ایک Resolution جو unanimously pass کی گئی تھی، اور اس وقت کی

caretaker government کے اوپر سارا ملبہ ڈالا گیا، لیکن آج تک اس کی inquiry کو ثابت نہیں کیا گیا جو گندم باہر سے import کی گئی تھی، وہ گھٹیا اور گندی قسم کی گندم تھی، لیکن ہمارے اپنے کسان کا اس میں استحصال کیا گیا اور اپنے کسان کی گندم نہ خریدی گئی۔ ہم اپنے کسان کی محنت کے باوجود کہاں سے لے کر آئے؟

جناب سپیکر! اگر میں صنعت کی بات کروں تو آج صنعت زبوں حالی کا شکار ہے۔ ہماری صنعت تقریباً بند ہونے کے دہانے پر ہے۔ فیصل آباد کے اندر، میرے بھائی نے کل بڑی مفصل تفصیل کے ساتھ بتایا کہ جب ہم لوگوں کو، ہمارے بھائیوں کی نوکری کیلئے call کرتے ہیں تو ہمیں آگے سے کہا جاتا ہے کہ ہم نے پہلے ہی ک سو، ڈیڑھ سو لوگوں کو فارغ کیا ہے۔ تو ہماری صنعت کا یہ حال ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہماری برآمدات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہماری برآمدات میں main brain drain ہو رہا ہے۔ جن کو اس ملک کے اندر نوکری نہیں دی جا رہی، جن کو اس ملک کے اندر رہنے کے لیے انصاف میسر نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ملک کے اندر سیاسی استحکام نہیں ہوگا تو معاشی استحکام نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر! پاکستان میں بجٹ کبھی بھی عوامی اُمنگوں کے مطابق نہیں رہا۔ جب بھی دنیا میں ترقی یافتہ ممالک بجٹ کے لیے بیٹھتے ہیں تو وہاں اُن کی عوام، پارلیمان، صنعت کار، مزدور، کسان، سب مل کر بجٹ کے لیے تیاری کرتے ہیں اور یہاں پر ہمارے ملک کی تو شان ہی کچھ نرالی ہے۔ ہمارے ملک کے اندر بنا بنایا بجٹ IMF کی طرف سے ہمیں تفویض کر دیا جاتا ہے، جس کے اندر بجلی مہنگی، taxes، تیل مہنگا اور اس کے ساتھ ساتھ IMF کی شرائط جو ہم پر عائد کی جاتی ہیں اور ان پر عمل درآمد کو بجٹ کا نام دیا جاتا ہے۔

دنیا کے مہذب معاشروں میں جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو لوگوں کی اُس سے کچھ امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ وہ بجٹ کا انتظار کرتے ہیں کہ ان کی زندگیوں کے اندر آسانی اور آسودگی آئے گی، ان کی زندگیاں بہتر ہوں گی اور ریاست اپنا کردار ادا کرے گی لیکن ہمارے یہاں پر، جس طرح عدالتیں ہمیں تاریخ پر تاریخ دیتی ہیں ہمیں پارلیمان tax پر tax دیتی ہے۔ ہم اس tax کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب ہم کسی بہتر چیز کا کسی بہتر چیز کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں تو یقیناً اس کیلئے بہترین کو adopt کیا جاتا ہے اور بہترین کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے۔ جب یہاں پر وزیرِ خزانہ صاحب نے کھڑے ہو کر stereotyped Budget speech کی Speech میں انہوں نے اس کا موازنہ اپنی ہی پچھلی government کے ساتھ کیا، اور انہوں نے اعداد و شمار بھی stereotyped ہی بتائے، جو کہ پچھلی government کے ساتھ موازنہ تھا۔ موازنہ کرنا تھا تو میرے قائد عمران خان کی government کے ساتھ موازنہ کیا ہوتا۔ میرے قائد عمران خان 6.2% growth rate پر چھوڑ کر گئے تھے۔ آج یہ Form-47 کی government اور اس سے پہلے جو caretaker government تھی، اور اس سے پہلے جو regime change تھی، ان سب نے مل کر آج 3.7 فیصد growth rate پر کھڑا کیا ہوا ہے۔

اگر میں عمران خان کی حکومت کا، عمران خان کے بجٹ کا اس موجودہ حکومت کے ساتھ تقابل کروں تو جو بجلی کے نرخ تب تھے، آج بجلی کے نرخ اس سے بہت زیادہ اوپر ہیں۔ اگر میں موازنہ کروں petrol ، تیل اور بجلی کا، تو جو نرخ تب تھے، آج نرخ اس سے بہت زیادہ اوپر ہیں۔ اگر میں اپنے کسان کا موازنہ کروں تو کسان کو جو سہولیات تب تھیں، آج وہ سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں، جس کے سبب آج کسان پ ِس گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کی بات کروں۔ میرا تعلق پنجاب کے ضلع شیخوپورہ سے ہے۔ بہت شکریہ، آپ نے time دیا۔ مجھے پتا ہے time کی قلت ہے۔ میرا تعلق پنجاب کے ضلع شیخوپورہ سے ہے۔ مجھ سے پہلے تین بار وہاں پر مسلم لیگ (ن) کی حکومت رہی، لیکن حلقے کی جو صورتحال ہے، وہ کھنڈرات کا سماں پیش کرتی ہے۔ نہ پینے کا صاف پانی ہے، نہ infrastructure ہے، نہ roads ہیں، نہ hospitals ہیں اور وہاں پر نہ universities ہیں۔ اگر ہمارے کسی بچے کا سر بھی پھٹ جائے تو فوراً اس کو لاہور کے hospitals میں refer کرتے ہیں۔

میرے شہر میں جو ایک main issue ہے، اگرچہ یہ صوبوں کے level پر ہے، لیکن چونکہ ہم بھی عوامی نمائندے ہیں، ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ اپنے عوام کی آواز اور ان کے مسائل کو یہاں پرا ُجاگر کریں۔ رسول نگر کا پھاٹک، جو کہ incomplete ہے، آپ کی وساطت سے میں ان اداروں کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ عوام کے مفاد میں فوری طور پر اس کو مکمل کیا جائے۔ اور جو ہمارا Jandiala road ہے، وہ بھی لوگوں کے لیے مسائل کا انبار بنا ہوا ہے، اس کو فوری طور پر مکمل کیا جائے۔ جو پورے شیخوپورہ کا پانی اور infrastructure ہے، اُس کو بہترین کیا جائے۔ صاف پانی مہیا کیا جائے۔ ہمارے سٹی شیخوپورہ کے اندر ان سہولیات کا فقدان ہے۔ دیہات کی تو بات ہی نہ کریں۔ دیہات کے اندر تو بنیادی ضروریاتِ زندگی کوئی سہولت میسر نہیں۔ ان لوگوں نے جو بہتری کرنی تھی، یہ جو تجربہ کار لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، جنہوں نے ایک دوسرے کے پیٹ پھاڑنے تھے، جنہوں نے سڑکوں پر گھسیٹنا تھا، آج وہ عوام کو سڑکوں پر گھسیٹ رہے ہیں اور آج وہ عوام کے پیٹ پھاڑ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھے تھوڑا سا وقت دیجئیے، میں اپنی بات ابھی complete کرتا ہوں۔

ملکوں کی تاریخ میں ہم نے دیکھا ہے کہ جن ملکوں میں rule of law نہیں ہوتا، وہ ملک بہت پیچھے رہ گئے اور انہوں نے ترقی نہیں کی۔ اگر ہم نے آج اس Constitution کے اوپر عمل نہیں کرنا، اگر ہم نے آج اس کے اوپر ملک کو نہیں چلانا، تو میری تجویز ہے کہ جو اٹھائیسویں ترمیم آ رہی ہے اس کے لیے Supreme Court کے اندر ایک قبر کھودی جائے اور ایک قبر اس احاطۂ Parliament کے اندر، اور اس Constitution کو ہمیشہ کے لیے اس میں دفن کر دیا جائے، تاکہ عوام کو پیغام جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میر شبیر علی بجارانی صاحب۔

میر شبیر علی بجارانی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ جناب سپیکر! شکریہ آپ نے آج موقع دیا۔ اس سال کا جو بجٹ Finance Minister جناب اورنگزیب صاحب نے پیش کیا ہے وہ 18771 ارب کا ہے۔ میں اپنے حلقے کا نمائندہ بنتے ہوئے، ان کی آواز بنتے ہوئے،

کشمور، کندھ کوٹ، تنگوانی اور شکارپور اور، خصوصاً اپنے صوبہ سندھ کی آواز بن کر قومی اسمبلی میں اپنے خیالات آپ کے آگے پیش کروں گا۔اس بجٹ میں جو اچھی چیزیں دی گئی ہیں، ان کو بھی میں بیان کروں گا، اور جو بجٹ میں لوگوں کے اوپر بوجھ ڈالے گئے ہیں، ان کے اوپر بھی تھوڑی نظر ثانی کریں گے۔

جناب سپیکر! جو بہتر کام ہوا ہے وہ 9% surcharge جو salaried persons ہیں، ان کے اوپر، وہ surcharge abolish کر کے ایک ریلیف دیا گیا ہے۔ یہ ایک بہتر عمل کیا گیا، جس سے salaried class کو کچھ ریلیف ملا ہے۔

اس کے علاوہ ہمارا Benazir Income Support Programme، جو ہماری شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے نام سے منسوب ہے اور غریبوں کے لیے ایک روزگار کا ذریعہ بنا ہوا ہے، اس میں 17% increase کر کے اس کو 838 billion کر کے 12 million families میں وہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ تو اس میں بھی بہتری آئی ہے اور یہ ایک بڑا اچھا عمل ہے، اس بجٹ میں، جس کو میں سراہتا ہوں۔ جو بہتر کام کیا گیا ہے وہ custom duty کا خاتمہ ہے، جو hundred plus تھی raw materials پہ، جس میں ہماری cancer کی دوائیاں، life-saving drugs، اور اس کے علاوہ بے شمار medicines آتی ہیں۔ اس میں امراض میں مبتلا پاکستان کی عوام ہے، ان کو اس سے فائدہ ہو گا۔ جو بھی cancer کا مریض ہو گا یا جن کو اور life-saving drugs کی ضرورت ہے، ان پہ duties ختم کی گئی ہیں۔ تو یہ بہت بڑا ایک ریلیف ہے پاکستانیوں کے لیے۔

جناب سپیکر! میں اب جو بجٹ میں ہماری عوام پہ بوجھ ڈالے گئے ہیں، ان کا تھوڑا ذکر کرتا چلوں۔اس بجٹ میں، جناب سپیکر! جو taxpayers ہیں، دوبارہ انہی پہ بوجھ ڈالا گیا ہے بجائے کہ آپ اس tax net کو widen کریں، broaden کریں، آپ جو tax evaders ہیں، ان کو اس net میں شامل کریں، ان کو ignore کر کے جو taxpayers ہیں، جو tax دیتے ہیں، جو salaried class ہے، جو taxpayers کا پورا data ان کے پاس ہے، IMF نے خود اپنی statement میں بولا کہ ہم نے focus ہی ان taxpayers کو کیا ہے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ آپ پاکستان کا جو بوجھ ہے، وہ اچھے taxpayers ہیں، ان کے اوپر ہی ڈالتے جا رہے ہیں اور جن کا نام اس taxpayer list میں نہیں ہے، جو freely گھوم رہے ہیں اور وہ پاکستان کی ہر چیز کے مزے بھی لے رہے ہیں، ان کو ان چیزوں سے آپ نے استثنیٰ دیا ہوا ہے۔ نہ ان کے اوپر آپ توجہ دے رہے ہیں، نہ ان کو آپ tax net میں لا رہے ہیں۔ تو یہ صرف taxpayers کے اوپر بوجھ ڈالنا بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس چیز پہ ہمارے وزیر خزانہ کو سوچنا چاہیے تھا، اور اس پہ میری یہ گزارش ہے کہ یہ چیز note کی جائے اور اس پر توجہ کے ساتھ ایک کام کیا جائے۔ ہمارے FBR والے اس tax net کو بڑھائیں۔ پاکستان کی معیشت تب سدھرے گی جب ہمارے پاکستانی سارے taxpayer بنیں گے۔ یہ پوری دنیا میں اصول ہے کہ آپ taxpaying کا net broaden کریں، widen کریں، تا کہ ہمارے ملک کی economy بہتر ہو۔

اس کے علاوہ سر! جو development spending ہے،اس کا تقریباً quarter سے بھی زیادہ حصہ cut کر دیا گیا ہے، اور ہماری main lifeline پانی ہے۔ دریائے سندھ ہماری پوری economy کی شہ رگ ہے اور ہمیں پانی کے reservoirs کے لیے توجہ دینی چاہیے۔ Water reservoirs ہمیں بنانے چاہئیں تاکہ ہمارے پانی کا مسئلہ حل ہو۔ آپ نے پچھلے دنوں دیکھا کہ پانی کا ایک بہت بڑا issue ہو گیا تھا اور اس پہ پورا سندھ سراپا احتجاج تھا، بلوچستان سراپا احتجاج تھا۔ Water is our main lifeline. پانی کے اوپر کوئی ایسی چیز بجٹ میں بیان نہیں کی گئی جن کو انہوں نے highlight کیا ہو کہ جی ہم water resources کے لیے یہ پیسہ مختص کر رہے ہیں اور پانی کے لیے ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ کوئی ایسی چیز بیان نہیں کی گئی ہے۔

تو میں وزیر خزانہ صاحب سے request کروں گا، اور وزیراعظم صاحب سے بھی میری یہ request ہے کہ خدارا آپ پانی کے اوپر توجہ دیں تاکہ ہماری زراعت کو فائدہ ملے۔ ہمارے majority یہاں politicians، جتنے National Assembly کے ممبرز بیٹھے ہیں، وہ زراعت سے تعلق رکھتے ہیں، چاہے پنجاب ہو، چاہے سندھ ہو، یا کچھ area بلوچستان کا ہو۔ تو اس agriculture sector کو boost دینے کی ضرورت ہے۔ بجائے agriculture sector کو boost دینے کے لیے، ہم نے ان کے اوپر 45% agriculture income tax نافذ کیا ہوا ہے۔ مزید ان کے اوپر super tax ہم نے نافذ کیا ہوا ہے۔ تو کیسے ہمارے ملک کی economy بہتر ہو گی؟ ان چیزوں پر توجہ دینی چاہیے اور ملک کی بہتری کے لیے اس پہ کام کیا جائے۔

اس کے علاوہ سر! پاکستان کا tax-to-GDP ratio تقریباً 12% ہے، اور Asia-Pacific میں average تقریباً 19.5% ہے، جبکہ India and Vietnam 18.5% کا ہے۔ تو اس سے ہمارے agriculture کو کافی نقصان ہو رہا ہے اور اس میں ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ جو real estate ہے، wholesale اور retail کے جو holders ہیں، ان کو ہمیں tax net میں لانا چاہیے تاکہ یہ برابری کے حساب سے سب اپنا tax ادا کریں۔ بجائے اس کے کہ آپ صرف agriculture اور farmers کے اوپر tax نافذ کرتے جائیں، ان کی کمر توڑتے جائیں، آپ ان ساروں کے اوپر tax برابری کی بنیاد پر دیں اور ان کو سب کو tax net میں لا کر اس ملک کی بہتری کے لیے کام کیا جائے۔

اس کے علاوہ سر! جو ہماری salaried class ہے، ان کا tax slab جو ہے، اس کو grow کرنا چاہیے۔ وہ grow نہیں ہو رہا، اس کو ہم نے پیچھے دھکیل دیا ہے۔ اس میں ہمارا investment-to-GDP تقریباً 13.8% ہے، جبکہ Bangladesh میں 22% ہے، اور overall Vietnam اور India میں 30% ہے۔ تو اس میں ہمارا exports میں barely 8% GDP کا استعمال ہو رہا ہے، جبکہ Vietnam 70% پر اپنا کام کر رہا ہے، exports کر رہا ہے۔ ہمیں Vietnam کی طرز پر اپنی export policy کو بھی بہتر کرنا چاہیے تاکہ ہم اپنے ملک پر یہ جو IMF کا بوجھ ہے وہ ہم proper طریقے سے اتار سکیں۔

جناب سپیکر صاحب! میں جس علاقے سے belong کرتا ہوں، وہ ہمارا paddy growing area ہے۔ چاول کی فصل ہم وہاں grow کرتے ہیں۔ یہ region پورا Jacobabad ہو، Kashmore ہو، Shikarpur ہو، Ghotki ہو، یہ سارا علاقہ ہمارا rice growing area ہے۔ وہاں پہ ہمیں بجائے relief دینے کے اور fertilizers کو سستا کرنے کی بجائے، ان کو اور مہنگا کیا گیا ہے۔ تو یہ چیزیں اگر اسی طرح چلتی رہیں تو یہ farmers اپنی ان فصلوں کو اگانا چھوڑ دیں گے۔ یہ بوجھ اب مزید وہ برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔

تو خدارا agriculture sector پہ رحم کریں۔ اگر agriculture کی economy بہتر نہیں کریں گے، جو farmers ہیں، ان کے لیے pesticides and fertilizers یہ ساری چیزیں، اگر ان پہ آپ توجہ نہیں دیں گے، تو rate جو اس وقت چل رہے ہیں، وہ rates جو اس وقت ان کی کمر توڑ رہے ہیں۔ یہ چیز وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ اس پہ توجہ دی جائے۔ ان pesticides اور fertilizers کے rates کو کم کیا جائے۔

اس کے علاوہ سر! education sector ہمارا بہت important ہے۔ Federal government کے اس سال کے Budget میں education پہ بھی cuts لگائے گئے ہیں اور اس میں بھی کم پیسے رکھے گئے ہیں۔ جو ہمارے بچے ابھی بغیر buildings کے، درختوں کی چھاؤں کے نیچے schools کھولے ہوئے ہیں، وہاں پڑھ رہے ہیں، ان پہ ہماری federal government توجہ دے۔ ان کے لیے جو provinces کا share ہے، وہ provinces کو proper طریقے سے distribute کرے تاکہ وہاں پہ ہم اپنے بچوں کو بہتر تعلیم اور بہتر سکول مہیا کر سکیں تاکہ ان کی education میں بہتری آئے۔ Education ہو گی تو ہماری قوم اور ہمارا ملک بہتر سمت میں چلے گا۔

اس کے بعد Health Sector ہے۔ جو ہمارا علاقہ اندرونِ سندھ کا ہے، اس میں جو ہمارے Basic Health Units ہیں، وہ خستہ حالت میں ہیں۔ اس میں بھی تقریباً 22 بلین Federal Health Development میں بجٹ رکھا گیا ہے، جو کہ بالکل ناکافی ہے۔ 22 بلین Health Sector میں رکھنا بالکل ناکافی ہے۔ آپ کے چار صوبے ہیں، آپ کس صوبے میں کتنے پیسے distribute کریں گے؟ یہ تو ایسے ہی سمندر میں تنکا پھینکنے کی بات ہے۔ اس پر بھی توجہ دی جائے اور health کو بھی priority دی جائے۔

جناب سپیکر! Law and Order، خصوصاً سندھ، پنجاب کے راجن پور کا علاقہ اور ادھر سے بلوچستان کا جعفر آباد، نصیر آباد، یہ تینوں صوبے اس وقت law and order کے crisis کی لپیٹ میں ہیں، وہاں حالات اس وقت بہت کشیدہ ہیں۔ میں وقتاً فوقتاً اس Floor of the House پر اپنے امن وامان کی صورتحال کو ہمیشہ highlight کرتا رہا ہوں اور Chair کو یہ ہمیشہ بتاتا رہا ہوں۔ آج بھی ہمارے اس ریجن میں، ہمارے ڈسٹرکٹ کشمور، جیکب آباد، شکارپور، یہاں پنجاب میں راجن پور، بلوچستان میں جعفر آباد، نصیر آباد، یہ سارے law and order

کے crisis کی زد میں ہیں۔ آئے دن ہمارے پنجاب سے، KP سے کئی دوست ہمیں فون کرتے ہیں کہ ہمارے passengers کی بس جا رہی تھی اور ان کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ تو کچے میں ہمیں ایک joint federal government کا operation چاہیے۔ Interior Minister صاحب اس میں interest لیں اور وہ ایک joint operation کریں، جس میں ہمارا پنجاب، سندھ کا belt جو دریائے سندھ کے کچے کا علاقہ ہے اور بلوچستان کا، اس کو ایک joint operation کی ضرورت ہے، تاکہ ان ڈاکوؤں سے، جنہوں نے اس علاقے کو یرغمال بنایا ہوا ہے، ان سے ہمیں نجات دلائی جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ سے یہ گزارش کرتا چلوں گا کہ ہمیں export economy کو diversify کرکے textile, IT industry کو backup کرنا چاہیئے اور value added manufacturing، جس طرح ویتنام میں یہ کام ہو رہا ہے، اسی طرح ہمیں پاکستان کو بھی اسی طرز پر کام کرکے اس ملک کی economy کو بہتر کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! یہ جو بجٹ پیش کیا گیا، یہ ایک balance sheet نہیں ہے، یہ statement ہے جو ہماری state کے لوگوں کو یاد کرتی ہے اور ان کو سہولیات فراہم کرتی ہے۔ تو اس بجٹ میں اس سال ہمارے salaried earning class کو بڑی توجہ سے یاد کیا گیا، ان کو relief دیا گیا۔ تو میں اب expect کرتا ہوں کہ next Budget میں ہماری agriculture کو یاد کیا جائے گا، ہمارے farmers کو اور ہمارے ہاریوں کو relief دینے کی کوئی بات کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ request کرتا چلوں کہ ایک چیز ہماری طے ہوئی تھی، P&D Department اور Communications میں کہ حیدرآباد سے سکھر کا جو motorway ہے، اس پر 2027 میں کام شروع کیا جائے گا۔ میں خود اس Communications Committee کا ممبر بھی ہوں۔ ہمارے Chief Whip صاحب اعجاز جکھرانی صاحب اس کے Chairman ہیں، تو ہم اس کو regularly follow بھی کر رہے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس دفعہ ہمارے Planning Minister احسن اقبال صاحب اس کے اوپر بجٹ رکھیں گے اور کراچی سے سکھر تک ہمارا motorway بنے گا اور پورے پاکستان کے motorway سے connect ہو گا۔ انہی لفظوں کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پاکستان پائندہ باد۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب جاوید اقبال وڑائچ صاحب۔

جناب جاوید اقبال: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ایاک نعبد وایاک نسعین۔ شکریہ، جناب سپیکر! آپ نے 2026-27 کے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! یہ کیسا بجٹ ہے، یہ کس نے بنایا ہے، یہ کون لوگ ہیں؟ اس سے نہ تو تاجر خوش ہے، نہ کسان خوش ہے، نہ مزدور خوش ہے، نہ ریڑھی والا خوش ہے اور نہ کوئی نوجوان خوش ہے۔ جناب سپیکر! میں نے اعداد و شمار پلندہ کا علیحدہ کر دیا ہے۔ میں صرف 3 چیزوں پر بات کروں گا۔ Agriculture, education اور health پہ۔

جناب سپیکر! میرا تعلق جنوبی پنجاب ضلع رحیم یار خان سے ہے۔ جنوبی پنجاب کا انحصار زراعت پر ہے۔ جہاں کی مرکزی فصلیں، گنا، کپاس اور گندم ہیں۔ ان میں سے کسی پر بھی اس بجٹ میں ریلیف نہیں دیا گیا۔ جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کا کسان تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ 5 سال سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس گورنمنٹ نے کسان کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ جناب سپیکر! میں اس گورنمنٹ اور اپنی گورنمنٹ کا موازنہ ضرور کروں گا۔ میں 2021 اور 22 کے بجٹ کی بات کروں گا۔ اس وقت گندم کی پیداوار million metric ton28.4 ہوئی تھی۔ موجودہ بجٹ میں جو اعداد و شمار دیے گئے ہیں، وہ 27.1 million metric ton ہیں۔ یہ گورنمنٹ کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہم نے کہا تھا کہ اس کا ریٹ کم نہ کریں۔ اگر یہی حالات رہے تو ہمیں گندم بھی باہر منگوانی پڑے گی۔ ابھی منگوائیں گے یہ لوگ۔ اگر یوکرین سے گندم نہ منگوائی تو یہاں پر بہت بڑا بحران پیدا ہو گا۔

جناب سپیکر! 22-2021 میں نے میں نے اپنی گندم 4 ہزار میں بیچی تھی۔ اس وقت ڈیزل کا ریٹ ڈیڑھ سو روپے اور یوریا کا ریٹ 1500 روپے تھا، ڈی اے پی کا ریٹ 8 ہزار روپے تھا۔ میں ابھی اپنی گندم 3 ہزار روپے کی بیچ کے آیا ہوں اور ڈی اے پی کا ریٹ 18 ہزار روپے ہے۔ یوریا کا ریٹ 5 ہزار روپے ہے۔ ڈیزل کا ریٹ 400 کے قریب ہے۔ کپاس کی پیداوار 22-2021 میں 83 لاکھ بیلز ہوئی تھی۔ موجودہ بجٹ میں جو انہوں نے اعداد و شمار دیے ہیں، وہ ہیں 70 لاکھ روپے بیلز۔ جناب سپیکر! ہمارا area cotton grower ہے۔ وہاں گنے کی درجنوں ملز لگ گئی ہیں۔ گنے کو لوگ priority دے رہے ہیں۔ آپ کو بتادوں کہ گنے کی پیداوار 22-2021 میں 88 million metric ton تھی۔ موجودہ بجٹ میں 89.5 metric ton ہے۔ ان ملوں کے تقریباً 80 فیصد مالکان ادھر بیٹھے ہیں۔ اس میں کوئی کمی نہیں آنے دیتے۔ جناب سپیکر! PCGA ایک ادارہ ہے cotton کا، اس کی رپورٹ کے مطابق 1250 فیکٹریاں چل رہی تھیں۔ جبکہ اب کم ہو کر 250 فیکٹریاں رہ گئی ہیں۔ 150 ٹیکسٹائل مل بند ہو چکی ہیں۔ میں پرسوں ایک پریس کانفرنس سن رہا تھا پتہ نہیں ملتان چیمبر تھا یا لاہور چیمبر تھا وہ کہہ رہا تھا کہ اس بحران سے تقریباً 30 لاکھ لوگ بیروزگار ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! زرعی ترقیاتی بینک کی میں بات کروں گا کہ 85 ارب روپے کے قرضے دیے گئے تھے 2021 اور 2022 میں اور اب یہ کم ہو کر 39 ارب روپے رہ گئے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ کسان کہاں جائے گا؟ کسان برباد ہو چکا ہے جنوبی پنجاب کا جناب سپیکر! آپ بھی کسان ہیں اور ہمارے ہمسائے ہیں۔ اگر یہ سوچتے ہیں کہ ان کو ہم دبائیں گے تو یہ ووٹ دے دیں گے یہ کبھی نہیں ہو گا یہ ووٹ دیں گے تو صرف عمران خان صاحب کو دیں گے، ووٹرنے پہلے بھی ثابت کیا کہ جنوبی پنجاب عمران خان کا ہے، آپ جو مرضی کر لیں ووٹ عمران خان کو ملنا ہے۔

جناب سپیکر! میرا ضلع رحیم یار خان ہے۔ میں ایک وضع دار فیملی سے تعلق رکھتا ہوں۔ وہاں پر جو ہم اس دفعہ الیکشن لڑ کر آئے ہیں۔ ایک آگ کا دریا عبور کر کے آئے ہیں۔ میں وہ نہیں بتاؤں گا کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا تھا۔ میں یہ ضرور بتاؤں گا کہ ہماری خواتین پہ بھی انہوں نے پرچے دیے تھے، میری بڑی بھابھی جو کہ کینسر کی مریض تھی، سارا سارا دن عدالتوں میں بیٹھتی تھی۔ آخر وہ بیچاری اللہ کو پیاری ہو گئی۔ مگر اب بھی اس کا نام وہاں

پکارا جاتا ہے، یہ حالات تھے، مجھے بڑا یاد ہے کہ خان صاحب نے کہا تھا کہ میں تو گزارا کرلوں گا، آپ لوگ گزارا نہیں کر سکیں گے، اس کی ایک ایک بات سچ ہو رہی ہے، کہ وہ پھر بھی گزارا کر رہا ہے جیل میں بیٹھ کر مگر ہماری جو عوام ہے وہ ایک ایک دن مر مر کر نکال رہی ہے۔

جناب سپیکر! میرا ایک دیرینہ وہاں پر مسئلہ ہے drinking water کا، آپ کے توسط سے یہ آواز پنجاب میں پہنچ جائے، یہ پنجاب کا ایشو ہے، ایک ہمارے شہر میں صادق آباد تحصیل ہے۔ اس میں ایک روڈ ہے تقریباً 25،20 کلو میٹر وہ ٹلو روڈ اس کو کہتے ہیں، 7 سال سے میں دیکھ رہا ہوں وہ میرے خیال میں اصغر خان لغاری صاحب کے حلقے میں ہے، 5,7 سال سے میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ تباہ و برباد ہو چکی ہے اور ایک grower area کا agriculture area ہے، وہ میرے پاس آئے تھے کہ ہماری آواز ایک دفعہ ایوان تک پہنچا دینا، میرا حلقہ نہیں ہے، وہاں پر لوگ (ن) لیگ کو خون لیگ کہتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں تو کچھ upper پنجاب پر توجہ ہو گی۔ ہمارے علاقے میں کوئی توجہ نہیں ہے، کوئی پرسان حال نہیں ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، ہمارے سندھ میں گھمبٹ ہسپتال ہے، میں اس کو appreciate کرتا ہوں، ہمارے رحیم یار خان کے کافی مریض وہاں پر جاتے ہیں، سکھر میں دل کا ہسپتال ہے اس کو appreciate کرتا ہوں، ہمارا جو جنوبی پنجاب ہے وہ وہاں پر جاتا ہے، لاہور نہیں جاتا تو جناب سپیکر! پتہ نہیں یہ سن رہے ہیں یا نہیں سن رہے۔ آپ میری یہ آوازیں پنجاب تک ضرور پہنچانا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے جو سیاسی قیدی ہیں شاہ محمود قریشی صاحب ہیں، ابھی ورک صاحب نے سارے نام لیے ہیں، میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! ان کی عمریں اب 80 سال ہیں، پتہ نہیں یہ کیا نکال رہے ہیں ان میں سے، بے گناہ وہ قید میں ہیں، جناب سپیکر! ان کو چھوڑنا چاہیئے۔ ابھی Prime Minister کہہ رہے تھے کہ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ اگر ان کے پاس کوئی اختیار ہے تو میں کہتا ہوں اپنی پارٹی کو کہ جا کر ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ جب ان کے پاس اختیار ہی نہیں ہے، تو وہ کس کے پاس جائیں۔ جناب سپیکر! اگر یہ چاہتے ہیں کہ ملک میں کوئی بہتری ہو، تو اڈیالہ جیل جائیں ان کے پاؤں پکڑ لیں اور اس کو باہر لیکر آئیں۔ نہیں تو وہ بہت جلد آئیں گے اور یہ وزیراعظم کی کرسی پر بیٹھیں گے، پھر یہ چیخیں گے لوگ، ابھی ان کے پاس time ہے ان کو کہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں، وہ آئے گا اور پاکستان کا وزیراعظم بنے گا اور PTI کی Government ہو گی ان شاءاللہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب ناصر اقبال صاحب۔

جناب ناصر اقبال بوسال: جناب ڈپٹی سپیکر! (عربی) بہت شکریہ جنابِ سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں پوری پاکستانی قوم، حکومتِ پاکستان اور پاکستانی افواج کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج سے 4,5 سال پہلے جب کہا جاتا تھا کہ پاکستان کے پاسپورٹ، green passport کی عزت نہیں ہے، اور آج وہی پاکستان اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے حبیب ﷺ کے صدقے پاکستان پر کرم کیا کہ آج پوری دنیا کی نگاہیں پاکستان پہ ہیں۔ آج پوری دنیا پاکستان کو دیکھ رہی ہے۔ 2025 مئی میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے پاکستان کو معرکہ حق میں ایک عظیم فتح و کامیابی عطا فرمائی، اور اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کے سامنے، جس کے مقابلے میں پوری دنیا پاکستان کو انتہائی کمزور سمجھتی تھی، اس دشمن کو

شکستِ فاش دی، اور پاکستان کا نام پوری دنیا میں اللہ کے فضل و کرم سے بلند ہوا۔ اور اب 2026 میں دوبارہ پاکستان کو اللہ نے عزت عطا کی ہے، اور امریکہ اور ایران کی ثالثی میں سفارتی محاذ پر جو پاکستان نے کامیابی حاصل کی ہے، وہ صدیوں بعد قوموں کا نصیب ہوتی ہے۔ اس کامیابی پر میں پوری قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے ہمیشہ سے ترقی یافتہ ممالک میں بجٹ سو فیصد عوامی امنگوں کے مطابق نہیں ہوتا۔ بجٹ میں ہمیشہ ترقی یافتہ ممالک میں وسائل کو دیکھتے ہوئے بجٹ بنایا جاتا ہے، اور اس حساب سے اگر دیکھا جائے تو جن حالات سے آج پاکستان گزر رہا ہے، ان حالات کو دیکھتے ہوئے وفاقی حکومت نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ بے شک اس میں کمیاں بھی موجود ہیں جنہیں دور کرنے کے لیے وقت لگے گا، لیکن جس طرح super tax کو ختم کر کے حکومت نے تاجروں کو سہولت فراہم کی ہے، اسی طرح real estate میں خرید و فروخت پر جو ٹیکس کم کیے گئے ہیں، ان taxes میں کمی کی وجہ سے جہاں رئیل اسٹیٹ کا کاروبار دوبارہ مستحکم ہوگا، وہاں بے شمار بے روزگار لوگوں کو روزگار بھی ملے گا۔ اس طرح کے بہت سے اقدامات جو وفاقی حکومت نے کیے ہیں وہ تعریف کے قابل ہیں، اور اسی طرح جو کمیاں ہیں وہ بھی بطور عوامی نمائندہ میں یہاں پر ان کی نشاندہی بھی کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ زراعت کے حوالے سے یہاں پر بات کی جاتی ہے تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیشہ سے زراعت کو معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت دی جاتی ہے۔ لیکن ساتھ یہ بات بھی یہ کی جاتی ہے کہ کسان ٹیکس نہیں دیتا ہے۔

جناب سپیکر! ایک ذمہ دار شہری، پاکستانی شہری ہونے کے ناطے کسان ہر طرح کے ٹیکس ادا کر رہا ہے۔ کسان مالیہ ادا کر رہا ہے، کسان آبیانہ ادا کر رہا ہے، کسان زرعی انکم ٹیکس ادا کر رہا ہے، کسان کوئی بھی چیز خریدتا ہے تو جہاں باقی پاکستانی شہری ٹیکس ادا کر رہے ہیں وہاں پر وہ کسان بھی ٹیکس ادا کر رہا ہے۔

ایک تو یہ تاثر جو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے کہ کسان یا زمیندار ٹیکس نہیں ادا کرتا۔ آپ یہ ریکارڈ اپنا درست کریں کہ کسان جو ہے وہ ایک جگہ پہ نہیں وہ 10 جگہ پہ ٹیکس ادا کر رہا ہے۔ وہ بجلی کے بلوں کی شکل میں ٹیکس ادا کر رہا ہے، وہ مالیے کی شکل میں ٹیکس ادا کر رہا ہے، وہ آبیانہ کی شکل میں ٹیکس ادا کر رہا ہے، وہ زرعی انکم ٹیکس کی شکل میں ٹیکس ادا کر رہا ہے اور پھر یہ کہا جاتا ہے کہ کسان ٹیکس ادا نہیں کر رہا۔

لیکن آپ دیکھیں کہ کسان کو آپ کیا دے رہے ہیں۔ آج کل کے جو حالات ہیں، میں یہ کہتا ہوں کئی دفعہ یہ بحث بھی ہوتی ہے اور ہمارے لوگ سنی سنائی باتوں پہ کسان کے اوپر باتیں کرتے ہیں۔ میں پچھلے دنوں ایک محفل میں بیٹھا ہوا تھا وہاں پہ سرکاری افسران بھی تھے۔ تو انہوں نے کہا جی آپ کہتے ہیں گندم کا ریٹ کم ہے۔ تو تین ہزار گندم کا ریٹ ہے۔ تو اگر 40 من گندم نکلتی ہے تو ایک لاکھ بیس ہزار ایک ایکڑ میں سے کسان لے رہا ہے۔

لیکن انہیں یہ نہیں پتہ کہ وہ ایک لاکھ 20 ہزار اگر ایک ایکڑ میں سے لے رہا ہے تو اس پہ وہ خرچہ کتنا کر رہا ہے۔ میں نے انہیں سوال کیا آپ کو پتہ ہے کہ ایک ایکڑ پہ DAP کتنی آپ کو ڈالنی پڑتی ہے؟ یوریا کتنا ڈالنا پڑتا ہے؟ زرعی ادویات کتنی ڈالنی پڑتی ہے؟ ڈیزل کتنا خرچ ہوتا ہے؟ پانی کتنا خرچ ہوتا ہے؟ اور جو لوگ ٹھیکے پہ زمین لے کے کاشتکاری کرتے ہیں ان کا ٹھیکہ نکال کے دیکھیں تو کسان پلے سے pay کر رہا ہے۔

کسان اس وقت حاصل کچھ نہیں کر رہا ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالٰی کی ذات نے نبیوں کا پیشہ زراعت بنایا ہے۔ نبیوں کا پیشہ ہے کہ وہ اپنے پاس سے ادا کر کے ان غیر کاشتکاروں کو بھی پالتا ہے اور آپ کاشتکار یہاں پر جتنے موجود ہیں یہ جانتے ہیں کہ کسان اپنے گھر میں اپنی جنس تب لے کے جاتا ہے جب وہ غیر کاشتکاروں کو سب سے پہلے ان کا معاوضہ دیتا ہے۔ یہ کہیں پہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ جتنے کاشتکار یہاں پر بیٹھے ہیں ہم گندم کی فصل اٹھاتے ہیں۔ جب ہماری گندم ہمارے کھیت میں پڑی ہوئی ہوتی ہے اس میں سے ہم غیر کاشتکاروں کا حصہ سب سے پہلے نکالتے ہیں، انہیں ادا کر کے جو باقی بچتا ہے وہ اللہ کے شکر کے ساتھ لے کے اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔

لیکن پھر بھی کہا جاتا ہے کہ کسان ٹیکس نہیں دے رہے۔ کسان روٹی دے رہا ہے اس ملک کو، معیشت مضبوط کر رہا ہے اپنی زبوں حالی کی حالت میں، اپنی پریشانی کی حالت میں، اپنے بچوں کے پیٹ پر پتھر باندھ کر۔ جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اتنی گندم بوئی ہے، اتنا چاول ہوا ہے، پانچ معاشی ماہرین یا پانچ زرعی ماہرین مجھے دیں میں ہر ماہر کو 10 ایکڑ زمین اپنے پاس سے دوں گا، 10 ایکڑ میں ایک سال کاشت کر کے صرف اپنے بجلی کے بل اور بچوں کی فیسیں دے دیں تو میں مان جاؤں گا کہ کسان ترقی کر رہا ہے۔

دیکھو، یہ ایک حکومت کا کام نہیں ہے کہ سارا ملبہ اس پہ ڈال دیا جائے۔ اب اس سے پیچھے چلے جائیں، کسان جو کہ کما کر اس ملک کو دے رہا تھا آہستہ آہستہ وہ کمزور ہوتا جا رہا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ زراعت معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ وہ، مجھے حسن مرتضی صاحب پیپلز پارٹی کے پنجاب میں نمائندے ہیں مجھے، ان کی بات یاد آگئی کہ ایک بندہ دیگ تقسیم کر رہا تھا۔ تو ایک اس کا کوئی ملازم یا دوست بار بار قریب آتا تھا تو وہ کہتا تھا تو میرے ذہن میں ہے، صبر کر۔ جب اس نے دیکھا کہ دیگ ختم ہونے والی ہے۔ اس نے کہا (پنجابی)۔

تو معیشت کی ریڑھ کی ہڈی نہ رکھیں۔ اگر یہ حال ہونا ہے تو کوئی ہمیں ہاتھ بنا دے، پاؤں بنا دے، کوئی گردہ بنا دے، دل بنا دے۔ ریڑھ کی ہڈی سن سن کے، اب کسان جو ہے وہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا ہے۔

میں کہتا ہوں ہمیں قرضے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو قرض کی مد میں ہمیشہ تمام گورنمنٹس، جتنی بھی گورنمنٹس ہیں وہ قرض کی مد میں پیسہ رکھتی ہیں کسان کو اتنا ہم نے قرض دے دیا، 300 ارب دے دیا، 100 ارب دے دیا، نہ دیں۔ یہی ایک تقریر 2014 میں میں نے اسی ایوان میں کی تھی۔ تو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں میاں نواز شریف صاحب کو دوسرے دن انہوں نے مجھے PM House بلایا اور انہوں نے کہا کہ تمہاری تجاویز کیا ہیں؟ رانا تنویر صاحب، سکندر بوسن صاحب، سائرہ افضل تارڑ صاحبہ بھی موجود ہیں یہ بھی اس وقت میٹنگ میں تھیں، یہ گواہ ہیں۔ انہوں نے مجھ سے تجاویز مانگی تھیں کہ آپ نے تقریر کی ہے مجھے تجاویز دیں تا کہ ہم اس پہ عمل شروع کریں۔ ہم نے تجاویز دیں اور وہ کسان پیکج میں کہتا ہوں پاکستان کا تاریخی کسان پیکج تھا۔ جس نے کسان کو یہاں سے اٹھا کر وہاں پر پہنچا دیا تھا۔ یہ نواز شریف کی معاملہ فہمی تھی۔

توہمیں یہی توقع ہے گورنمنٹ سے کہ ہمیں قرض بے شک نہ دے۔ ہماری جو inputs ہیں ہمیں وہ چیزیں provide کریں وہ چیزیں سستی کریں اور ہمارا جس ریٹ پہ ہمیں اپنی جنسوں میں کاشت پڑتی ہے، جو بھی فصل ہوتی ہے، چاہے وہ گندم ہے، چاول ہے، کینو ہے، گنا ہے کوئی بھی فصل ہے، کپاس ہے۔ ہم سے وہ عزت کے ساتھ خریدی جائے۔ توکسان اس ملک کی ترقی، معاشی طور پر انشاءاللہ تعالیٰ اسے مضبوط کرے گا۔

اب میں اس سے ہٹ کے، آپ کو ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں اور سارے پنجاب میں کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے۔ میرے حلقے میں بھی کچی آبادیاں ہیں، کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے، جو کہ بہت سے غریب لوگ میں نے ایسی families بھی دیکھی ہیں جو کہ ایک گھر میں، ایک ایک کمرے میں آٹھ آٹھ، دس دس افراد وہاں پر رہ رہے ہیں۔ تو یہ state کی ذمہ داری ہے کہ انہیں تحفظ والی چھت فراہم کی جائے۔

تو میری گزارش ہوگی حکومت سے کہ صوبوں کے ساتھ مل کر جہاں پر بے گھر لوگ، غریب لوگ، جو کہ کسی بھی جگہ پہ، سرکاری جگہ پہ وہ ایک ایک کمرہ بنا کے آٹھ آٹھ 10 افراد وہاں پر رہ رہے ہیں۔ تو ان کے لیے چھت مہیا کی جائے، جیسے کہ پنجاب گورنمنٹ کی CM صاحبہ کا ایک پروگرام چل بھی رہا ہے، اپنا چھت اپنا گھر سکیم۔ تو ایسے بہت سے ابھی ہیں، جس کے لیے میں Federal Government سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ بھی صوبوں کے ساتھ مل کر ایسا کوئی پلان دیں کیونکہ بہت سے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں یہ ان کا دکھ ہوتا ہے جو وہ ہم تک پہنچ کر اپنی حکومت کے لیے سفارشات کی صورت پہنچاتے ہیں کہ جی ہم ایک گھر میں، کسی بھی سرکاری جگہ پہ ایک کمرے میں آٹھ دس family کے افراد رہ رہے ہیں۔ تو ان لوگوں کے لیے میری گزارش ہوگی کہ ایسی سکیم شروع کی جائے گورنمنٹ اور صوبے مل کے کریں تاکہ انہیں بھی پاکستانی شہری ہونے کا تحفظ کا احساس ہو اور انہیں بے شک ایک چھوٹے سے چھوٹا دو سے چار مرلے کا گھر انہیں بنا کر دیا جائے تاکہ انہیں بھی پاکستانی شہری ہونے کے تحفظ کا احساس ہو۔

اب جناب اعلیٰ! میں اپنے حلقے کے حوالے سے منڈی بہاؤالدین میرا حلقہ ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ہم دریائے جہلم اور دریائے چناب کے درمیان جو علاقہ ہے وہ ہمارا ڈسٹرکٹ ہے۔ جس میں سرگودھا کا ایریا بھی آتا ہے۔

ہماری تحصیل ملکوال اور دریا کی دوسری سائیڈ پہ تحصیل پنڈ دادن خان ہے جو کہ جہلم میں آتی ہے اور وہاں پہ ایک پل کا مطالبہ جو کہ پچھلے 30, 40 سال سے چلتا آ رہا ہے اور ہمیشہ سے وہ کسی نہ کسی وجہ سے مکمل نہیں ہو پایا۔ پچھلی دفعہ، 2017 میں، جناب وزیراعظم صاحب جب وزیرِاعلیٰ پنجاب تھے تو انہوں نے اس کے لیے fund دیا اور اُس پر کام شروع ہو گیا۔ اصل میں problem یہ ہے کہ یہ پل بننے کے بعد 10 منٹ کا فاصلہ رہ جائے گا جو فیصلہ تحصیل ملکوال اور تحصیل پنڈ دادن خان کے لوگ ڈیڑھ سے دو گھنٹے کی مسافت طے کر کے آتے ہیں اور وہ پھر دریا میں سے گزرتے ہیں، کشتیوں کے اوپر اپنی گاڑیاں، tractor، motorcycle، بال بچے لے کر جاتے ہیں۔ ہر سال کشتیاں الٹنے کی وجہ سے دس، بارہ یا پندرہ لوگوں کی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ PM صاحب نے بطور CM وہ منصوبہ شروع کیا تھا لیکن آگے جب PTI کی گورنمنٹ آئی تو اُس منصوبے کو صرف (ن) لیگ کا منصوبہ ہونے کی وجہ سے بند کر دیا گیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے اور آج بھی اُن لوگوں کا مطالبہ ہے اور ضرورت ہے کہ اُس پل کو مکمل کیا جائے تاکہ وہ لوگ آسانی سے اپنا سفر شروع کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد بشیر خان صاحب۔

جناب محمد بشیر خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ 27-2026 پر بحث ہو رہی ہے، اس بجٹ کو پیش کیا گیا ہے اور یہ بجٹ IMF والا بجٹ ہے۔ ہم غلام قوم ہیں، غلام قومیں اپنی مرضی سے نہ بجٹ پیش کر سکتی ہیں اور نہ منظور کر سکتی ہیں۔ IMF کا لکھا ہوا بجٹ اس ایوان میں پڑھ کر سنایا گیا۔ مہنگائی کا طوفان پہلے سے آچکا ہے اور اس بجٹ کے بعد اور زیادہ مہنگائی آئے گی۔ جو ٹیکس لگائے گئے ہیں اِن کے اثرات غریب لوگوں پر پڑیں گے۔ پہلے شہباز شریف اور مریم صفدر کا کہنا تھا، وہ بار بار یہ کہتے تھے کہ جب پٹرول مہنگا ہوتا ہے تو وزیراعظم چور ہوتا ہے۔ آج اس پٹرول نے جو طوفان کھڑا کر دیا ہے، وہ تقریباً 520 روپے تک پہنچ گئے تھے تو میرے خیال میں وزیراعظم چور رہے یا کوئی اور ہے، یہ مجھے پتہ نہیں ہے، آپ خود بتائیں۔ جب پٹرول مہنگا ہوتا ہے تو ساری چیزیں اس کے ساتھ ہی مہنگی ہو جاتی ہیں خورد و نوش کی جتنی بھی چیزیں ہیں، وہ مہنگی ہو گئی ہیں۔ غریب لوگ یہ کیسے خریدیں گے؟ اب جو لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، ایک اندازے کے مطابق، آٹھ ہزار سات یا آٹھ سو کے حساب سے 21 یا 30 فیصد ہیں جو کہ پاکستان کی آبادی کے لحاظ سے تقریباً 7 کروڑ بنتے ہیں جو ایسی زندگی گزار رہے ہیں جن کی آمدنی 8700 روپے یا 8800 روپے ماہانہ ہے۔

اس بجٹ میں ان غریب لوگوں کے لیے کیا رکھا گیا ہے؟ اُن کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ کے سہارے چھوڑ دیے گئے ہیں کیونکہ اس کے لیے تو میں نے کچھ نہیں دیکھا، اگر آپ مجھے بتائیں تو ہماری تصحیح ہو جائے گی کہ ان غریب لوگوں کے لیے بجٹ میں کچھ رکھا گیا ہے۔

اب اگر BISP کی بات کریں تو BISP سے تقریباً تین مہینے میں 15 یا 16 ہزار روپے ملتے ہیں، اگر اس کے ساتھ 5 ہزار جمع بھی کئے جائیں تو 13800 یا 14800 بنتے ہیں، ان 13800 یا 14800 میں وزیر خزانہ یا عطاء تارڑ صاحب، دونوں یہاں اس ایوان میں ان غریبوں کیلئے 30 دن کا بجٹ اس طرح بنائیں کہ اس میں آٹا، چینی، اس کے ساتھ جو بھی خورد و نوش کی چیزیں ہیں وہ خرید کر ان کا گزارا ہو جائے۔

اس کے ساتھ ہی 7 کروڑ لوگ جو سطح غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، IMF کے اندازے کے مطابق جو سروے ہو چکا ہے اس میں 45 فیصد غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والے ہیں، جو تقریباً 13 یا 14 کروڑ لوگ بنتے ہیں۔ ان کو بھی اس بجٹ میں کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی بلکہ عطاء تارڑ صاحب نے کہا کہ ہم غریبوں کیلئے جو کر رہے ہیں اُس میں 10 مرلے کا پلاٹ، 5 مرلے کے پلاٹ اور مکانات میں ہم نے انتقال اور الاٹمنٹ کی رقم کو کم کر دیا ہے اس لئے یہ غریبوں کیلئے زبردست بجٹ ہے۔ تو یہ لوگ کس کو غریب کہتے ہیں؟ یہ 5 مرلہ اور 10 مرلہ پلاٹ خریدنے والوں کو غریب کہتے ہیں یا اُن لوگوں کو غریب کہتے ہیں جو غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔

پٹرول کی آج کل جو قیمتیں ہیں ان کے بارے میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں 2016 میں نواز شریف کے دور میں عالمی منڈی میں اس کی قیمت 40 ڈالر فی بیرل تھی۔ ڈالر 98 روپے تھا، 27 روپے فی لیٹر خرید تھی اور 65 روپے فروخت تھی۔ اس پر اڑھائی گنا ٹیکس تھا۔ 2022 میں عمران خان وزیراعظم تھا، عالمی منڈی میں تیل کی قیمت 115 ڈالر فی بیرل تھی، ڈالر 180 روپے کا تھا، 150 روپے قیمت خرید تھی اور 150 روپے میں فروخت تھی یعنی پٹرول کی فی لیٹر قیمت 150 روپے تھی، زیرو ٹیکس تھا۔ اس طرح اب 2026 میں شہباز شریف کے دور میں عالمی منڈی میں

95ڈالر فی بیرل قیمت ہے، ڈالر 280 روپے پر ہے، فی لیٹر کی قیمت خرید 170 روپے ہے اور 385 پر فروخت ہے اس پر اڑھائی گنا ٹیکس ہے۔ یہ ٹیکس کی مد میں ہزاروں ارب روپے جمع کرتے ہیں۔ پھر یہ غریبوں پر خرچ نہیں ہوتے، بلکہ مالداروں اور elite class پر خرچ ہوتے ہیں، اس بجٹ میں سب کچھ عیاں ہے۔

جس طرح عمران خان صاحب نے غریب لوگوں کے لیے shelter homes بنائے تھے، لنگر خانے بنائے تھے، اور اس کے ساتھ 'کوئی بھوکا نہ سوئے' ایک پروگرام شروع کیا، یہ سارے programmes اب ختم ہوگئے ہیں۔

افغانستان میں فی لیٹر petrol 0.8 dollar ہے، پاکستان میں dollar 1.36 ہے، انڈیا میں 1.1 ڈالر فی لیٹر ہے جبکہ بنگلہ دیش میں 1.1 ڈالر فی لیٹر ہے۔ اب تو وہ راستہ بھی کھل گیا ہے، اس کا بہانہ بھی ختم ہوگیا ہے۔ یہ سارے بہانے ختم ہوگئے ہیں تو اس لئے اب پٹرول کب سستا ہوگا اور لوگوں کو ریلیف ملے گا؟

بجلی پیدا کرنے والا صوبہ خیبر پختونخوا بجلی سے محروم ہے۔ میرے حلقہ NA-6 میں 12 سے 16 یا 18 گھنٹے load shedding ہو رہی ہے۔ 70 فیصد صارفین بل ادا کر رہے ہیں جبکہ 30 فیصد بل ادا نہیں کر رہے۔ 70 فیصد لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے کہ ان کے ساتھ بھی 12 سے 16 یا 18 گھنٹے تک لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے جو کہ غیر آئینی و غیر قانونی ہے، اس کو زیرو تک لایا جائے۔

حلقے میں دو سال سے گیس پائپ لائن بچھائی گئی ہے اور وہ خزانہ بائی پاس سے لے کر خزانہ گاؤں اور اس طرح منڈا اور میاں گلی تک اس کی main pipeline بھی بچھائی گئی ہے اور اس کے ساتھ distribution line بھی مکمل ہو چکی ہے اس کو جلد از جلد گیس سپلائی کریں۔

آخر میں میں کہتا ہوں کہ عمران خان صاحب بیمار ہیں اور قید تنہائی میں ہیں ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ ان کی صحت کا مسئلہ ہے، تقریباً 85 فیصد آنکھ خراب ہو چکی ہے اس لئے انہیں شفاء انٹرنیشنل ہسپتال میں لا کر ان کا علاج کیا جائے اور ان کے ساتھ فیملی، وکلاء اور دیگر دوستوں کی ملاقات کروائی جائے۔ یہ ملاقاتیں سات آٹھ مہینوں سے بند ہیں، پاکستان پائندہ باد، عمران خان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سبین غوری صاحبہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی و ٹیلی مواصلات (محترمہ سبین غوری): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکر ہے ساری کرسیاں خالی ہونے سے پہلے میرا نمبر آگیا۔ سب سے پہلے تو جو Geneva میں کل جو agreement sign ہونے جارہا ہے finally Islamabad Peace Talk سے جو سلسلہ شروع ہوا تھا US and Iran war کے خاتمے کا۔ اس کے لیے مبارکباد پیش کروں گی وزیر اعظم پاکستان میاں شہباز شریف صاحب کو، اس کے بعد ہمارے فیلڈ مارشل جنرل عاصم منیر صاحب، ہمارے نائب وزیر اعظم اسحٰق ڈار صاحب نے بہت زیادہ اس میں participate کیا اور finally محسن نقوی صاحب، اور وہ لوگ جنہوں نے اس میں حصہ ڈالا۔ پاکستان کے لیے بنیان مرصوص کے بعد، یہ دوسری بڑی تاریخی کامیابی ہے جو اس حکومت نے حاصل کی ہے۔

سر! سب سے پہلے تو مختصراً کچھ ہی points ہیں۔سب سے پہلے تو جو ہمارا Budget ہے، 18771ارب روپے کا، اس میں ہم نے PSDP جو ہمارے Public Development Projects ہیں، اس کے لیے 1000 ارب روپے رکھے۔اور اس 1000 ارب روپے میں سے کراچی کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے۔کراچی جو ہمارے revenue کا تقریباً GDP کا 67 percent دیتا ہے، اس کے ساتھ اتنی کم Budgetary allocation ناانصافی ہے۔ایک تو کراچی ویسے ہی زبوں حالی کا شکار ہے۔وہاں development کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ہمارا infrastructure تباہ ہے، ہمارے projects تباہ ہیں، صحت کا برا حال ہے، تعلیم کا برا حال ہے۔وہ کراچی جو ایک زمانے میں آزادی پاکستان کے بعد دارالحکومت تھا، اور ابھی بھی تعلیم، مواصلات اور اقتصادی ترقی کا مرکز ہے، اس کے باوجود اس کی حالت بہت خراب ہے۔ہم یہ نہیں کہتے کہ جتنا revenue کراچی سے generate ہوتا ہے، آپ وہ اسے واپس کریں۔ نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے development projects کا پچاس فیصد دے دیں، مگر کم از کم دس فیصد تو کراچی کا حق ہے۔اور یہ میرے خیال میں 0.8 percent بھی نہیں بنتا۔تو کراچی کے ساتھ ایک تو یہ کھلی ناانصافی ہے۔میرے خیال میں حکومت کو اس پر غور کرنا چاہیے۔

اس کے بعد یہی حال حیدرآباد کا بھی ہے۔کراچی اور حیدرآباد اس وقت اگر آپ لوگ جائیں، یہاں ماشاءاللہ اسلام آباد میں رہتے ہیں، اپنے اپنے علاقوں سے آتے ہیں۔کراچی کی آبادی جو ہے وہ چار کروڑ کے قریب پہنچ چکی ہے۔دو 2023 کے census میں تقریباً کراچی کی آبادی دو کروڑ پینتیس لاکھ کے قریب بتائی گئی تھی، مگر وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔اور resources بھی موجود ہیں مگر شاید وہ حکومت کی will نہیں ہے، Provincial Government کی will نہیں ہے۔کراچی bad governance کا شکار ہے۔تو میرے خیال میں یہ ایسے مسائل ہیں جن پر اگر ابھی بھی توجہ نہ دی گئی، جبکہ مسائل کا انبار تشویش ناک حد تک بڑھ چکا ہے، اگر ابھی بھی اس کو address نہیں کیا جائے گا تو وہ دن دور نہیں جب ہم سب واقعی پچھتا رہے ہوں گے اور کراچی پتہ نہیں کس طرف جا رہا ہو گا۔ابھی بھی آپ کراچی کی سڑکوں پر نکلیں، جو دس یا بیس منٹ کا سفر ہو، وہ گھنٹوں کا بن جاتا ہے۔کراچی کے district east کا جو حال ہے وہ سب کو پتا ہے۔جو university road ہے، ہم نے سنا تھا عید پہ بن رہی ہے، اب تو FWO کے پاس ہے، اس کے باوجود بھی اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

جنابِ چیئر! اس کے بعد تعلیم، ہم نے تقریباً Higher Education میں چھیالیس ارب روپے اور schools projects کے لیے چھتیس ارب روپے رکھے۔ہمارا جو Budget ہے، یہ اس کا ایک فیصد بھی نہیں بنتا۔تعلیم کسی بھی ملک کی ترقی کی backbone ہے۔

ہمارے جتنے بھی ممالک، چاہے آپ China لے لیں، Germany لے لیں، کوئی اور ملک لے لیں، UK لے لیں، جو بھی ترقی یافتہ قومیں ہیں، انہوں نے اپنی تعلیم کو ترجیح دی ہے، تو وہ آج یہاں تک پہنچی ہیں۔تعلیم کا ہمیشہ سے ہمارے ہاں Budget میں بہت زیادہ فقدان رہا ہے۔تعلیم کو وہ خاطر خواہ اہمیت نہیں دی جاتی جو اس کو دینی چاہیے۔ابھی بھی تقریباً میرے خیال میں اس کو بڑھا کر ایک percent سے چار percent تک لے کر جانا چاہیے۔ابھی Mr. Selling آئے ہوئے تھے, senior politician from Germany انہوں نے

ایک session کیا تھا Budget پر۔ تو Germany تقریباً اپنے 20 percent سے بھی زائد Budget تعلیم پر خرچ کر رہا ہے، اور پاکستان شاید ایک percent کے قریب تعلیم کو دے رہا ہے۔ تو مجھے نہیں لگتا کہ تعلیم حکومت کی بنیادی ترجیحات میں شامل ہے۔ میرے خیال میں اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگلے دو سال میں، پانچ سال میں، پاکستان اور اس کی قوم کسی جگہ پہنچے، ترقی کرے، تو اس کے لیے بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ہم تعلیم کے Budget کو بڑھائیں۔ Out of school children تقریباً اڑھائی کروڑ سے زیادہ ہیں، ہم سب کو معلوم ہے، although کہ یہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد devolved subject ہے، مگر Islamabad میں بھی out of school children کی تعداد کم نہیں ہے۔ اس کے باوجود صرف چھتیس ارب ہم نے schools projects میں ڈالے ہیں۔ تو میرے خیال میں ہمیں اس کو بھی بڑھانا چاہیے۔ اگر تعلیم نہیں ہو گی تو آہستہ آہستہ ہماری جو generation ہے، یہ جو اڑھائی کروڑ بچے ہیں، کل کو جب یہ بڑے ہوں گے تو ہمارے ہاں بے روزگاری بڑھے گی، ناخواندگی بڑھے گی، غربت بڑھے گی۔ اور اس کے بعد جب یہ لوگ بڑے ہو کر کچھ نہیں کر پائیں گے تو یا مزدوریاں کریں گے یا پھر مختلف جرائم پیشہ سرگرمیوں کا حصہ بنیں گے۔ ان چیزوں سے بچنے کے لیے ہمارے ادارے کتنا کچھ خرچ کریں گے۔ بہتر ہے کہ precautionary measures لیے جائیں اور تعلیم کی ضرورت پر زور دیا جائے تاکہ out of school children کو زیادہ سے زیادہ اسکولوں میں لایا جا سکے۔

اس کے بعد جناب! BISP Programme بہت اچھا programme ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا، اس کا Budget بھی بڑھایا گیا ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ BISP میں خواتین کے لیے اگر کوئی Skill Development Programmes رکھے جائیں، کوئی ایسے programmes رکھے جائیں جن میں وہ چھوٹی دستکاریاں جو کرتی ہیں، ان businesses کو online sell کر سکیں۔ آج کل online کا دور ہے۔ IT courses ہوں، یا اسی طرح small businesses کے لیے اگر ان کو قرضے دیے جا سکیں، بلا سود، تو اگر BISP سے لوگوں کو آپ ہنر مند بنائیں، ان کی entrepreneurship create کریں، بجائے اس کے کہ ایک آدمی کو پیسے دیے جائیں جس سے وہ ایک خاندان تک محدود ہو جائیں، تو میرے خیال میں بہتر ہو گا۔

اس کے علاوہ جو سب سے important چیز ہے سر، جو ہمارا servicemen ہیں، تنخواہ دار طبقہ۔ تنخواہ دار طبقے کے لیے جو حکومت نے increment کی ہے، میرے خیال میں وہ بہت کم ہے۔ ایک تو بالکل ٹھیک بات ہے کہ آپ نے Surcharge Tax ختم کر دیا ہے، مگر اس کے باوجود جو seven percent تنخواہ بڑھا رہے ہیں، وہ کہیں سے بھی خاطر خواہ نہیں ہے۔ مطلب ہماری پچھلے سال حکومت نے ایک حد مقرر کی تھی کہ 37000 rupees minimum wage ہو گی۔ اس میں اگر آپ تین چار ہزار روپے بڑھا دیں گے تو اس سے غریب آدمی کا کیا ہو گا؟ چالیس پینتالیس ہزار روپے میں غریب آدمی کہاں سے بجلی کا بل دے گا، کہاں سے کھائے گا، کہاں سے وہ جو آپ کے اوپر indirect taxes لگتے ہیں، بچوں کی فیسیں دے گا، کہاں سے کرایہ ادا کرے گا؟

میرے خیال میں جس تیزی سے مہنگائی بڑھ رہی ہے، accelerate کر رہی ہے، ٹھیک ہے اس کی بہت ساری وجوہات ہوں گی، پورا خطہ اس کی زد میں آیا ہوا ہے، پوری دنیا اس وقت مہنگائی کی زد میں ہے، اس کے باوجود شاید تنخواہ دار طبقے کی تنخواہیں 10 to 15 percent increaseہونی چاہئیں۔ جب کے 50,000 to 60,000 کے درمیان minimum wage ہوگی، ایک آدمی 50,000 to 60,000 کمائے گا، تو شاید اس میں کچھ بہتری آئے۔ ورنہ جو تنخواہ بڑھائی گئی ہے، جتنے فیصد اضافہ کیا گیا ہے، وہ آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

سب سے آخر میں سر! 140-A کی implementation, ہمارا سب سے دیرینہ مسئلہ ہے، جس کے اوپر ہم حکومت میں بھی شامل ہوئے تھے، کہ جو ہمارے اختیارات ہیں وہ نچلی سطح تک منتقل ہوں۔ پاکستان کی تقریباً پچیس کروڑ نوے لاکھ کی آبادی ہو گئی ہے۔ اگلے پانچ سال میں یہ تیس بتیس کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ میرا شہر کراچی، تقریباً دو کروڑ پینتیس لاکھ کی آبادی جو دو ہزار تئیس کے census میں آئی تھی، اس وقت تقریباً چار کروڑ کے قریب پہنچ چکی ہے، اور اگلے پانچ سال میں آپ خود سوچیں کہ کہاں جائے گی۔ کراچی ہی نہیں، اور بھی جتنے metropolitan citiesہیں، اگر ان میں Provincial Government کے ساتھ ساتھ Local Government کو empower نہیں کریں گے تو آپ یہ بتائیں کہ تمام وسائل جب نچلی سطح تک استعمال ہی نہیں ہوں گے تو ایک کم از کم انسانی جان کے لیے تو ممکن نہیں ہے کہ وہ لوگوں کے لیے تمام resources provide کر کے development کر سکے۔ کوئی جناتی عمل ہو گا جس سے اتنی کروڑ کی آبادی والے شہر کو اس structure کے ساتھ بہتر بنایا جا سکے گا۔ تو میرے خیال میں کراچی، جو اس وقت بہت سارے مسائل کی آماجگاہ ہے، صرف کراچی ہی نہیں، حیدر آباد ہے، نواب شاہ ہے، سکھر ہے، آپ پنجاب کی طرف آ جائیں، لاہور کے علاوہ باقی سارے urban cities بھی مختلف مسائل کا شکار ہیں۔ اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ جو 140-A ہے اس کی implementation کی جائے۔ جو اختیارات ہیں وہ نچلی سطح تک منتقل کیے جائیں۔ اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو نہ ایک عام تحصیل، ایک چھوٹا ضلع، ایک چھوٹے گاؤں میں صحت پہنچے گی، نہ وہاں ماں بچے کی صحت کو secure کر سکتے ہیں، نہ وہاں ایک چھوٹے بچے کی تعلیم کو secure کر سکتے ہیں، نہ وہاں آپ ایک مزدور کے حقوق کو secure کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے بہت ضروری ہے کہ اختیارات نچلی سطح تک پہنچیں۔ میرے خیال میں بہت سارے لوگ ہوں گے جو ہم سے agree کرتے ہیں، مگر due to political differences وہ اس بات پر آمادہ نہیں ہوتے۔ مجھے یہ لگتا ہے کہ پاکستان کی ترقی کے لیے اور اپنی قوم کی ترقی کے لیے، جو ہماری ترقی یافتہ قومیں ہیں، ان کے models کو study کر کے ہم سب ایک بات پر متفق ہوں اور جو چیز پاکستان کے حق میں ہے، چاہے وہ ہمارے حق میں نہ ہو، اس سے مخالفت بھی ہو، مگر ایک دفعہ اس پر بیٹھیں سر جوڑ کر۔ اگر اس model میں، جو model ہم نے پیش کیا ہے، اس میں کمیاں بیشیاں یقیناً ہوں گی، اس پر بات کی جا سکتی ہے، مگر 140-A لازم و ملزوم ہے۔ میرے خیال میں آج نہیں تو آج سے دو سال بعد حکومت خود بھی اس بات کی متلاشی ہو گی کہ کوئی ایسا system لائے جس میں اختیارات نچلی سطح تک پہنچیں، تاکہ یہ ملک، یہ قوم، آپ کا شہر، آپ کا گاؤں اور آپ کی تحصیل ترقی کر سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، ملک ابرار احمد صاحب۔

جناب ملک ابرار احمد: شکریہ، جناب سپیکر! میں آج اس معزز ایوان میں اس سرزمین کی آواز بن کر کھڑا ہوں، جہاں کے غیور عوام نے ہمیشہ پاکستان کے دفاع، استحکام اور بقا کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔ مالی سال 27-2026 کا بجٹ محض اعداد و شمار نہیں، بلکہ کٹھن حالات سے نکل کر خود انحصاری اور پائیدار ترقی کی طرف بڑھتے ہوئے ایک نئے پاکستان کا عزم ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں معاشی استحکام کا جو مشکل سفر ہم نے شروع کیا تھا، الحمدللہ آج ہماری معیشت اپنے پیروں پر کھڑی ہو چکی ہے۔ اس بجٹ میں معاشی نمو کے ثمرات عام آدمی، کسان، دکاندار اور محروم طبقات تک پہنچانے کی ایک مخلصانہ اور سنجیدہ کوشش ہے۔ حکومت نے middle class تنخواہ دار طبقے کی مشکلات کا ادراک کرتے ہوئے چار اہم tax rates میں نمایاں کمی کی ہے اور ان پر عائد additional surcharge کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہے۔ عالمی بحران اور مہنگائی کے باوجود حکومت نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ریٹائر ملازمین کی پنشن میں سات فیصد، جبکہ کم از کم ماہانہ اجرت میں دس فیصد اضافہ کر کے عوام کے لیے اہم اقدام اٹھایا ہے۔

معاشرے کے کمزور اور نظر انداز طبقات کا خصوصی خیال رکھتے ہوئے sanitary pads اور متعلقہ اشیا پر عائد tax کو سو فیصد ختم کر دیا گیا ہے۔ کینسر جیسے موذی مرض کے علاج کو عام آدمی کی پہنچ میں لانے کے لیے ادویات کی مقامی تیاری میں استعمال ہونے والے سو سے زائد اقسام کے خام مال پر custom duty کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

چھوٹے تاجروں کو پریشانی سے بچانے کے لیے تین کروڑ روپے تک کے سالانہ sales والے دکانداروں کے لیے صرف ایک فیصد tax متعارف کرایا گیا ہے، جس میں کوئی routine audit یا POS کی شرط نہیں ہو گی۔

اسی طرح قومی دفاع پر جو معرکہ حق ہوا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان کی مسلح افواج نے جرأت سے دشمن کو منہ توڑ جواب دیا اور ملکی دفاع کا پوری دنیا میں اعتراف کیا گیا۔ Benazir Income Support Programme کے تحت غریب ترین خاندانوں کے لیے بجٹ میں 838 ارب روپے مختص کیے گئے، جو گزشتہ سال سے 17 فیصد زائد ہے اور کفالت پروگرام کا دائرہ کار ایک کروڑ بیس لاکھ خاندانوں تک پھیلایا جا رہا ہے۔ ملک کے نوجوانوں کو معیشت کا فعال حصہ بنانے کے لیے اب تک 5 لاکھ سے زائد نوجوانوں کو جدید فنی تربیت دی گئی ہے اور کاروبار کے لیے 258 ارب روپے کے آسان قرضے تقسیم ہو چکے ہیں۔ اسی طرح بجلی کے شعبے میں اصلاحات، بجلی کی خریداری کے پرانے اور مہنگے سرکاری نظام کو بدل کر ستمبر 2026 سے open market کا آغاز کیا جا رہا ہے اور کوئی بھی اضافی tax نہیں لگایا گیا۔

جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو جو مقام عطا کیا ہے۔ وزیر اعظم پاکستان، Field Marshal سید عاصم منیر صاحب، میرے Deputy Prime Minister اسحٰق ڈار صاحب، محسن نقوی صاحب اور پوری ٹیم نے بھی ایران اور امریکہ کے درمیان معاملات بہتر اور طے کرانے کے لیے 45 سال کے بعد انہیں ایک میز پر اسلام آباد میں بٹھایا اور پوری دنیا اس چیز کو سراہ رہی ہے۔ آج وزیر اعظم صاحب کی محنت، ان کی ٹیم

کی کوششوں اور پاکستان میں بسنے والے 24 کروڑ عوام کی دعاؤں سے آج میزبانی وزیراعظم پاکستان کو مل رہی ہے، Field Marshal سید عاصم منیر صاحب کو مل رہی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے اس سے بڑی کامیابی اور کوئی نہیں ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان شاءاللہ آنے والا ہر دن بہتر ہوگا اور پاکستان بہتری کی طرف جائے گا۔

جناب سپیکر! میرا تعلق راولپنڈی، چکلالہ کینٹ سے ہے۔ اگر اس وقت موجود ہوتے ہمارے Minister for Defence تو زیادہ بہتر تھا، کیونکہ راولپنڈی کینٹ اور چکلالہ میں بہت سارے مسائل ہیں۔ پانی کا جو مسئلہ ہے، وہ ہمارا خان پور ڈیم اور راول ڈیم سے ہے۔ 48 گھنٹوں کے دوران 15 سے 30 منٹ پانی گھروں میں جاتا ہے۔ پورے Cantonment Board کا جو وفاق کے پاس بجٹ ہے، اسے بحال کیا جائے اور ان اداروں کو پانی کے لیے مخصوص رقم دی جائے، تاکہ یہ ادارے عوام کو بہتر سہولیات مہیا کر سکیں۔ راولپنڈی اور اسلام آباد جڑواں شہر ہیں، جہاں ایک وارڈ 15 سے 20 ہزار آبادی پر مشتمل ہوتا ہے۔ راولپنڈی کینٹ کی آبادی تقریباً 8 لاکھ پر مشتمل ہے اور چکلالہ کینٹ کی آبادی بھی تقریباً 4 لاکھ تک ہے، جبکہ ایک وارڈ 65,70,80 ہزار آبادی پر بنتا ہے۔

میں وزیراعظم پاکستان، وزارت دفاع اور اپنے تمام وزراء سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر ایک میٹنگ بلائی جائے اور جو Cantonment Boards کے وارڈز ہیں، انہیں آبادی کے لحاظ سے دوبارہ ترتیب دے کر 20 سے 25 ہزار آبادی پر بنایا جائے اور وارڈز کے ممبران کی تعداد بڑھائی جائے۔

جناب سپیکر! اس ایوان میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ ہمارے پاس اتنی بڑی آبادی کے لیے hospital نہیں ہے۔ میں Government of Punjab کو یہاں سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے پاس جگہ موجود ہے، اگر وہاں hospital بنا دے تو غریب عوام کا بھلا ہوگا، کیونکہ وہاں تقریباً 10 لاکھ کی آبادی پر کوئی hospital موجود نہیں ہے۔ یہ بھی میری ایک تجویز ہے اور اس پر غور ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ مرکز نے پانچ مرلہ مکان پر tax کا خاتمہ کیا ہے۔ میری یہ اپیل ہے کہ اس سے پہلے کے جو واجبات ہیں، ان غریب لوگوں کے، وہ بھی ختم کیے جائیں، تاکہ ادارہ انہیں بار بار تنگ نہ کرے اور ان سے پچھلے سال کی مد میں رقم کا تقاضا نہ کریں۔ کیوں کہ حقیقت میں رقم ادارے تک نہیں وہ جاتی، وہ بیچ میں جو لوگ ہیں وہ لے لیتے ہیں۔ اس سے ادارے کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا، لیکن غریب کو نقصان ضرور ہو رہا ہے۔ یہ بھی میری ایک تجویز ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مجھ سے پہلے بھی یہاں بات ہوئی کہ کسان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ جس طرح گورنمنٹ آف پنجاب نے ٹریکٹر اور دیگر چیزوں پر سبسڈی دی ہے، اس سے بہتر ہے کہ مرکز پنجاب اور سندھ والے سب مل کر بیٹھ جائیں اور ایک ایسا سسٹم بنائیں جس میں کسان کی بہتری کے لیے ایسی چیزیں لائی جائیں جو کسانوں کو آسانی کی طرف لے جائیں۔ اور کسان جب بہتری کی طرف جائے گا ہمارا ملک خوشحالی کی طرف چلا جائے گا کیونکہ انڈسٹری اتنی جلدی نہیں لگ سکتی لیکن کسان اس سے زیادہ بہتر طریقے سے اس ملک کو زرِ مبادلہ دے سکتا ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد معظم علی خان جتوئی۔

جناب محمد معظم علی خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! آج اس تقریر کا آغاز عمران خان صاحب کی health اور ان کی جو ناجائز قید ہے اس کے حوالے سے شروع نہ کیا جائے تو زیادتی ہو گی۔ ہماری پارٹی کا ایک basic مطالبہ ہے کہ انسانی حقوق کے تحت ان کی health کے حوالے سے جو facilities ملنی چاہیئں وہ دی جائیں، ان کی فیملی کو اور، ہمارے سیاسی جوان کے پارٹی کے معاملات والے لیڈر ہیں، ان سب سے ان کی ملاقات کروائی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو لوگ اس وقت سیاسی قیدی کے طور پر پابند سلاسل ہیں، چاہے وہ سابقہ Parliamentarians ہوں یا workers ہوں، ہمارا یہ بھی مطالبہ ہے کہ ان پر رحم کیا جائے اور ان پر عائد پابندیوں کو ختم کیا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ Establishment کو بھی اس پر مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ جو ایران اور امریکہ کے درمیان ایک سلسلہ شروع کیا گیا تھا وہ آج تکمیل کی طرف رواں دواں ہے، لیکن مجھے زیادہ خوشی ہوتی اگر یہ معاملات جنیوا کے بجائے پاکستان میں ہو رہے ہوتے۔ لیکن اس agreement کے ساتھ جو ہم دیکھ رہے ہیں اور جو سننے میں آیا اس کے بہانے عوام کے اوپر پیٹرول بم گرایا گیا اور ڈیزل بم گرایا گیا۔ جس کی وجہ سے ایک غریب آدمی، ایک کسان یا اس کے related کوئی industry ہے چاہے وہ روزگار، مطلب نوکری پیشہ لوگ ہیں، اس کے اوپر یہ جو مہنگائی کا طوفان آیا ہے، اس معاہدے کے ہونے کے ساتھ ساتھ میری یہ خواہش ہے کہ اس کے مثبت اثرات پاکستان میں بھی آنے چاہیئیں، چاہے وہ power sector ہے جس میں بجلی کے معاملات ہیں، جس میں energy ہے اس میں petrol, diesel کی prices ہیں، agriculture sector کے اوپر جو مہنگی کھاد اور مہنگی spray یا بیج کے معاملات ہیں، ان سارے سیکٹرز کے اندر چاہے وہ health ہو یا education ہو، پاکستان کو جب اس معاہدے کے حوالے سے مسائل میں ڈالا گیا تھا، اب اس کو ریلیف بھی ملنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ میری نمائندگی ضلع مظفر گڑھ سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیسومل کھئل داس صاحب بہت شور ہو رہا ہے۔ Disturb ہو رہے ہیں آنریبل ممبر، اگر gup لگانی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔

جناب محمد معظم علی خان: میرا تعلق ضلع مظفر گڑھ سے ہے اور میں PSDP میں ہزاروں ارب کے بجٹ دیکھتا رہا اور دیکھتے دیکھتے مجھے کوئی اپنے ضلع کے حوالے سے کہیں ترقی کا کوئی کام نظر نہیں آیا۔ میں اپوزیشن جماعت سے ضرور تعلق رکھتا ہوں لیکن کچھ حکومتی پارٹی کے لوگ بھی وہاں سے جیت جاتے ہیں۔ پھر بھی میں دیکھ رہا تھا کہ جہاں پر 117 ارب education sector میں دیے گئے، اس میں کوئی university میرے ضلع میں نہیں دی گئی۔ اگر آپ دیکھیں، ہمارا تقریباً پانچ million افراد کا ضلع ہے۔ ایک شہر کے اندر سینکڑوں یونیورسٹیاں ہوں اور اتنی ہی آبادی کو آپ ایک یونیورسٹی نہیں دے سکے 78 سال میں۔ ہم اگر دیکھتے ہیں ہسپتال کی طرف، شہر اگر اس سے کہیں چھوٹا ہے، بھلے آپ اسلام آباد دیکھ لیں یا پاکستان کے کچھ اور شہر بھی دیکھ لیں۔ جہاں پر بھی چھوٹا شہر ہے وہاں پر tertiary care hospital ہے، وہاں پر

cancer hospital بھی ہے، وہاں پر mother and child care centers بھی ہیں، burn units بھی ہیں ہر چیز ہے اور ہمارا تقریباً ساڑھے تین سو کلو میٹر لمبا ضلع ہے۔ جس کے اندر تقریباً پانچ million لوگوں کی population ہے اور اس کے اندر کوئی ایسا ہسپتال نہیں ہے۔ جو لوگ ہمارے اضلاع میں اور specially میرے علاقے کے اندر کوئی accident کے اندر یا کوئی ایسی emergency کا شکار ہوتے ہیں تو وہ ہسپتال جانے سے پہلے دم توڑ جاتے ہیں۔ بہر حال پہلے بھی میں یہ آواز اٹھاتا رہا، ہر جگہ پر بات کرتا بھی رہا۔ لیکن ہر سال کی طرح اس سال بھی ہمارے ضلع کو نظر انداز کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری سڑکیں، وہاں سے main جب موٹروے نہیں تھی تو ہمارا ضلع ایک پورے پاکستان کی سڑکوں کا main hub ہوتا تھا۔ آج بھی موجود ہیں وہ سڑکیں۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پورے پاکستان کی سڑکیں widen ہوئی ہیں، ہماری سڑکوں کا نام آج بھی قاتل روڈ ہے، اس قاتل روڈ کے اوپر ہر سال سینکڑوں لوگوں کا accident کی وجہ سے انتقال ہوتا ہے، سینکڑوں جانیں جاتی ہیں، باتیں کی جاتی ہیں، funds ایک دو دفعہ رکھے بھی گئے، لیکن وہ funds دکھانے کی حد تک رہے اور پھر اٹھا لیے گئے۔

اسی حوالے سے اگر میں آگے چل کر بات کروں تو دو دریا ہمارے ضلع کے ساتھ ساتھ بہتے ہیں، تقریباً کوئی ساڑھے تین سو کلو میٹر کے ایریا میں، تیسرا دریا ستلج بھی وہیں آکر شامل ہوتا ہے۔ جب flood آتے ہیں تو اس کی سب سے بڑی hit ہمارے علاقے میں ہوتی ہے۔ جب hit کی بات آتی ہے یہاں پر بہت ساری باتیں ہوتی ہیں، اس کے حوالے سے rehab کے اوپر بھی بہت سارا پیسہ ضائع ہوتا ہے۔ پچھلی بجٹ تقریر میں بھی میں نے اس چیز کے اوپر نشاندہی کی تھی، اس دفعہ بھی میں اب کر رہا ہوں کہ تقریباً ستر کلو میٹر سے زیادہ کا ایریا ہے، جہاں پر flood بند ہی نہیں ہے، جب بند ہی نہیں ہے تو پانی نے کیا کرنا ہے۔ جیسے پانی پورے پاکستان میں کہیں بارشیں ہوتی ہیں، ہمارے لوگوں کے دل دھڑکنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جب flood آجاتا ہے تو ہمارے پاس جو ضلعی انتظامیہ ہے ان کی عید ہو جاتی ہے اور وہ کیوں عید ہوتی ہے کہ ان کو اس چیز سے بچنے کا ٹائم ملتا ہے اور ہماری بے بسی کو ایک بہانہ بنا کر اپنی جیبیں بھرتے ہیں اور لوگ ہر سال بدحالی میں جاتے ہیں۔ جس کے پاس زیادہ پیسے ہوتے ہیں وہ وہاں پر پٹواری یا مقامی لوگوں کو اپنا tool بنا کر استعمال کرتا ہے یا بااثر ہے تو وہ compensations میں فائدہ لیتے ہیں جو غریب ہے وہ پستا ہے اور ہر سال اور زیادہ بدحال ہوتا ہے۔ پچھلے سال flood آیا۔ میں نے یہاں Floor of the House اس کے اوپر نشاندہی کی تھی مگر کوئی action نہیں لیا گیا۔ جب flood آیا تو تقریباً پانچ لاکھ سے زیادہ آبادی صرف ہماری تحصیل جتوئی اور علی پور کی hit ہوئی۔ اس آبادی کو نقصان کیا ہوا، اس کا یہ ہوا جس کی میں نشاندہی کرتا رہا، کوئی اس کے اوپر ایکشن نہیں ہوا۔ جو وہاں پر مقامی irrigation کے لوگ تھے۔ ہم نے اس کے اوپر بھی نشاندہی کی۔ وہیں پر نشاندہی کرتے رہے اور flood کا پانی نکلا۔ اب ایک اور بڑا ظلم ہونے جا رہا ہے۔ وہ ظلم یہ ہے کہ جو پرانی alignment تھی اس کو بدل کر ایک نئی alignment create کی جا رہی ہے۔ جس سے تقریباً ڈیڑھ لاکھ لوگ ہر سال پانی کی زد میں آجائیں گے۔ یہاں پر میں دیکھتا ہوں دس بیس لوگوں کی بات کی جاتی ہے، میں بات کر رہا ہوں تیس دیہات کی جن کو ایک غلط alignment کر کے forever پانی میں ڈبویا جا رہا ہے۔ پہلے بھی

میں نے Point of Order پر یہاں پر بات اٹھائی تھی۔آج بھی میں یہاں پر on the Floor of the House, on record بنانے کے لیے میں یہ پھر بات کر رہا ہوں، خدارا اتنا بڑا ظلم نہ کریں۔ صرف سیاسی ایشو بنا کر لوگوں کے اوپر زیادتی نہ کی جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ دو ہمارے دریاؤں کے اوپر، تقریباً ایک دریائے سندھ کے اوپر دو سو کلو میٹر اور دریائے چناب کے اوپر تقریباً 150 kilometers فاصلہ ہے، جہاں پہ پل نہیں ہے۔ جہاں لوگوں نے travel کرنا ہوتا ہے ان کو بہت لمبے سفر کر کے آنے پڑتے ہیں۔ ہم بھی پاکستان کا حصہ ہیں اور انسان ہیں۔

خدارا ہماری اتنی بڑی آبادیوں کے اوپر رحم کیا جائے۔ ہماری تحصیل علی پور اور جتوئی کی تقریباً 17،18 لاکھ کی population بنتی ہے۔ اس کے لیے ان 2 دریاؤں کے اوپر bridges بنائے جائیں جس سے دریا کے کٹاؤں میں بھی فرق آئے گا اور وہ mobility بھی بڑھے گی اور economically پاکستان کے اوپر جو تیل کا بوجھ ہے وہ کم ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

جناب محمد معظم علی خان: صرف 2 منٹ، ایک منٹ۔ دوسری بات یہ ہے کہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری point

جناب محمد معظم علی خان: آخری point۔ میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ یہ جو targeted subsidies کے نام کے اوپر ہر سال ایک corruption کا راستہ کھولا جاتا ہے اور رکھا جاتا ہے۔ مہربانی کر کے وہ subsidies ختم کر کے agriculturists کو ان policies کے اندر اس کا فائدہ دیا جائے جب ہماری فصل اترتی ہے۔ اس سال لوگوں نے گندم 2800 روپے پہ بیچی ہے۔ آج گندم کا ریٹ 4500 ہے۔ بیچ میں middle man کما رہا ہے اور جب taxation کی بات آتی ہے جتنا جو بڑا industrialist ہے۔ اس نے agriculture میں آ کے اپنا ٹیکس چوری کیا اور گورنمنٹ نے اس راستے کو بند کرنے کے بجائے ان کو راستہ دے رکھا ہے۔ لیکن ہر عام زمیندار یا تمام زمینداروں کو اس کے اندر پھنسا کے ان کے اوپر taxation بڑھا دی۔ اس کے اوپر نظر ثانی کی جائے اور اس ان معاملات کو تھوڑا سا مہربانی کر کے ایمانداری کے ساتھ میں نے کہا کہ صراط مستقیم کے حوالے سے کر کے، مہربانی کر کے سیدھا کیا جائے۔ مہربانی۔ Thank you جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ غلام محمد لالی صاحب۔

جناب غلام محمد: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ الصلوۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی آپ نے مجھے وقت دیا۔ آج موجودہ حکومت یہ تیسرا بجٹ پیش کر رہی ہے اور اگر اس کو دیکھا جائے تو یہ مجموعی طور پر ان کا پانچواں بجٹ ہے۔

جناب والا! وہی سب کا روش کہ جو مراعات یافتہ طبقہ ہے، اس کے لیے مراعات مزید زیادہ اور جو پسا ہوا طبقہ ہے وہ پہلے سے زیادہ پستا جا رہا ہے۔ میں آپ کو عرض کروں ہم دیہات میں رہنے والے لوگ ہیں۔ وہاں پر جو غریب آدمی ہے اس کو اپنی روزمرہ کے بال بچوں کی روٹی کمانے کے لیے

پورے گھر کو محنت کرنا پڑتی ہے۔اس خاندان کی خواتین بھی محنت کرتی ہیں، ان کے بچے بھی مزدوری کرتے ہیں، ان کے مرد حضرات بھی مزدوری کرتے ہیں اور بامشکل اپنے گھر کی دال روٹی چلاتے ہیں۔

اور جو سفید پوش طبقہ ہے اس کو تو ویسے ہی ختم کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! سفید پوشی کے اپنے چند تقاضے ہوتے ہیں ان کی زندگی کے رہن سہن کے چند تقاضے ہوتے ہیں۔ حالات یہ ہیں کہ ان کی وہ سفید پوشی کا بھرم ختم کر دیا گیا ہے۔ جتنی بجلی مہنگی ہے، جتنی گیس مہنگی ہے، جو پٹرول ڈیزل کی قیمتیں ہیں، ان کے گھر کا جو بل آتا ہے وہ عام چھوٹے سے گھر کا 20، 25 ہزار روپے بل آ جاتا ہے تمام بل ملا جلا کے۔ ان کا سفید پوشی میں رہنا ممکن نہیں رہا۔

اور جناب والا! سب سے بڑا جو میں محسوس کرتا ہوں اپنے طور پر کہ جو اس ملک کے بچے اور بچیاں ہیں، انتہائی مایوسی کا شکار ہیں۔ وہ تعلیم یافتہ ہیں یا غیر تعلیم یافتہ ہیں ان پہ مایوسی چھائی ہوئی ہے۔ وہ اپنی محنت کے ساتھ پوری زندگی لگا کے ایک ڈگری لیتے ہیں اور آگے مستقبل تاریک نظر آتا ہے۔ نوجوان ہیں کوئی مستقبل میں سامنے چیز نظر نہیں آ رہی اور ہوتا یہ ہے جناب والا کہ وہ بڑی تعداد میں اس ملک سے بیرون ملک روزگار کے لیے جا رہے ہیں۔

میرے علاقے کے لوگ وہ بچے ابھی لیبیا میں قید ہیں، بڑی مشکل میں وقت گزار رہے ہیں۔ میرے علاقے کے میں اپنے علاقے کی آپ کو جناب والا عرض کروں وہ کوئٹہ مزدوری کے لیے جا رہے تھے، بس سے اتارا اور قتل کر دیا۔

ڈسٹرکٹ چنیوٹ تحصیل لالیاں کی میں عرض کر رہا ہوں۔ مزدوری کے لیے بلوچستان جا رہے تھے۔ بس سے اتار کے شناختی کارڈ دیکھ کے قتل کر دیا ہے۔ میں کامران مرتضیٰ صاحب کا ممنون ہوں کہ ان کی کاوش سے اتنا ہوا کہ ان بچوں کی bodies ان کے لواحقین تک پہنچ گئیں۔

جناب والا! نئے کارخانے لگنا تو دور کی بات ہے پرانے جو کارخانے چل رہے تھے وہ بند ہوتے جا رہے ہیں۔ جس سے بے روزگاری دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ اور سب سے بڑا اس کا اثر جو ہے وہ یہ کہ نوجوان طبقہ، جو ہمارے بچے ہیں، جن کو آئندہ دنیا میں اپنے معاملات، اپنے روزگار سے وابستہ معاملات چلانے ہیں ان کے اوپر سخت دباؤ ہے اس چیز کا۔

جناب والا! میں چند چیزیں زراعت پہ بھی آپ کے سامنے ضرور عرض کروں گا۔ میں خود ایک زراعت پیشہ آدمی ہوں۔ جتنا مشکل اور کٹھن وقت زراعت سے متعلقہ آدمی پر آج ہے کبھی نہیں رہا۔

جناب سپیکر! انتہائی قیمتی کھادیں ہیں آج کی DAP کی قیمت check کریں 17، 18 ہزار روپے ہے۔ یوریا کی قیمت check کریں جو زرعی ادویات ہیں ان کی قیمت check کریں اور ساری محنت کے بعد جب کسان اپنی فصل تیار کر لیتا ہے۔ تو بجائے خوش ہونے کے کہ میری فصل تیار ہو گئی ہے اس کے اوپر مایوسی چھا جاتی ہے کہ اب خدا معلوم اس کی قیمت کیا لگے گی۔ کیا میرا جو میں نے خرچ کیا، وہ بھی واپس آتا ہے کہ نہیں آتا؟ اتنا مشکل وقت، اتنا دشوار وقت شاید کسان کی زندگی میں کبھی دیکھنے میں آیا ہو جتنا آج کل اس کے اوپر مشکل وقت چل رہا ہے۔

جناب والا! میں آپ کو عرض کروں تو یہ subsidies جو دیتے ہیں، پتہ نہیں یہ لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں یا اپنے ملک کے لوگوں کے ساتھ کیا ان کا رویہ ہے۔ ابھی انہوں نے اعلان کیا جی کہ جی ہم ڈیزل اور petrol ہمیں بڑھانا پڑا ہے۔ 2 ہزار روپے پٹرول پر موٹر سائیکل کو دیں گے اور زراعت سے وابستہ چھوٹے کاشتکار کو 1500 روپے فی ایکڑ دیں گے۔

کیا یہ حکومت ایوان میں ڈیٹا پیش کر سکتی ہے کہ انہوں نے کتنے لوگوں کو 2000 فی موٹر سائیکل دیا ہے اور زراعت پر کتنی subsidy دی ہے۔ جو آپ نے کرنا نہیں اس کا اظہار کیوں کرتے ہیں۔ سمجھ سے باہر چیزیں ہیں سر۔

جناب والا! میں آپ کے حضور عرض کروں تو چند چیزیں زراعت سے متعلقہ میں عرض کروں گا کہ آپ نے جو تاجر طبقہ ہے، اچھی بات ہے اس کو آپ fix ٹیکس کے اندر لے کے آئے۔ تو agriculture میں جو آپ نے اتنے بے ترتیب ٹیکس لگائے ہوئے ہیں ان کے اوپر بھی ایک fix ٹیکس لگا دیں۔ یعنی آپ سمجھتے ہیں کہ جی جو تاجر ہے وہ تو fix ٹیکس دے لیکن کاشتکار جو ہے وہ ایسا Chartered Accountant کہاں رکھ سکتا ہے جو اس کے سارے سال کا حساب بنا کے سرکار کو جمع کریں۔ اس کو بھی ایک fix ٹیکس لگا دیں۔ لگانا آپ نے ضرور ہے تو زمیندار سے بھی ایک fix ٹیکس لگا کے لے لیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے حضور ایک اور عرض بھی کروں گا کہ میں چند چیزیں اپنے حلقے کے حوالے سے عرض کروں گا کہ پچھلی دفعہ، پچھلی گورنمنٹ کے اندر، میں نے خالی بجلی کی مد میں جو ہماری FESCO company ہے اس کو 46 کروڑ روپے جمع کروایا تاکہ جو علاقے آج کے دور میں بھی بجلی سے محروم ہیں، ان کو بجلی سپلائی کی جا سکے۔ باقی تو چھوڑیں وہ کوئی سرکاری پیسہ نہیں بلکہ ان لوگوں تک پہنچانا تھا، جن کے پاس آج کے دور میں بھی بنیادی سہولت نہیں ہے۔ اور گورنمنٹ نے FESCO department نے ابھی تک 20 % کام ہے 80 % غیر مکمل پڑا ہے۔

کچھ ہمارے گیس کے منصوبے اس وقت ہیں جن کے funds Sui Northern کے پاس جا چکے ہیں۔ میں ان چیزوں کی نشاندہی کر رہا ہوں جو ان کمپنیوں کو پیسہ transfer ہو چکا ہے۔ ان کے معاملات بھی راستے میں روک دیے گئے۔

جناب والا! میں آپ کو ایک اور عرض کروں کہ یہ جو فنڈ ہے یہ عوام کا پیسہ جو یہ کمپنیاں لے کے بیٹھی ہیں۔ خدارا ان لوگوں کا حق ان تک پہنچائیں۔ اس میں اپوزیشن یا گورنمنٹ ہو، کسی کا کہیں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ یہ تو لوگوں کی سہولت کی ایک چیز ہے اور وہ کمپنیاں یہ پیسہ لے کے بیٹھی ہیں۔ میں کئی دفعہ، جب مجھے موقع ملتا ہے اس کا اظہار کرتا ہوں۔

جناب والا! یہ جو ایک چیز ہے، یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جو ہم ہر چیز کو سرکار کے دائرہ اختیار سے نکال کے private sector کو دیتے جا رہے ہیں۔ میں FESCO کی بات کر رہا تھا تو جو ہماری کمپنیاں منافع کما رہی ہیں جیسے FESCO, LESCO اور MEPCO ہے، جو منافع بخش کمپنیاں ہیں اُن کے بارے میں آپ سوچ رہے ہیں کہ اُن کو فروخت کر دیا جائے۔ جب آپ منافع والی کمپنیاں فروخت کر دیں گے تو باقی وہ بچ جائیں گی جو نقصان میں جا رہی ہیں۔ یہ شاید آپ سمجھ سکیں کیونکہ میں تو نہیں سمجھ سکا کہ اس کی منطق کیا ہے۔

(اس موقع پر جناب چیئرپرسن علی زاہد مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

اسی طرح جیسے پنجاب میں اپنے سارے سکول private کر دیئے ہیں اور ہسپتال private کر دیئے ہیں۔ پتہ نہیں اس سے صحت کا معیار کتنا نیچے گرا ہے اور تعلیم کا معیار کتنا نیچے گرا ہے تو ان کی یہ صورتحال سمجھ سے بالاتر ہے، پتہ نہیں کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔

میں اپنے علاقے کی ایک اور چیز دوبارہ عرض کروں گا۔ میں بس آخری گزارشات عرض کروں گا۔ جناب! ہمارے علاقے میں سیلاب کے دنوں میں بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اس نقصان میں یہ ہوتا ہے کہ جو پانی کے ساتھ فصلیں اور گھر تباہ ہوتے ہیں وہ تو اپنی جگہ پر لیکن جو دریا کٹاؤ کرتا ہے اس سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔ وہ چھوٹے مالکان ہوتے ہیں دو چار ایکڑ یا پانچ ایکڑ، وہ اپنی ملکیتی زمین سے بے دخل ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے یہ عرض کروں گا کہ پنجاب گورنمنٹ وہاں پر سروے کروائے اور متاثرہ سیلاب زدہ علاقے جہاں پر دریائی کٹاؤ بہت زیادہ ہے کم از کم ان علاقوں کو محفوظ کیا جائے۔

جناب کے حضور میری آخری عرض یہ ہے کہ خدارا اس ملک میں انصاف کا نظام قائم کریں، اللہ رب العزت اس ملک کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے، بہت مہربانی۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ بلال بدر صاحب موجود نہیں، کرن عمران ڈار صاحبہ۔

محترمہ کرن حیدر: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب چیئرپرسن ! Thank you آپ نے مجھے آج موقع دیا۔ سب سے پہلے میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف، ڈپٹی پرائم منسٹر اسحٰق ڈار صاحب، وزیرداخلہ محسن نقوی صاحب اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ نہ صرف میں، نہ صرف پاکستانی، بلکہ انسانیت ان کی مشکور ہے کہ انہوں نے اس دنیا کو تیسری عالمی جنگ سے بچایا۔

اس کے ساتھ ساتھ میں مبارکباد پیش کرتی ہوں وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز صاحب، ڈپٹی پرائم منسٹر اسحٰق ڈار صاحب، فنانس منسٹر اورنگزیب صاحب اور ان کی ٹیم کو کہ انہوں نے مشکل ترین حالات میں، حالتِ جنگ میں، اور IMF Program میں رہتے ہوئے عوام کو ریلیف دینے والا بجٹ دیا۔

میں چیدہ چیدہ points پر ضرور بات کرنا چاہوں گی۔ تنخواہ دار طبقے کو slab wise tax میں ریلیف دیا گیا جہاں اس کی income کو اور پنشن کو 7 فیصد increase کیا گیا وہاں پر ٹیکس کی مد میں بھی ریلیف دیا گیا۔ صنعت و تجارت کو فروغ دینے کیلئے 6.6 ارب روپے مختص کیے گئے، صحت کے لیے کئی ارب روپے مختص کئے گئے، تعلیم کے لئے 46 ارب، میں کشمیر کی بیٹی ہوں اور یہ بات بتاتے ہوئے مجھے خوشی محسوس ہو رہی ہے، میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف صاحب کی مشکور ہوں کہ انہوں نے آزاد جموں و کشمیر کے لیے 45 ارب روپے رکھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے خصوصی پیکج میں بھی آزاد جموں و کشمیر کے لیے 5 ارب روپے رکھے تو یہ 50 ارب روپے آزاد جموں و کشمیر کیلئے رکھے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک وہ وقت تھا کہ جب کہا جاتا تھا کہ یہ ملک دیوالیہ ہو رہا ہے۔ ایک وہ وقت تھا جب کہا جا رہا تھا کہ امریکہ کا صدر پاکستان کے سابق وزیراعظم کا فون نہیں اٹھاتا۔ اور جواب آتا تھا میں کیا کروں، جناب سپیکر! ایک یہ بھی وقت تھا جب 5 اگست 2019 کو انڈیا نے آرٹیکل 370 جو کہ مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں کیلئے رکھا گیا تھا اس کو remove کیا اور اس پر کہا گیا کہ میں کیا جواب دوں۔ جواب کیا تھا کہ سرینا کے باہر ایک

گھڑی لگادی گئی،اس گھڑی پر دن،اس گھڑی پر گھنٹے،اس گھڑی پر منٹ اور سیکنڈز لگادیئے گئے اور کہا گیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد آدھا گھنٹہ کیلئے ہم نے کھڑے ہو جانا ہے اس لئے کہ انڈیا نے 5اگست 2019 کو article remove کیا۔

پھر وہ وقت آیا،آج جس میں ہم کھڑے ہیں،پاکستان کی economy نہ صرف stable ہو رہی ہے بلکہ growth کی طرف جا رہی ہے۔آج وہ وقت ہے کہ امریکہ کے President کی کوئی تقریر،آپ اٹھا کر دیکھ لیں کوئی بھی تقریر چاہے وہ امریکہ کے اندر ہو یا امریکہ سے باہر ہو،وہ میرے قائد میاں محمد شہباز صاحب اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی تعریف کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔آج جس وقت میں میں کھڑی ہوں یہ وہ وقت ہے کہ جب 6اور 7مئی 2025 کی درمیانی رات کو ہندوستان نے پاکستان کی سالمیت کے اوپر حملہ کیا تو اس کا جواب دیا گیا۔یہ نہیں کہا گیا کہ میں کیا جواب دوں۔یہ جنگ ہم نے zero six سے جیتی۔

یہ نہیں کہا گیا کہ جمعہ کے دن آدھے گھنٹے کیلئے خاموش ہو جائیں،بھرپور جواب دیا گیا۔سرینا کے باہر کوئی گھڑی نہیں لگائی گئی۔وہ جواب نہ صرف پاکستانیوں نے دیکھا بلکہ پوری دنیا نے دیکھا۔وہ تو گھڑی بیچ بھی دیتے ہیں۔جناب سپیکر!میں اس نسل سے ہوں جس نے 14اگست 1947 کے بارے میں اپنے آباؤ اجداد سے سنا،میں اس نسل سے ہوں جس نے 6ستمبر 1965 کے بارے میں سنا،میں اس نسل سے ہوں جس نے 16دسمبر 1971 کے بارے میں سنا لیکن میں اس نسل سے ہوں جس نے 10مئی 2025 کو دیکھا،یہ جنگ دیکھی اور یہ جنگ جیتی۔

جناب سپیکر!وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز صاحب جب Opposition میں تھے،تب وہ Charter of Economy کی بات کر رہے تھے۔جب وزیراعظم بنے،تب وہ Charter of Democracy کی بات کر رہے تھے،لیکن آج بھی دیکھ لیں،کہاں موجود ہیں یہ Opposition والے؟نہ تب انہوں نے ہوش کے ناخن لیے،نہ آج انہوں نے ہوش کے ناخن لیے۔یہاں پر کچھ تقریریں ہوئیں۔ان تقریروں میں کہا گیا کہ ہمارے حواس پر سوار ہے عمران خان۔انہیں وہ وقت بھول گیا جب عمران خان سابق Prime Minister of Pakistan وزیراعظم House میں گھوما کرتے تھے،اور یہ پتا کرایا کرتے تھے کہ میاں محمد شہباز صاحب کو،میاں محمد نواز شریف صاحب کو،ان سب کو کتنی قید ہوئی،کتنی سزائیں ہوئیں۔اور ہم باہر جا کر تقریروں میں یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ میں جاؤں گا تو AC اتاروں گا۔ہم نے کوئی AC نہیں اتارا۔ہم نے تو ان کو اور جگہ دی۔وہ تو exercise بھی کرتے ہیں وہاں پر،ان کے پاس یہ ساری facilitation ہے،جو ہمارا تو AC اتار دیا گیا تھا۔ان کا menu تو Serena کے menu سے بھی زیادہ strong ہے۔کہا گیا کہ عمران خان کو باہر نکالیں،پھر ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ ہم کیا کریں گے یہ کیا کریں گے؟

جنابِ سپیکر!میں کشمیر کی بیٹی ہوں۔یہ Kashmir Express جس کا نام Srinagar Express رکھ دیا گیا،جنابِ سپیکر،مجھے بتائیں پشاور بڑا ہے یا KP بڑا ہے؟کراچی بڑا ہے یا سندھ بڑا ہے؟کوئٹہ بڑا ہے یا بلوچستان بڑا ہے؟اور لاہور بڑا ہے یا پنجاب بڑا ہے؟تو سرینگر بڑا ہے یا کشمیر

بڑا ہے؟ کیا sense ہے، کیا طریقہ ہے کہ آپ نے اس Srinagar Highway کا نام Kashmir Express Highway رکھ دیا؟ تو کشمیر بڑا ہے۔ تو انہوں نے یہی کرنا تھا باہر آ کر بھی، اور ان کے پاس کیا ہی چیزیں ہیں۔

میں آخر میں، جنابِ سپیکر! میں نے زیادہ ٹائم نہیں لیا۔ یہ باہر آتے تو کیا ہوتا؟ فرح گوگی کے دوبارہ کرپشن کے چلتے systems، پنکی پیرنی نے جو کرپشن کی تھی، وہی کرپشن کا راج ہوتا، اور کچھ بھی نہ ہوتا۔ کوئی اینٹ تو لگا نہیں سکے، مجھے بتا دیں KPK کی حکومت میں بتا دیں۔ اور ساڑھے تین سال کی جو حکومت یہاں بھی رہی، ہمارے مؤرخ لکھیں گے، ایک وہ وزیر اعظم تھا جس نے کوئی اینٹ نہیں لگائی، کوئی سکول نہیں بنایا، کوئی کالج نہیں بنایا، کوئی یونیورسٹی نہیں بنائی۔

میں آخر میں، جناب سپیکر، صرف ایک شعر پڑھوں گی:

میں اس کی Colleague ہوں، وہ یہ اعتراف کرتا ہے،

مگر باتیں بھی وہ میرے ہی خلاف کرتا ہے

جہاں جاتا ہے، کرتا ہے وہ میرا ذکر نفرت سے

یہ اس کی مہربانی ہے، مجھے بھی یاد رکھتا ہے

پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: جی شکریہ۔ فرحان چشتی صاحب۔

جناب فرحان چشتی: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ بہت شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! باتیں بہت ہوئیں، ہر حوالے سے باتیں ہوئیں، نمبروں سے باتیں ہوئیں، افکار سے باتیں ہوئیں، کردار میں باتیں ہوئیں، ہر چیز پر باتیں ہوئیں۔ لیکن سر! میں کراچی کا باشندہ ہوں، پاکستان کا باشندہ ہوں، پورے پاکستان کا شہری ہوں، tax بھی دیتا ہوں، سب کچھ کرتا ہوں۔ ملک کے لیے جو اچھا ہوتا ہے جو کرنا چاہیے شہری کو۔ سر! بدقسمتی یہ ہے کہ جس شہر میں میں رہتا ہوں، نہ اس میں پانی ہے، نہ بجلی ہے، نہ گیس ہے، نہ roads ہیں، نہ law and order ہے، نہ کمانے کے، نوکریوں کے کوئی مواقع ہیں۔ اب آپ یہ دیکھیں، جو شہر آپ کو دس ہزار ارب روپے کما کے دیتا ہے، revenue کی صورت میں، tax کی صورت میں، اس کو آپ نے کیا دیا؟ 7.5 ارب روپے بھیک میں دیے۔ افسوس کی بات ہے سر! جو گائے دودھ دیتی ہے، اسی کو آپ کہتے ہیں کہ چارہ نہیں دے رہی۔ تو آگے وہ گائے ختم ہو جائے گی۔ وہ ختم ہو گئی تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ یہ میں اپنے شہر کی بات نہیں کر رہا، یہ میں اپنے ملک کی بات کر رہا ہوں۔ ملک کی بقاء چاہیئے تو شہر کو بنانا پڑے گا، اس کے infrastructure کو ready کرنا پڑے گا، اس کو fund دینا پڑے گا سر۔

K-IV ہے۔ 2014 سے یہ K-IV شروع ہوا، 25 ارب روپے سے۔ ہر سال اس پر بات ہوتی ہے۔ یہ K-IV آج 170 ارب روپے پر پہنچ گیا ہے۔ آپ یہ دیکھیں، اور اس project پر اس دفعہ بجٹ میں 10 ارب روپے ڈالے۔ اس کا مطلب ہے، یہ سال بھی گیا۔ سر! پانی نہیں

ہوگا، industry کیسے چلے گی؟ میرا گھر، لوگوں کا گھر کیسے چلے گا؟ کیا ہوگا سر؟ پانی تو ایک ضرورت ہے۔ چلیں، یہ تو نہیں لگتا۔ ہم تین سال سے آئے، تیسرا بجٹ ہے یہ، یہی بات ہوتی ہے۔ دیکھیں، ہم نے یہ نہیں سوچا، اس پر serious عمل نہیں کیا، تو یہ بہت بڑی threat ہے۔ یہ جو حالات چل رہے ہیں، یہ جو India-Pakistan اور دوسری چیزیں چل رہی ہیں، اس سے بڑا خطرہ ہے۔ یہ عوام بے قابو ہو جائے گی، لوگوں کا جو پیمانہ ہے، لبریز ہو جائے گا۔ تو پھر ہم politicians بھی نہیں روک سکتے سر، جو حالات چل رہے ہیں۔

پھر آپ دیکھیں، میں اسلام آباد میں ہوتا ہوں، کیا بات ہے سر، مزہ آجاتا ہے۔ گاڑی میں گھومتے ہیں، پیدل چلتے ہیں، jogging کرتے ہیں، زبردست۔ میں لاہور میں ہوتا ہوں، کیا بات ہے۔ میں اپنے لاہور میں، اپنے پاکستان میں ہوتا ہوں۔ میں اسلام آباد میں، اپنے Federal میں ہوتا ہوں۔ میں ملتان میں، اپنے پاکستان میں ہوتا ہوں۔ جب میں land کرتا ہوں کراچی، اپنے پاکستان میں، تو میں کیا دیکھتا ہوں سر؟ کہ گڑھے، میرے پاس Jeep ہے، اس میں یہ حال ہوتا ہے کہ نا جانے کہاں کہاں مجھے درد ہوتا ہے، میں بتا بھی نہیں سکتا آپ کو۔ کہ اور جو bike پر ہوتے ہیں، ان کو کہاں کہاں درد ہوتا ہوگا سر؟ جو حالات ہیں، public 95% کو درد ہو رہا ہے۔ آج میں نے بتا دیا، اور بھی لوگ آپ کو بتائیں گے۔

اب تو سر، ان حالات میں industry، جب infrastructure نہیں ہوگا، تو industry کیسے چلے گی؟ آپ نے بجلی، پورے پاکستان میں سب سے زیادہ tariff کراچی میں جا رہا ہے۔ DISCOs میں سب سے زیادہ معاملہ۔ سر! Industry کیسے چلے گی جب بجلی، گیس آپ کی مہنگی ہوگی؟ LPG آگئی ہے، یہ آگیا ہے، وہ آگیا ہے۔ آپ کیسے compete کریں گے international market کو سر؟ جب international market کو آپ compete نہیں کریں گے، تو پھر revenue کیسے آئے گا؟ Fund کیسے آئیں گے؟ Dollars کیسے آئے گی؟ کیسے آپ IMF کا قرضہ دیں گے؟ یہ چیزیں سوچنا ہیں۔ کب تک ہم بھیک کے پیالوں پر چلتے رہیں گے سر؟ یہ تو (N) League کا موقع تھا کہ پیالہ توڑنا ہے تو اس طرح تو نہیں ٹوٹتا۔ اس طرح تو آپ کو پتیلے پر آنا پڑے گا۔ بڑھتا جائے گا بڑھتا جائے پھر آپ دیگوں پر آئیں گے۔ اس کے بعد کیا ہوگا وہ اللہ مالک ہے۔ تو سر! ہوش کے ناخن ہم نے لینے ہیں۔

میں اور چیزوں میں آتا ہی نہیں۔ سر! BRT, KCR جو کراچی کا 1969 میں یہ project آیا تھا آج تک اس پر ایک روپیہ نہیں دیا گیا۔ ورلڈ بینک نے ایک ارب ڈالر دیا تھا وہ آج تک رکھا ہوا ہے۔ کس کے لیے رکھا ہوا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ پتہ نہیں۔ سر! جو جو چیزیں ضروری ہیں، پتہ ہی نہیں ہے۔ اس کے لیے آپ نے 8 ارب روپے، مذاق ہے، آپ نے نہیں بنانا، آپ نہیں کریں گے تو یہ کیسے چلے گا۔ Green line یہ سوچیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے جب چیزیں آئیں اور میں نے دیکھا آپس کی بات ہے میں نے پورا نہیں دیکھا چھوڑ دیا۔ میں نے بولا کہ یہ بیکار ہے۔ جب یہ main چیزیں جب infrastructure میں آپ نے کچھ نہیں رکھا ہے تو آپ نے کچھ نہیں کرنا ہے۔ ہم تو مطمئن نہیں ہیں۔ Labour طبقہ آپ نے 7 فیصد، یہ 7 فیصد کیا ہے؟ 25 فیصد مہنگائی بڑھا رہے ہیں اور 7 فیصد salary بڑھا رہے ہیں یہ تو کھلا مذاق ہے۔ یہ نہیں چل سکتا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں جو بیٹھ کر نمبروں کا گورکھ دھندہ کرتے ہیں۔ دنیا میں ایسا نہیں ہوتا۔ ان کو پتہ نہیں ہے کہ مہنگائی کہاں تک بڑھ گئی ہے۔ تیل کا ریٹ کیا ہے

دالیس کہاں جا رہی ہیں کیا کہاں جا رہا ہے؟ عوام میں تو جائیں وہ لوگ، پھر ان کو پتا چلے گا۔ خدارا ملک بچانا ہے تو کراچی کو بچانا پڑے گا، infrastructure ready کرنا پڑے گا، چیزیں دیکھنی پڑیں گی، ورنہ کوئی چیز ہمارے ہاتھ میں نہیں رہے گی۔ آپ جو کشکول توڑنے کی بات کرتے ہیں، وہ خواب ہی رہ جائے گا اور باتوں میں ہی رہ جائے گا۔ جب تک آپ نے کراچی کو feed نہیں کیا اور کراچی کو serious نہیں لیا، آپ کراچی کو serious نہیں لیتے، اس کا مطلب آپ پاکستان کو serious نہیں لیتے۔ تو آنے والا وقت مجھے تو اچھا نظر نہیں آرہا۔ سر! دیانتداری سے سوچیں۔ Sindh Government ان کا کیا نام لوں، کیا بولوں۔ اٹھارہ سال سے بیٹھے ہوئے ہیں اور NFC کے نام پر ہزاروں ارب روپے لے چکے ہیں، کہاں گئے؟ BISP دیکھیں۔ دنیا کا انوکھا معاملہ ہے۔ Education میں آپ نے 38 ارب روپے دیے اور Benazir Income Support Programme میں آپ نے ساڑھے سات سو ارب سے بڑھا کے آٹھ سو something ارب روپے کر دیے، سو ارب بڑھا دیے۔ سر! آپ کو عبدالقدیر خان اس ملک میں دینے ہیں یا فقیر دینے ہیں؟ Education کا آپ نے یہ حال کیا ہوا ہے۔ آپ عبدالقدیر نہیں دیں گے، آپ فقیر بنا رہے ہیں قوم کو محتاج اور بھکاری بنا رہے ہیں۔ قوم کو رشوت کے پیسے دے رہے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ راستے ہیں؟ یہ راستے ہیں نکلنے کے؟ یہ System کے راستے ہیں۔ یہ System دیتا ہے ان کو رائے، یہ اس پر عمل کرتے ہیں۔

سر! جو حالات چل رہے ہیں، کہیں سے نظر نہیں آرہا کہ کچھ ہو سکتا ہے۔ تو خدارا جو بھی اقتدار میں لوگ ہیں، وہ یہ سوچیں اور عقل کے ناخن لیں کہ اگر کراچی کو صحیح نہیں کیا تو بھول جائیں کہ پاکستان صحیح ہو سکتا ہے۔ یہاں artificially چیزوں سے اچھا نہیں ہوتا۔ سر! حالات جو چل رہے ہیں۔ میں Prime Minister Sahib سے بھی بولتا ہوں، میں Opposition سے بھی بولتا ہوں، میں اپنے آپ کو بھی اس بات کا ذمہ دار ٹھہراتا ہوں کہ ان حالات میں ہم اس Assembly میں بیٹھے ہیں اور کچھ نہیں کر پا رہے۔ میں ان تین Budgets میں یہی چیزیں کہہ رہا ہوں سر۔

مردم شماری دیکھیں۔ جب آپ گنتی ہی صحیح نہیں کریں گے تو آگے کی policy کیسے بنائیں گے؟ یہ تو MQM کا ایک بڑا احسان ہے کراچی پر کہ ہم نے 65 لاکھ لوگوں کو بازیاب کرالیا، ورنہ جو حالات تھے، یہ بھی نہیں ہوتے۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں، یہ 2 کروڑ 30 لاکھ ہے، یہ اگر rationally دیکھیں تو ہماری 4 کروڑ کی آبادی ہے۔ بہت شکریہ۔ میں اس سے آگے کیا بولوں اور کیا کہوں؟ میں نے اپنے دل کے پھپھولے بہت کم پھوڑے ہیں۔ خدارا سوچیں۔ Thank you۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ محمد اقبال خان صاحب، Please۔

جناب محمد اقبال خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ، جناب چیئرمین صاحب!

(اذان مغرب)

جناب چیئرپرسن: محمد اقبال خان صاحب۔

جناب محمد اقبال خان: جناب چیئر مین صاحب! میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ میری باری ساڑھے سات بجے آئی، لیکن بولنے کا موقع ملا۔ ہم ہر سال دیکھتے ہیں کہ Budget speeches ہوتی ہیں اور government کی طرف سے اس کو support کیا جاتا ہے، بلکہ بہت اچھی رٹ گردانی جاتی ہے اور Opposition کی طرف سے ہمیشہ اس پر criticism ہوتا ہے۔ اس سال بھی ایسا ہی کچھ ہو رہا ہے۔

اصل بات جو کرنے کی ہے اور لوگوں کو بتانے یا سمجھانے کی ہے، اس سے ہم بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔ Problem یہ ہے کہ آپ نے Iran اور America war دیکھی، اس میں پاکستان کا بہت positive اور بہت نمایاں role تھا۔ اس میں ہمارے PM Sahib اور ہمارے Deputy PM Sahib، اور باقی جتنی بھی parties ہیں، اس میں ہمارے Peoples Party کے لوگ بھی ہیں، MQM کے ہمارے وزراء، اس میں تمام جتنی بھی parties ہیں، ان سب کو میں appreciate بھی کرتا ہوں اور ان سب کو ہم خراجِ تحسین بھی پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری جو پاک افواج ہیں، ہماری پاک افواج کے سربراہ جناب عاصم منیر صاحب کا بھی ایک نمایاں role رہا ہے۔ ان جنگوں کے دوران آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہاں جو Local Bodies تھیں، Iran میں especially آپ دیکھیں کہ وہ Local Bodies properly اپنا کام کر رہی تھیں۔ وہاں بمباری بھی ہو رہی ہے اور وہاں ساتھ ساتھ صفائی بھی ہو رہی ہے، وہاں hospitals بھی کام کر رہے ہیں، وہاں کی بلدیہ بھی جو ہے، آپ کو کام کرتے ہوئے نظر آ رہی ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس وقت کراچی شہر میں کوئی جنگ نہیں ہو رہی ہے، لیکن اگر آپ وہاں حال دیکھ لیں صرف ایک university road کا، تو وہ آپ کو ایک جنگ زدہ علاقے کا منظر پیش کرتی ہوئی دکھائی دے گی۔ یہ باتیں ہم بار بار کرتے ہیں، پھر ہم پانی کے issue پر آ جاتے ہیں، کیونکہ مسائل بہت سارے ہیں، تو ہمیں آگے سے جواب ملتا ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ صوبائی subject ہے اور آپ جا کے صوبے میں بات کریں۔ اپنے علاقے کا جو میرا دکھ ہے، جو عوام کہنا چاہتی ہے، میں اگر اس کی یہاں ترجمانی نہیں کر سکتا تو پھر یہاں میری موجودگی وقت کا ضیاع ہے۔ Problem یہ ہے کہ اٹھارہویں ترمیم ہمیں بہت ساری چیزوں سے روک رہی ہے۔ اٹھارہویں ترمیم میں بہت اچھائیاں ہوں گی۔

اب Education ہے۔ میں آپ کو مزے کی بات بتاؤں۔ Karachi University جو پاکستان میں education کے اداروں میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ Karachi University میں گزشتہ دو مہینے سے teachers نے اور جتنا بھی وہاں کا staff ہے، ہڑتال کر کے بیٹھا ہوا ہے اور وہ کام چھوڑ کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ Vice Chancellor Sahib کے اوپر ایک ہزار ارب روپے کی corruption کا الزام لگا رہے ہیں۔ اب سچ ہے یا جھوٹ، اس کی inquiry کرنا government کی ذمہ داری ہے۔ لیکن وہاں Sindh Government کچھ بھی کرنے کو تیار نہیں ہے۔ دو مہینے سے Karachi University کا عملہ ہڑتال پر ہے اور Karachi University بند پڑی ہوئی ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔

اس Budget میں آپ یہ دیکھیں اور ہم بار بار تنقید کرتے ہیں۔ صبح ہمارے ایک معزز colleague نے بات کی کہ محترمہ کے نام پر ایک Support Programme ہے، اس کی مخالفت نہ کی جائے دیکھیں محترمہ ہم سب کے لئے جو ہے وہ عزت کا ایک مقام رکھتی ہیں اور ہم سب کے لئے بہت ایک honourable شخصیت تھیں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ education کے لئے ہم رکھیں 46 ارب روپے اور یہاں Benazir Income Support Programme (BISP) کے لئے رکھیں آٹھ سو پلس ارب روپے، آپ کو چاہیئے تھا کہ یہ آٹھ سو ارب روپے آپ education کی مد میں رکھتے۔ ابھی میرے ایک دوست نے کہا کہ ہم عبدالقدیر خان نہیں بنانا چاہتے ہیں، ہم لوگوں کو یہاں فقیر بنانا چاہتے ہیں، دیکھیں اس معزز دنیا میں ہم نے تو کہیں پہ بھی یہ نہیں دیکھا کہ اس طرح سے ہے۔ اگر ہو بھی رہا ہے تو آپ مجھے بتائیں کیا accountability ہے کیا transparency ہے ستر پرسنٹ آپ نے BISP کا جو ہے وہ سندھ کے لئے رکھا ہے، باقی جو ملک ہے مجھے بتائیں بلوچستان کے لئے کیا آپ نے رکھا، پنجاب کے لئے کیا رکھا، کے پی کے لئے کیا رکھا، جی بی کے لئے کیا رکھا، آپ نے آزاد کشمیر کے لیے رکھا ہے اس میں، اس کے علاوہ آپ مجھے بتائیں کہ جو ex-FATA تھا اس کے لئے آپ نے کچھ نہیں رکھا۔

اس کے علاوہ اگر میں بجٹ سپیچ پر تو بات کروں تو میرے خیال سے دو گھنٹے بھی کم ہیں کیونکہ آپ کو پتہ ہے کہ کتنی بڑی بک تھی۔ اس کے اگر ایک ایک پوائنٹ پر اگر ہم پانچ پانچ منٹ بھی بات کریں تو یہ دو گھنٹے ہمیں لگ جائیں گے۔ لیکن چلیں موٹی موٹی باتیں اس پر کر لیتے ہیں۔ جیسے کہ پانچ سو ارب روپے IPPs کے لئے رکھے گئے ہیں اور پتہ ہے کہ پاکستان میں پوری دنیا سے یہ مہنگی بجلی پروڈیوس کر رہے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ میں نے تو سنا ہے کہ سمندر میں بھی شاید کوئی IPPs کے وہاں بھی یونٹس لگائے ہیں کوئی شپس میں یا کرائے کے IPPs جو ہے وہاں بھی کیے ہیں اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ پانچ سو ارب روپے ان کو capacity payments کی جا رہی ہے۔ اچھا یہ capacity payments کس مد میں دی جا رہی ہے، آج تک اس کا جواب ہمیں واضح طور پر نہیں مل سکا۔ اس کے بعد اعداد و شمار میں پھنسا دیتے ہیں اور اس طرح سے آسان الفاظ میں نہ وہ سمجھا سکے اور نہ ہم سمجھ سکے اور نہ ہم عوام کو سمجھا سکے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ سات پرسنٹ salaries بڑھائی ہے گورنمنٹ نے، دیکھیں سات پرسنٹ جو ہے وہ مجھے تو نہیں سمجھ میں آتا کہ سات پرسنٹ یہ واقعی کہاں سے یہ figure ان کے پاس آئی یہ نمبر کہاں سے آیا سات، سات کی جگہ یہ دس پرسنٹ یا بیس پرسنٹ یا پچیس پرسنٹ کر لیتے۔ دیکھیں اس سے فائدہ کیا ہے اس سے فائدہ یہ ہے کہ یہ پیسہ جو ہے یہیں market میں circulate ہونا ہے اور یہ وہ پیسہ ہے جو اس میں آپ نہ کرپشن کر سکتے ہیں، نہ اس پیسے کو چھپا سکتے ہیں یہ سب وہ پیسہ ہے جو سمجھیں کہ ہمارے سامنے موجود ہے اور ایک ایک پیسے کا حساب ہم لے سکتے ہیں۔

باقی اس کے علاوہ بہت ساری چیزیں ہیں، کراچی کے اگر infrastructure کے اوپر ہم بات کر لیں یہاں red-line کے اوپر ہم بات کر لیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہاں yellow-line کے نام سے ایک project جو ہے وہ start ہونے والا تھا، ابھی project start بھی نہیں ہوا، ابھی وہ programme جو ہے اس کو حتمی شکل بھی نہیں دی گئی تھی اس کے Project Director صاحب گرفتار

ہو جاتے ہیں اور سولہ ارب روپے کی کرپشن کا ان پر الزام لگ جاتا ہے، نیب میں یا anti-corruption کے اندر ان کے اوپر case چل رہا ہے اور اسی طرح یہ جو بار بار بات ہوتی ہے کہ سکھر ٹو حیدر آباد یا سکھر ٹو کراچی موٹروے کی، تو سکھر ٹو کراچی موٹروے، اس کے پیسے جو ہیں وہاں کے دو ڈپٹی کمشنر صاحبان جو ہیں کھا کر ایک بیرون ملک فرار ہو گیا ہے، اور ایک شاید I think NAB or FIA کی حراست میں ہے۔

ہمارے وزیر موصوف بیٹھے ہیں Planning and Development کے احسن اقبال صاحب ان سے میں ریکویسٹ کروں گا کہ کراچی شہر کا جو حال ہے تو دس ارب روپے جو ہیں کراچی شہر کے ساتھ ایک مذاق ہے، کراچی اس وقت پاکستان کو چلا رہا ہے، یہ جو آپ اربوں روپے بانٹ رہے ہیں تو یہ پیسہ کراچی سے ہی آ رہا ہے اور آپ کراچی کو واپس کیا دے رہے ہیں پی ایس ڈی پی کی مد میں دس ارب روپے، دیکھیں بات یہ ہے کہ وہ دودھ دینے والی گائیں ہیں، کم سے کم کچھ نہیں کریں چارہ تو proper ڈال دیں تاکہ کراچی چلتا ہے تو پاکستان پلتا ہے، اگر آپ نے اسی طرح سے چلانا ہے تو بہت مشکل ہو جائے گا اور آخر کراچی کا جو بزنس مین ہے وہ اتنا upset ہو چکا ہے FBR کی جو پالیسیاں ہیں، کیونکہ FBR والے آج کل یہ کر رہے ہیں کہ وہ آکر آپ کے بزنس کی جو جگہ ہوتی ہے وہ چاہے، آپ کی بیکری ہو چاہے، شاپ ہو، وہ آکر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر دو دو مہینے بیٹھے رہتے ہیں اور کھانا بھی وہیں کھاتے ہیں، موبائل کے کارڈز بھی آپ سے استعمال کرواتے ہیں، اچھا اگر لائٹ چلی جائے اس جگہ کی تو جنریٹر میں تیل بھی آپ سے ڈلوا رہے ہوتے ہیں اور دو مہینے ڈیڑھ مہینے تک ابھی پچھلے دنوں مجھے complain آئی کہ وہاں بیٹھ کر انہوں نے اس جگہ کو قبضے میں رکھا اور اس کے بعد جو بھی مطالبے تھے انہوں نے پورے کیے۔ لیکن وہ ان سے tax collect پھر بھی نہیں کر سکے، آخر میں جو ان کی آپس کی جو language تھی اس میں انہوں نے مک مکا کر لیا یا جو بھی تھا۔ FBR کو اگر ہم روکیں گے نہیں ان کی accountability نہیں ہوگی بہت مشکل ہے کہ کراچی کا جو تاجر ہے وہ آگے چل سکے۔

بس یہی باتیں تھیں یہ گلہ شکوہ تھا basically کراچی کا، اس لیے بار بار ہم لوگ نوحہ پڑھ رہے ہیں کہ دیکھیں اگر آپ نے ملک کو چلانا ہے تو کراچی پر آپ کو توجہ دینی ہوگی، نہیں تو جس طرح سے یہ ہماری یونیورسٹی روڈ کا حال ہے، اس وقت کراچی کا بھی وہی حال ہو گیا ہے اور اللہ نہ کرے پاکستان کا بھی وہ ہی حال ہو، کیونکہ دیکھیں کراچی اگر چلے گا تو یہ ملک چلے گا نہیں تو otherwise بہت مشکل۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ، ارم حامد صاحبہ۔

محترمہ ارم حمید: (عربی) شکریہ جناب چیئرپرسن! آج میں اپنی مسلم لیگ (ن) کی قیادت میاں محمد نواز شریف کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے پاکستان کے وزیراعظم کے لیے میاں محمد شہباز شریف کا انتخاب کیا۔ جنہوں نے قومی سطح پر اور انٹرنیشنل لیول پر پاکستان کا نام روشن کیا۔ آج میں اپنے ملک کے سیکیورٹی اداروں کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتی، ہمارے چیف آف آرمی سٹاف فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب نے جس طرح ہماری روایتی حریف کو ناکوں چنے چبوائے وہ ایک مثال ہے۔ پاکستان کی 75 سال کی تاریخ کے اندر ایسا سپاہ سالار نہیں ملتا، پوری دنیا آج وزیراعظم پاکستان شہباز شریف اور سید عاصم منیر کی ایران امریکہ لڑائی کی حکمت عملی کی تعریف کرتی نظر آتی ہے۔ جس طرح پاکستان نے اس ریجن کو تیسری عالمی جنگ سے

بچایا وہ ناقابل بیان ہیں اور اس کی مثال نہیں ملتی، پاکستان کی کامیاب حکمت عملی میں نائب وزیر اعظم پاکستان اسحاق ڈار صاحب اور انٹیریئر منسٹر محسن نقوی صاحب کا کردار بھی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

جناب چیئرپرسن! میں آج اس معزز ایوان میں بجٹ پر اظہار خیال کرتے ہوئے اپنی تقریر کا آغاز اس شعر سے کرنا چاہتی ہوں۔

نہ دولت سے نہ طاقت سے نہ لشکر کی قطاروں سے

وطن ابھرتا ہے علم امن اور کردار کے ستاروں سے

جناب سپیکر! پاکستان کی ترقی کا راستہ ہمارے کھیتوں، ہمارے کسانوں اور ہمارے دیہات سے گزرتا ہے۔ اگر ہم ایک مضبوط معیشت اور خوشحال پاکستان کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں زراعت کو روایتی طریقوں سے نکال کر جدید خطوط پر استوار کرنا ہوگا۔ اب بھی بہت ساری جگہوں پہ صرف دو فصلیں ربیع اور خریف کی جو ہے وہ پیدا ہوتی ہے، وقت آگیا ہے کہ ہم اس دائرے سے نکلیں اور کسانوں کو مختلف فصلوں کی طرف لے کر جائیں، ہمیں پھلوں سبزیوں تیل دار اجناس اور موسمیاتی تبدیلی سے مطابقت رکھنے والی فصلوں کو فروغ دینا چاہیئے، تاکہ کسان کی آمدن زیادہ ہو اور ہمارا ملک خوراک میں خود کفیل ہو سکے۔ ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں آم، مالٹا اور گنا کثیر تعداد میں پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے یہاں کوالٹی کا جوس نہیں بن سکتا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ زراعت انڈسٹری اور اعلیٰ تعلیم کو مربوط کر دیا جائے تاکہ ہم معاشی طور پر خود کفیل ہو سکیں، جہاں جامعات، کسان کو جدید تحقیق فراہم کریں اور صنعت ان کی پیداوار میں ویلیو ایڈیشن کرے اور حکومت اس کام کی سرپرستی کرے۔ جناب چیئرپرسن! ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں ایک طرف پانی کی قلت ہے اور دوسری طرف ہر سال سیلاب کا خطرہ رہتا ہے یہ سیلابی پانی سمندر میں جا کر گرتا ہے۔ پچھلے سال وزیر اعلیٰ پنجاب مریم نواز صاحبہ نے سیلاب کے نقصان کو کم کرنے اور اس کے ازالے کے لیے بہت کام کیا اور وفاقی حکومت کے پلیٹ فارم پر پنجاب میں مطلب جھیلیں بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن افسر شاہی کے رویے کی وجہ سے وہ تعطل کا شکار ہو گیا۔ اس پر فوری عمل درآمد کیا جائے تاکہ سیلابی پانی کو قابل استعمال بنایا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کی خواتین قومی ترقی کے جذبے سے سرشار ہیں، جیسے کہ سلانوالی سرگودھا سمیت پاکستان کے متعدد علاقوں میں بیش بہا خواتین جو دستکاری، کشیدہ کاری، لکڑی کے کام اور مٹی کے برتن میں مہارت رکھتی ہیں۔ یہ صرف ثقافتی ورثہ نہیں ہے بلکہ ایک معاشی طاقت ہے۔ ہم اپنی میڈیا اور سفارت کاروں کے ذریعے اس کو عالمی سطح تک پزارائی دلوا سکتے ہیں جبکہ ایسا ہو نہیں رہا۔ حکومت کو چاہیئے ان کی خصوصی مالی اور تکنیکی معاونت مہیا کریں تاکہ دنیا بھر میں made in Pakistan کو فخر کی علامت بنایا جا سکے۔

جناب چیئرپرسن! آخر میں، میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہوں لیکن اسی کی افادیت میں اضافے کے لیے اب وقت آگیا ہے کہ ہم اس کو مزید جدت کی طرف لے کر جائیں۔ میری تجویز ہے کہ اس پروگرام کو دو بنیادی ستون میں تقسیم کیا جائے۔ پہلا تعلیم، تقریباً آٹھ سو

ارب کے طویل بجٹ میں تعلیم کا مخصوص حصہ رکھا جائے تاکہ ضرورت مند خاندان کے بچوں کو تعلیم اور خواتین کو جدید skills کی ٹریننگ دی جائے تاکہ وہ مستقبل طور پہ خود کفیل ہوں اور معاشی ترقی میں حصہ لے سکیں۔

اور دوسرا اس فنڈ میں چھوٹے کاروباروں کے لیے آسان قرض فراہم کیے جائیں تاکہ لوگ مستقل طور پر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ اس پروگرام کا مقصد لوگوں کی معاشی ترقی ہے تاکہ لوگوں کو غربت کی لکیر سے نکال کر مستقل بنیادوں پر ترقی کی راہ پر ڈالا جائے۔

جناب چیئرپرسن! کیونکہ میرا تعلق سرگودھا شہر سے ہے۔ تو یہاں میں یہ ذکر کرنا چاہوں گی کہ ہمارے کینو، salt جیسی بڑی صنعتیں موجود ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے آج بھی حکومت کی سرپرستی سے محروم ہے۔ میری گزارش ہے کہ وفاقی حکومت ان صنعتوں کی ترقی پر توجہ دے اور اس جدید دور میں سرگودھا جو کہ پاکستان کا دسواں بڑا شہر ہے اور Divisional Headquarter ہے۔ لیکن آج بھی children hospital, trauma center, women university and Cancer hospital جیسی سہولت سے محروم ہے۔

آج جدید technology کا دور ہے۔ پوری دنیا کی انڈسٹری اور تمام شعبہ زرعی ٹیکنالوجی کے طریقہ کار پہ transfer ہو رہے ہیں لیکن آج بھی سرگودھا میں کوئی IT centers اور IT university نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ سرگودھا میں بھی IT university بنائی جائے اور IT centers قائم کیے جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: Thank you صباء صادق صاحبہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق (محترمہ صباء صادق): اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اب دیر آید درست آید شکر ہے چلیں آج طارق بھائی کی سفارش سے مجھے موقع مل گیا بات کرنے کا اور میں شکر گزار ہوں آپ کی کہ آپ نے موقع دیا کہ بجٹ کے اجلاس کے دوران ہم بات کر سکیں۔ Otherwise, Parliamentary Secretaries بیچارے صرف جوابات ہی دیتے ہیں اور وہ بھی موقع اگر آ گیا تو پھر ہم بات کر سکتے ہیں۔

میں شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ کی اور اس کے بعد اپنی قیادت کی اور بالخصوص میں شکر گزار ہوں فیلڈ مارشل جناب عاصم منیر صاحب کی، پرائم منسٹر آف پاکستان کی، ڈپٹی پرائم منسٹر جناب اسحاق ڈار صاحب کی اور اس ٹیم کی جنہوں نے پاکستان کا نام اور پرچم سربلند کیا۔

سچ ہے وہ دن دور نہیں الحمدللہ جینوا میں پاکستان Peace Treaty کو host کر رہا ہے اور الحمدللہ یہ اللہ تعالیٰ کے بعد مستقل اور انتھک اور شبانہ روز محنت ہے ہمارے وزیراعظم، ڈپٹی پرائم منسٹر اور فیلڈ مارشل کی۔ ہم نے دیکھا کہ دن رات انہوں نے جاگا اور جاگ کے نہ صرف ایران کے مسلمان بھائیوں اور تمام بے گناہ انسانیت جن کا بیچا خون بہنا تھا ان کو روکنے کے لیے انہوں نے اپنا پورے کا پورا کردار ادا کیا۔ اور اللہ کی رحمت کے بعد یہ ممکن ہوا کہ ایک بہت بڑی جنگ جو پوری دنیا پہ مسلط ہونے جا رہی تھی وہ یک دم سے رُک گئی اور پوری دنیا کا میڈیا پاکستان کو flash کر رہا تھا۔ ابھی یہاں ہمارے Interior Minister بیٹھے ہوئے تھے۔ Minister of State for Interior, طلال چوہدری صاحب تو میں یہ سوچ رہی

تھی کہ یہ allocation کو deal کر رہے ہیں۔ ہماری جو پاکستان اور انڈیا کی tension تھی اس tension میں الحمدللہ پاک فوج نے اپنی قیادت کے تھرو کردار ادا کیا۔ جو پاکستان ایئر فورس نے ان کو ناکوں چنے چبوائے، ان کے Rafale طیارے مارے اس کے بعد جو پاکستانی پاسپورٹ کی عزت ہوئی، یہ وہی پاسپورٹ تھا کہ 9/11 کے بعد پاکستان کو کہتے تھے کہ کونسی؟ مجھے یاد ہے کیلیفورنیا میں وہاں یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس سے interaction ہوا۔ تو میرے ساتھ انڈین بھی تھے کچھ اور ممالک کے لوگ بھی تھے۔ تو مجھے کہا آپ کونسے ملک سے ہیں تو میں نے کہا جی I am from Pakistan۔ تو انہوں نے کہا that is very difficult state اور کچھ ان کے جملے ایسے تھے جو مجھے اچھے نہیں لگے۔ آج وہی پاکستان ہے جس کو President of America جو ہے وہ کہتا ہے کہ پاکستان اور اس کی قیادت پہ مجھے فخر ہے۔

سر یہ ہوتی ہے محنت، یہ ہوتا ہے کردار، یہ ہوتی ہے leadership آپ کے آئین کے ساتھ، عوام کے ساتھ اور سبز ہلالی پرچم کے ساتھ۔ یہ commitment نہیں ہوتی کہ آپ آئیں اور صرف پرائم منسٹر بن کے انتقامی سیاست کے اوپر بات کریں آپ ایک ہی کام کریں کہ میں نے اس قیادت کو نہیں چھوڑنا۔ مگر ہماری قیادت نے ملک کے مفاد کے لیے ہمیشہ وہ قدم بڑھائے اور ملک کو ہمیشہ فائدہ دیا۔ میری مراد میاں نواز شریف ان کی ٹیم اور ان کے ساتھ allies parties کی ہے۔

سر! وہ وقت دور نہیں ہے احسن اقبال صاحب یہاں بیٹھے ہیں۔ جب ان کو بے گناہ جیل میں ڈالا گیا، جب مریم نواز صاحبہ کو جیل میں باپ کے سامنے ہتھکڑیاں لگائی گئیں، ہم خود جاتے تھے کوٹ لکھپت جیل میاں نواز شریف صاحب کو، سے ملنے کے لیے، ان کے جذبے دیکھ کے ہمیں حوصلہ ہوتا تھا۔

جناب حافظ میاں نعمان صاحب بھی اسی ایوان کا حصہ ہیں، خواجہ سعد رفیق صاحب، خواجہ سلمان رفیق صاحب بھی اسی ہماری پولیٹیکل پارٹی کا حصہ ہیں۔ انہوں انتقامی کاروائیاں کر کے کوشش کی کہ ہمارے جذبے ختم کر دیں گے اور ملک کی خدمت سے ہمیں دور کر دیں گے۔ مگر اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے جو بُوگے وہی کاٹو گے۔

سر! ان strikes کی وجہ سے نہ صرف ایران کے بے گناہ اور امریکہ کے اور باقی ممالک کے لوگ متاثر ہونے تھے۔ مگر اس کا سب سے بڑا فائدہ جو میری نظر میں ہے وہ یہ ہے کہ غزہ میں جو ہمارے بے گناہ بچے جو خون میں نہلائے گئے۔ ان کے بھی ہم نے ہاتھ باندھ دیے۔ ان طاقتوں کے ہاتھ باندھے کہ اب مسلمانوں کی طرف ہاتھ اٹھاؤ گے تو پاکستان ایک واحد ایسا ملک ہے جو آپ کے ہاتھ کاٹ دے گا۔ ہم نے بے گناہ کشمیریوں کے خون کو جو یہ ہولی کھیلتے تھے ہماری پاک فوج نے، ہمارے فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب نے پرائم منسٹر آف پاکستان نے اور ہماری پاک فضائیہ نے یہ ثابت کر دکھایا کہ پاکستان کی طرف جو میلی آنکھ اٹھے گی وہ آنکھ نکال دی جائے گی، جو ہاتھ بڑھے گا وہ ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

سر یہ جو peace talks ہیں اور جو پاکستان کے bilateral relations ہیں، جو ہماری foreign diplomacy ہے، آج بجٹ کی بات ہے اور مجھے اس پر آنا چاہیئے، اس کا کیا اثر پڑے گا no doubt ہم financial crises میں سے نکلیں، پاکستان کو

economicallyڈوبتے ہوئے جو ہے پرائم منسٹر کی ٹیم اور ہماری جو قیادت ہے، ہماری فوجی قیادت ایک جگہ پہ بیٹھے اوران کی ایک ہی بات تھی کہ سب سے پہلے پاکستان اور پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔ یہ جذبہ ہماری foreign diplomacyکو بہت آگے لے کے گیا۔ میں نے دیکھا، ہر کانفرنس میں، ہر international forumپر، Prime Ministerکو، فیلڈ مارشل کو، DPMصاحب کواوران کی کابینہ کے باقی اراکین کو پذیرائی اور عزت ملی، یہ اس سے پہلے ہم کو نہیں ملی۔

آپ بھلے جاکے UNمیں ہمارے خلاف درخواستیں دیتے رہیں، آپ human rightsکی violationsکرتے رہیں کہ عمران خان کو وہ سہولیات حاصل نہیں۔ مجھے پتاہے، میں اس departmentکی پارلیمانی سیکرٹری ہوں کہ یہ جاکر UNمیں پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب اللہ کی طاقت آپ کے ساتھ ہوتی ہے، جب آپ اپنے ملک کے لیے، اپنی عوام کے لیے sincereہوتے ہیں، توآج وہی UNکا forumہے جہاں پاکستان دنیاکی اس جنگ کو روکنے کے لیے، جنیوامیں، میز بانی کا کردارادا کررہاہے۔ جائیں جاکرانہیں روک لیں، جائیں جاکر منع کریں کہ عمران خان اندر ہے اس کو نکالو۔ عمران خان باہر آئے گا تو ملک تباہی کی طرف جائے گا۔ نہ آپ آئین کی پاسداری کرتے ہیں اور نہ آپ قانون کی پاسداری کرتے ہیں، اور نہ آپ عوام کیلئے کچھ کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ جب جذبہ ہوتاہے تو پھر آپ امریکہ جیسے ممالک کو لاکراپنے پاس بٹھا لیتے ہیں۔ وہ پاکستان میں اسلام آباد میں آکرآپ کی بات سننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے strong leadership۔

لایئے اس کا کوئی مقابلہ ہے، اگر میاں نواز شریف ایٹم بم کے دھماکے نہ کرتے، تو پاکستان ایک ایٹمی ملک نہ بنتا اور نہ ہم اس positionمیں ہوتے کہ ہمارے اوپر یہ جوانہوں نے معاملات بنائے تھے تو ہم اس کا جواب بھرپور طور پر دے سکتے۔

ہمارا جو بجٹ ہے، میں سمجھتی ہوں کہ ان financial crisisکے باوجود، IMFکے جو ہمارے ساتھ معاملات چل رہے ہیں اُن کے باوجود ہماری teamنے، Prime Ministerصاحب نے اوران کی کابینہ نے اوراُن کی allies partiesنے provincesکے ساتھ مل کر کوشش کی کہ عوام کی pulseکو دیکھتے ہوئے reliefدیا جائے۔ سر! بہت سارے reliefہیں، ابھی میری ایک colleagueبات کررہی تھی سرگودھا سے ان کا تعلق ہے، ادھر سے بھی ہمارے 2,3 Membersنے بات کی کہ ہماری trade، ہماری exportsاور ہمارے businessmanکیلئے بہت کچھ ہوناہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ in these circumstances, while we are suffering from IMF sanctionsیہ بہت اچھااور معیاری بجٹ ہے جو ہماری گورنمنٹ نے پیش کیااور کوشش کی کہ provincesکو اعتماد میں لے کر عوام کے مسائل کے حل کیلئے کیونکہ ہمارا زیادہ طبقہ چھوٹے دکانداروں کا ہے اور جو FBRکے معاملات ہیں اُس شکنجے سے نکالنے کیلئے انہیں fixٹیکس کی سکیم متعارف کرائی تاکہ چھوٹادکاندار سکون کے ساتھ اپنا کاروبار کرے اور ایک مہذب معاشرے میں، آپ کسی بھی ملک کو دیکھیں جو ترقی یافتہ ممالک ہیں ان کی عوام اپنا ٹیکس بھرپور طور پر payکرتے ہیں تاکہ ملک کا revenueبڑھے اور ملک آگے nourishکرے، تو fix Taxکو متعارف کرانے کیلئے کوشش کی گئی۔

جناب چیئرپرسن: صباء صاحبہ ذراwind up کریںplease۔

محترمہ صباء صادق: بالکل نماز کا بھی ٹائم ہے اور میں بھی چاہتی ہوں کہ اس کو جلدی سے wind up کروں۔ایک بہت بڑیeffort ہے، خواجہ آصف صاحب تشریف نہیں رکھتے، میں Ministry of Interior اور خواجہ آصف صاحب کوPIA کی privatization کیلئے مبارکباد پیش کرتی ہوں، یہ ہمارا وہ قومی ادارہ تھا جو بالکل ختم ہو رہا تھا۔ جس طرح اسی ایوان میں ہمارے رکن نےPIA اور اس کےpilots کا بھٹہ بٹھایا، وہPTI کے ایک اہم رکن تھے۔ جناب چیئرپرسن! میں آپ سے درخواست کروں گی کہ اسی ایوان کے through Resolution pass کرکے اس وزیر کے خلاف غداری کیFIR کٹوانی چاہیئے جس نےPIA کےpilots جو پوری دنیا کے بہترینpilots تھے ان کا بھٹہ بٹھایا، پوری دنیا میں پاکستان کاflight operation معطل کرایا۔ یہ میری حکومت، میرے وزیر دفاع، میرےPrime Minister کی ہی محنت تھی کہ آج آپ کی PIA مانچسٹر، لندن، پیرس، نیویارک اور کینیڈا کیلئے تیار ہے اورprivatization کے پورے process کے بعد ان شاءاللہ تعالیٰ Pakistan International Airline پاکستان کا جھنڈا لے کر پوری دنیا میں اپنے مسافروں کو اورoverseas کوfacilitate کرے گی۔

سر! پراپرٹی کا کاروبار ایک بہت اہم شعبہ ہے، میں wind up کرنے کی طرف ہی جارہی ہوں۔ پراپرٹی کے شعبہ پر جو taxes تھے، IMF کی طرف سے جو sanctions تھیں، بڑی محنت کے بعد ہمیں اندازہ ہے، وزیر خزانہ نےPrime Minister صاحب کے مشورے کے بعد ان taxes میں relief دلایا۔ آپ یقین کریں کہ سوشل میڈیا پر جتنے property dealers ہیں وہ اس چیز کو اتنا appreciate کررہے ہیں، ایک تازہ ہوا کا جھونکا اسbusiness میں آیا ہے جس سے پاکستان کےrevenue میں اضافہ ہوگا۔

میں خاتون ہوں اورexports پر آپ نے جو چھوٹ دی، میں سمجھتی ہوں کہ ہماری جو بہنیں ہیں، جو small business entrepreneurs میں شامل ہیں ان کو بھیexports سے پاکستان کیgoods کو عالمی منڈیوں میں لے کر جانے میں بہتrelief ملے گا اور جو پاکستان میں بسنے والی خواتین کیhealth اورhygiene کیلئےtax free zone کے معاملات کئے میں اس کو بھیappreciate کرتی ہوں۔ میں دُعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح میری قیادت جنابPrime Minister شہباز شریف صاحب،DPM صاحب اور ہماری کابینہ کے باقی اراکین، ہمارے فیلڈ مارشل اور باقی تمام اداروں کے ساتھ مل کر پاکستان کو ترقی کی طرف گامزن کررہے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ جلد ہی پاکستان ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہوگا۔ پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ نزہت صادق صاحبہ۔

محترمہ نزہت صادق: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب چیئرپرسن! بہت شکریہ آپ نے مجھے بجٹ کیdiscussion میں حصہ لینے کا موقع دیا and I am grateful to my colleagues also who stayed back too late but again I

want to commentکہ جتنی زبردست یہاں پر حاضری یقینی بناتی ہیںwe all must appreciate this۔موجودہ حکومت نے 18.771ٹریلین سے زائد مالیت کا وفاقی بجٹ پیش کیا ہے۔میں وزیراعظم محمد شہباز شریف صاحب،Finance Ministerمحمد اورنگزیب صاحب اوران کیteam،سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نےpeople friendlyبجٹ پیش کیا ہے۔

بجٹ اس وقت پیش کیا گیا ہے کہ جب معرکہ حق اور بنیان المرصوص کی شاندار کامیابی وزیراعظم شہباز شریف صاحب، فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب، ان کی team، پاکستان ایئر فورس اور پاکستان نیوی، سب کیstrategic planningکی وجہ سے الحمد للہ ہمیں شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ میں بہترین سفارتکاری کی طرف آتی ہوں تو میرا خیال ہے کہ حالیہ دور کو سب جانتے ہیں جن سے ہم گزر رہے ہیں، یہ بڑے importantدن ہیں۔امریکا اور ایران جس طرح جنگ کی طرف جا رہے تھے، یہ نہ صرف اسregionکیلئے خطرناک تھا بلکہ پوری دنیا کیلئے یہ بہت خطرناک بات ہوگئی تھی،world warکی طرف جانے کا خطرہ تھا۔پاکستان کا as a mediator roleبہت سراہا گیا ہے۔الحمد للہ جس طرح کل وزیراعظم صاحب نے کہا کہ 3 مہینے اور 16 دن کی کاوشوں کے بعد اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ peace pactہونے جا رہا ہے جو کہ جنیوا میں ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ یہ پاکستان کیلئے اور راستے کھولے گا اور بہتری انشاءاللہ آئے گی۔ After 47 years, these two countries America and Iran together, to sit at a table and talk about peace.

جناب سپیکر! میںFBRکیcollectionکے بارے میں بات کروں گی کہ 15.26 trillionانہوں نے اس کاtarget setکیا ہے۔ As for as real estate, property tax has been half for registered filers. To help revived the real estate sector. Stakeholdersکے ساتھ مشاورت جو کہ میں سمجھتی ہوں بہترین طریقہ ہے، جہاں پر مسائل ہوتے ہیں وہاںstakeholdersکو ضرور بٹھا کر ان کی بات سننی چاہیئے اور یہ حکومت الحمد للہ ایسا کام کرتی ہے۔ایکfix taxationکا نظام جو وہاں پر بھی بات ہو رہی تھی، مگر یہ نظام جو وہ لا رہے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ وہ ایک نیاexperimentکر رہے ہیں۔ Income Tax Ordinance Section 99-Bکے تحت چھوٹے دکانداروں کوfacilitateکرنے کیلئے ہے کہ وہ ذراtax net systemکے ساتھ متعارف ہو جائیں۔اسsystemمیں وہ دکاندار آتے ہیں جن کی سالانہ 20 کروڑ روپے یا اس سے کمsaleہے۔اس سسٹم میں ان کی yearly salesپر ان کو 1 % ادا کرنا پڑے گا اور وہ اس ٹیکس میں اپناwithholding tax adjustکرا سکیں گے۔ مگر گوشوارے جمع کراتے وقت ان کو کم از کم 25 ہزار روپے جمع کرانے پڑیں گے۔Routineمیں کوئی آڈٹ نہیں ہوگا۔ خریداری پر withholding کی کوئی شرط نہیں ہوگی، کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی، اور جو دکاندار اس fixed tax system کے لیے opt کریں گے، ان کے لیے ایک green color کی sheetدی جائے گی جس کے اوپر QR Code درج ہوگا۔وہ card اپنی دکان کے باہر چسپاں کر دیں گے، اور جہاں یہ display ہو رہا ہوگا وہاں کوئی FBR کا inspector اندر داخل نہیں ہو سکے گا۔یہ tax net کو بڑھانے میں کام آئے گا، اور یہ نہ صرف tax net کو بڑھانے

میں کام آئے گا بلکہ ایک ریاست اور شہری کے درمیان اس بنیادی سماجی رشتے کی تجدید ہے، جس میں شہری کا ریاست پر trust اور اعتماد بحال ہو، اور ریاست شہری کی محنت کا احترام کرے۔ جیسے خواجہ صاحب نے کہا کہ We all need to pay our taxes, we all need to be doing this تب ہی trust develop بھی ہوتا ہے، حکومت بھی اس پیسے کو لگاتی ہے اور یہ اس طرح کا سسٹم چلتا ہے۔

Youth کے حوالے سے ہماری آنے والی نوجوان نسل ہے ہم سب جانتے ہیں کہ وہ ہمارا اثاثہ ہے اور بہت قیمتی اثاثہ ہے۔ ہماری قومی آبادی کا 67 فیصد نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ 30 سال سے کم عمر آبادی پر مشتمل ہے۔ وزیر اعظم شہباز شریف صاحب نے بہت initiatives launch کیے ہیں youth کے حوالے سے اور لوگ ان سے فائدہ بھی اٹھا رہے ہیں۔ NAVTTC کے ذریعے PM Youth Skills Development نے اب تک 515000 نوجوانوں کو latest فنی تربیت دے دی ہے۔ Independent evaluation کے مطابق ان trained نوجوانوں میں سے 53 فیصد ان کو ملازمتیں مل چکی ہیں۔ اس پروگرام میں IT پر مبنی تربیت کے ذریعے خواتین کی معاشی خود مختاری پر خصوصی توجہ دی گئی ہے تاکہ گھر بیٹھے freelancing اور digital معیشت میں ہماری بہن بیٹیاں برابر کی شریک ہوں۔ کیونکہ ہم سب سمجھتے ہیں کہ ملک کے مستقبل کے معمار یہی ہمارے نوجوان ہیں۔ گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر کے فنڈز میں حکومت نے اضافہ کیا ہے۔ حال ہی میں میں نے سکردو کا دورہ کیا تھا، اور آپ یقین کریں وہاں کا terrain بہت مشکل ہے، سفر بھی مشکل ہے۔ حالانکہ وہ بھولتے نہیں ہیں کہ ہماری حکومت نے، وزیر اعظم نواز شریف صاحب کے دور میں، Jaglot-Skardu Road یعنی JSR دی تھی۔ انہوں نے اور بھی بہت initiatives وہاں لگائے تھے اور وہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

مگر جہاں ہم نے feel کیا، بطور عورت، خواتین کے حوالے سے، وہاں کے دور دراز علاقوں میں مشکل سفر کر کے، خاص طور پر جب delivery کے cases ہوتے ہیں، سڑکیں بھی smooth نہیں ہیں بلکہ bumpy roads ہیں، ان کا وہاں پہنچنا بہت مشکل ہے۔ میری درخواست ہوگی، اور میں نے وزیر اعظم صاحب کو بھی کہا ہے، کہ kindly وہاں district level پر ان کے لیے medical aid وغیرہ اور اس طرح کی سہولیات فراہم کی جائیں تو بہت اچھا ہو گا۔

بچیاں وہاں بہت پڑھی لکھی ہیں۔ Skills سے equip کرنا ہمارا فرض ہے۔ Technical Vocational Centers ہر جگہ ہونے چاہییں۔ ہم جہاں بھی جاتے تھے، وہ کہتی تھیں کہ ہمارے لیے بھی ہونے چاہییں۔ اگر district level پر ہو جائیں تو بہت اچھی بات ہے۔ ان علاقوں میں fruits الحمدللہ وافر ہیں، اور وہ ان کو protect کرنے، بچانے اور export کرنے کے لیے food processing plants لگانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ بھی میں نے اپنی report میں وزیر اعظم صاحب کو بتایا تھا کہ یہ ان کی وہاں کی needs ہیں۔ اگر یہ ہو جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ نہ صرف یہ اپنی communities میں بہت کام کریں گی اور مدد کریں گی بلکہ پاکستان کے لیے بھی بہت positive role ادا کریں گی۔

I talk about women empowerment which is very close to my heart and میاں محمد نواز شریف صاحب کی بیٹی CM مریم نواز شریف صاحبہ کو میں سمجھتی ہوں کہ وہ اس visionary leader کی بیٹی ہیں جب ہماری حکومت آئی، میاں صاحب کی حکومت میں development کا کام ہوا تھا، ترقی پر ترقی الحمدللہ ہم نے کی تھی۔ مارچ 2024 میں office سنبھالنے کے بعد انہوں نے healthcare ، تعلیم اور women empowerment کو اپنی central priorities بنایا۔ انہوں نے 650 day care centers پنجاب کے hospitals, colleges اور government offices میں قائم کیے ہیں۔ یہ سب one billion کی allocation کے ساتھ ہوا ہے۔ ان میں سے ساڑھے تین سو functional ہیں، جن میں trained caregivers بھی موجود ہیں۔ Online monitoring بھی ہوتی ہے۔ ہم system تو بنا دیتے ہیں، مگر اس کی continuity اور یہ دیکھنا کہ وہ ٹھیک چل رہے ہیں، اس پر ان کا خاص focus ہے۔

On economic inclusion, textile skill programme دیہی خواتین کو train کرتا ہے جن کی عمر 18 to 45 years ہے۔ یہ 15000 monthly stipend اور transport allowance بھی دیتا ہے۔ over twenty five hundred women have graduated and 773 have secured jobs so far. Livestock distribution for widows and divorced women in South Punjab, Chief Minister Transport Programme with 76 buses for women colleges، اور health کے حوالے سے 32 field hospitals اور 200 clinics on wheels بنائے گئے ہیں۔ ان میں X-Ray, Ultrasound اور Lab کی سہولت بھی موجود ہے۔ یہ تمام facilities اس کے اندر موجود ہیں، اور خاص طور پر rural areas اور congested urban areas میں services فراہم کرتی ہیں۔ اس سے seven million لوگ مستفید ہو چکے ہیں۔

Maryam Nawaz Sharif community health services نے sixty thousand plus workers کو train کیا ہے، جن میں thirty-nine thousand lady health workers شامل ہیں۔ اس میں twenty thousand نئے health inspectors بھی شامل کیے گئے ہیں۔ یہ نہ صرف vaccination programme کو handle کرتے ہیں بلکہ patients کا record بھی maintain کرتے ہیں۔

اسپیشل بچوں کے لیے پنجاب کا پہلا comprehensive health screening programme, it covers thirty-five thousand six hundred plus students with eye, dental and medical checkups plus digital skills courses and computer labs in special education centers. I want to share with you.

جناب سپیکر، میں آپ کے ساتھ ایک بات share کرنا چاہتی ہوں۔ I was invited to Harvard University by a class of Politics انہوں نے بلایا تھا کہ میں آ کر بتاؤں کہ How did I get to where I am, what ware the challenges and who inspired me میں نے ان کو کہا کہ میری mother-in-law نے مجھے inspire کیا۔ میں emotional ہو جاتی ہوں، but they were all shocked because mother-in-law کا کردار وہاں بھی کچھ ایسا ہی رہا۔ یقین کریں when I talked about women میں نے ان کو کہا کہ ہماری خواتین کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ ہم پردے میں ہیں اور باہر نہیں نکلتے۔ میں نے ان کو بتایا کہ ہماری خواتین نہ صرف teachers اور doctors ہیں بلکہ fighter pilots بھی ہیں۔ Samina Baig جیسی خواتین Mount Everest سر کر چکی ہیں۔ ہمارے پاس خواتین کی کامیابیوں کی بہت لمبی داستان ہے، جو چلی آ رہی ہے اور آگے بھی ان شاءاللہ چلے گی۔

آخر میں، میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں، اور میں Maryam Nawaz Sharif صاحبہ کا قول دہرانا چاہتی ہوں۔ وہ کہتی ہیں:

"when a woman is empowered, an entire generation becomes empowered."

بہت شکریہ، پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: جی، Thank you۔ زیب جعفر صاحبہ، please۔

Parliamentary Secretary for Economic Affaire Division

Parliamentary Secretary for Economic Affairs Division (Ms. Zeb Jaffar): Thank you, Mr. Chairman. It is a great privilege to witness history in the making, and Pakistan is at the forefront of it. I take this opportunity to praise the Honourable Prime Minister and Field Marshal Syed Asim Munir Sahib for their resilience, dedication, and leadership during these adverse times. Through their efforts, they have safeguarded not only the people of Pakistan, but also contributed to the peace and stability of South Asia and, indeed, the wider world.

Mr. Chairman, it is a matter of immense honour and a continuation of the legacy that Mian Muhammad Nawaz Sharif laid down. Our Quaid, Mian Muhammad Nawaz Sharif, was the leader who made Pakistan a nuclear power. Today, that same legacy is being carried forward by Prime Minister Mian Muhammad Shehbaz Sharif Sahib. Under his leadership, Pakistan has earned renewed respect and recognition across the world. The green passport, which was once subjected to prejudice because of the false narrative created by our neighbouring enemies, is today a symbol of pride for Pakistan, Alhamdulillah.

Sir, I would like to quote:

"A nation rises not only through the bravery of its people, but through the wisdom with which that bravery is exercised."

Sir, this truly reflects the personality and leadership of Field Marshal Asim Munir Sahib. He is not only brave, not only a son of the soil, but also a man of wisdom. And because of his wisdom,

پورا پاکستان نہیں بلکہ South Asia اور پوری Muslim Ummah پاکستان کی طرف دیکھتی ہے۔ جب کسی کو protection چاہیے ہوتی ہے، کسی کو تحفظ چاہیے ہوتا ہے، تو وہ پاکستان کی طرف دیکھتا ہے۔ آج الحمدللہ ہم اس position پر ہیں، اور یہ سارا سہرا موجودہ گورنمنٹ کو جاتا ہے، Prime Minister Shehbaz Sharif کو جاتا ہے، اور Field Marshal Asim Munir کو جاتا ہے۔ سر! اتنے مشکل حالات میں ہم نے حکومت لی۔ کس طرح Prime Minister صاحب نے پاکستان کی معیشت کا پہیہ دوبارہ گھمایا I am happy to speak on Budget 2026-27. ہمارا 17.5 ٹریلین کا بجٹ ہے۔

There's no comparison from our neighboring countries, but Alhamdulillah, we are heading in the right direction. I would like to say that we are going towards the stability of the economy. We have met the IMF commitments, protected national security, and restored investment and confidence in the investor who wants to invest in Pakistan. Sir, Pakistan has become the best international market, where the international investor wants to invest and trusts Pakistan that the investment is secure. So, all the credit goes to the Government.

And Sir! Before I speak on the Budget, I would also like to, you know, identify that not only one force, but all the forces who have contributed to the victory of Pakistan. I salute them, and we are so proud of them.

Sir, coming to the Budget of 2026, Alhamdulillah, Sir, like earlier said by my colleagues, the youth are the bone marrow of Pakistan and Alhamdulillah we have kept a significant amount for the youth. The honourable Prime Minister has given about 16 billion to the youth to increase their agriculture and business loans. So I think this will be giving very good opportunities to the youth. Sir, as a Member of the Finance Committee, I have learned that the majority of our Budget is also influenced by the pension.

اگر ہم بنگلہ دیش، کینیڈااور کسی بھیrole modelکو دیکھیں، جو بھی بندہ employedہوتاہے،اس کی جبpensionشروع ہوتی ہے تووہ اس کی investmentہوتی ہے۔اس کے investment through pension pay ہوتی ہے۔ So I think we need to go for the pension reforms and these reforms will put less burden on our finance.

اس دفعہ ڈیفنس کا بجٹ 3 ٹریلین ہے۔ اگر آپ اس کو in contrast with India دیکھیں تو ان کا 87 ٹریلین کے قریب ہوتاہے۔My heart goes out to that soldier.سر! وہ نوجوان جو تھوڑی amount کی salary لیتاہے، کتنے کلو کی بندوق اٹھاتاہے، اوراس تپتی گرمی میں، چاہے وہRahim Yar Khanکا چولستان بارڈ ہوIndiaکا، وہاں کھڑاہے، نشانہ لگاکے کہ کوئی جرا ُت نہ کرے اس طرح دیکھنے کی۔ سر! یہamountاس کے لیے بہت تھوڑی ہے۔So, I’ll urge Pakistan’s Finance Minister کہ Defence Budget کو increase کیاجائے۔

70% of our livelihood depends on the marine life.پوری دنیا مختلف طریقوں سے پیسے کمارہی ہے۔ Here I would like to give a suggestion;sea weedsایک بہت بڑی industry ہےاور 25 billion کی economyہے، جو ہر سال increase% 12ہورہی ہے، جس میں صرف پاکستان کا share 2 million ہے۔ہمارا coastal area 1000 kmکاہےاور ہمارے پاس 475 species of seaweeds ہیں۔ I think that we need to explore and encourage more of thisتاکہ جہاںIndia ، Indonesiaاور Philippines اس چیز میں lead لے رہے ہیں،.Pakistan can generate good revenue in this

سر!Health Sector، پہلی دفعہ عورت کی hygiene پر pink tax لگاہےاوراب اسے tax free کیاگیاہے؟تو میں Finance Ministerکو congratulate کروں گی۔ سر! ایک بہت بڑی important چیزمیں highlight کرناچاہوں گی کہ 70% of our population has Vitamin D deficiency، جس کی وجہ سے osteoporosis ہوتاہے، autoimmuneجیسے مسائل ہوتے ہیں اور immunity low ہوتی ہے۔ سر! ہمارا social welfare country ہے، جہاں ہم لوگ health facility دیتے ہیں، تواس کے لیے میں چاہتی ہوں کہ ایک special quota رکھاجائے۔ Honourable Minister Primeصاحب، جب Honourable Chief Minister تھے پنجاب کے، I reMember جب میں نےان کو requestکی تھی کہ ہمارے South Punjab میں hepatitis کا مرض بہت زیادہ پھیلاہواہے، he was so kind at that timeتوانہوں نے hepatitis کا injection free کیاتھا۔ توآج میں اسی امید سے Floor of the House پر بات کر

رہی ہوں کہ Vitamin D کی جو deficiency ہے خواتین کو،اس کے injections دیے جائیں تاکہ عورتیں ہماری محفوظ ہوں، کیونکہ ماں محفوظ تو پورا کنبہ محفوظ۔

سر! پینے کا پانی سب سے اہم مسئلہ ہے،اور آپ کو میں بتاتی چلوں کہ at least 40 % of our population does not have access to clean drinking water اور یہ سب سے بڑا مسئلہ جنوبی پنجاب کا ہے، جہاں زیر زمین کھارا پانی ہے۔ نہ وہ cultivation کے کام آسکتا ہے اور نہ پینے کے کام آسکتا ہے۔ Water policies وفاق میں بنتی ہیں۔ میری یہ request ہو گی کہ اس کے اوپر policy بنائی جائے اور جس طرح کا Singapore میں role model ہے،ہم وہاں سے سیکھیں اور ہم اس چیز کو adopt کریں تاکہ لوگوں کے پاس صاف پینے کا پانی ہو۔

سر! CM Punjab مریم نواز شریف صاحبہ، I think پہلی دفعہ my salute to her, a brave in office but woman, a woman of wisdom. She has turned around the whole province کون سی ایسی چیز جو ہماری honourable Chief Minister صاحبہ نے نہیں کی۔ پہلی دفعہ air ambulance شروع ہوئی، پہلی دفعہ صاف ستھرا پنجاب بنا، پہلی دفعہ helpline بنی کہ جہاں عورت کو ہراساں کیا جائے، وہ ایک helpline کے ذریعے اپنی جان اور اپنے آپ کا تحفظ کر سکتی ہے۔

سر! میرا علاقہ Rahim Yar Khan ہے۔اس کے پاس کچے کا علاقہ ہے۔ بڑے بڑے آدمی وہاں جاتے ہوئے ڈرتے تھے، پولیس والے جانے سے ڈرتے تھے۔ Honourable Chief Minister صاحبہ کی policies کے ذریعے وہ کچے کا علاقہ آج safe ہوا ہے اور ان ڈاکوؤں کو پکڑا گیا ہے۔ سر Opposition بڑا رونا روتی ہے، as if they cry over spilt milk، ہمیں یہ نہیں ملا، ہمیں وہ نہیں ملا۔

When you have the determination, when you have the ambition to deliver, sir, then they should learn from Maryam Nawaz Sharif. And here I would like to say, as I reflect, a woman who leads with wisdom and resilience, with a compassion that turns the most difficult obstacles into stepping stones towards success. That is the definition of Maryam Nawaz Sharif.

Sir, I pay salute to every female Member sitting here for the commitment, for whatever every time there is an amendment, there is a Bill, there is any kind of legislation. Women, our Members here, always play a very pivotal and important role and I think we women sitting here represent the 54 % population in Pakistan. And we are proud of that. And on this big achievement, I would like to congratulate

the honourable Prime Minister once again for making Pakistan proud, for making the Green Passport proud. Thank you so much.

Mr. Chairperson: Thank you. The House is adjourned to meet again on Wednesday, the 17th June, 2026, at 11:00 a.m.

———

(The House was adjourned to meet again on Wednesday, the 17th June, 2026, at 11:00 a.m.)

———